الحمد لله رب العالمین

مجموعہ

کتاب تنبیہ الضالین مع

فیض عام و باران رحمت بہ تصحیح تمام

بمطبع اسلامیہ لقالب طبع

در آمد

۱۰ ربیع الاول ۱۲۷۲ ہجری

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم



لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ٭ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ محمد سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ الطیبین اجمعین ۔ بعد اسکے لکھا جاتا ہے کہ واللہ باللہ ثم تاللہ یارو مین کسی بدعتی مولوی مت یا شیخ کا مرید ہون نہ نائب مختار نواب عظیم جاہ بہادر کا طالب ہون چند سطرین اپنی زبان مین بندی فی اللہ مولوی سید محمد علی صاحب واعظ کے مقدمے مین بطور خلاصہ ایمان دارون کی خدمت مین عرض کرتا ہون اور کتاب تقویۃ الایمان اور نصیحت المسلمین وغیرہ کے مقدمات کے باب مین بطور نمونہ کے عمدہ عمدہ کتابون سے ایسی سندان لایا ہون جو ہر سند مشتمل کی جناب کے ہو سکے اور عوام کو معلوم ہونے کے واسطے اس طور سے لکھا گیا ہے تو اور بھی طور سے لکھا جاتا اب ذرا انصاف سے ہر محل و مقام کے مطلب اور معنی اور سندون کو خوب غور کرتے ہوئے ایک بار اس بیان واقعی کو اول سے آخر تک مطالعہ فرمائیے خدا کو حاضر و ناظر جانکر خوب اپنے دلمین سوچئے اپنے کئے کہے کی بابت کیجئے حسد کو دلون سے نکال کے اللہ اور رسول کے فرمودے کو پس پشت نہ ڈالئے اور اپنی عقل و عادت کے درپے نہو جئے اگر انصاف سے دیکھنا بد جانتے ہو تو بھلا فقط نظر حسد سے ایکبار تمام و کمال دیکھ لیجئے کہ کچھ عیب نہین ۔ بیت ۔ جلوہ مفت است دیدنی دارد ٭ سخن ما شنیدنی دارد ٭ کہ سید واعظ سنہ بارہ سو بیتالیس ہجری محرم کے مہینے مین مدراس کو آکر آٹھ مہینے تک لوگون کو وعظ و نصیحت اور ہدایت موافق شرع شریف کے کرنے لگے اور قرآن و احادیث کے بیان سے شرک و بدعت کی برائیان ہر ایک کھولنے تو مدراس کے باشندے اور دور دور کے گاؤن کے لوگ آکر انکی بیعت کرنے لگے شرابیان سیندی کشان گانجوان زانیان فاسقان شہدے کر سو رپیجان وغیرہ عوام و خواص جو کبھی نماز کے نام سے بھی واقف نتھے اپنے فعلون سے باز آکے پنجوقتہ نماز پڑھنے لگے یہانتک کہ بعضے عورتان بھی تہجد گذار ہوگئے اور ہندو مسلمان بنے پھر اللہ تعالے اپنے فضل سے انکے بیٹھنے کی جگہ کو بھی مسجد بنایا اندنون مین فقیران بے بدعت اور مشائیخان بے حقیقت مسجد لینیوالے چار ابرو کی صفائی کرنیوالے نماز روزہ چھوڑانیوالے گانجے کے دم مین خدا کو دکھلانے والے اندا اور یاللہ کا اس کوڑی کے آشنا عودان کی راکھ کو سرمہ چشم ایمان سمجھنے والے امردیون پر اپنے ساتھہ گوشہ پردہ حرام جانیوالے اپنا بازار سرد دیکھ کر انیر

تہمتان بہتانان اٹھانے اور اطراف کے گاؤن کو بھی خطان لکھہ بھیجے کہ ایک یہودی یا نصرانی سید نام کا تھا یہان آکے مریدان کرتا ہی خبردار کوئی مت بیعت
اور مدراس کے علمای بے عمل اور فاضلان سراسر غبی اُن بے حقیقتون کے ساتھہ ملکر حسد سے کمال مذکور کے رمضان کے مہینے مین ایک سوال سید واعظ پر
لکھکر دندان شکن جواب پایا پھر بعد سب ملکر نہایت جلاپے سے اٹھارہ سوال سید واعظ کو روانہ ہونے کے وقت لکھے جسمین کچہ مسلمانون کے مسئلے کچہ بدیعون کے
مسئلے ملے ہوے تھے منصوبہ یہ کئے تھے کہ اگر سید واعظ اُن سوالون پر مہر کردین تو لوگون مین مشہور کردین کہ سید واعظ بڑے بدعقیدے تھے ہمنے
پھر اکر مہر لے چکے اگر مہر نا کرے تو بدنام کردین کہ سید واعظ مین بے بدعقیدگی موجود ہین سید واعظ وہ سوالان دیکھکر جواب لکھا بھیجے کہ ان اٹھارہ سوالون
مین سے دینداری کے سوالان علیحدہ ہون تو اسکے صحیح ہونے پر مہر کردیتا ہون اور بے دینون کے سوال علیحدہ لکھین تو اُسکے باطل ہونے پر مہر کرتا ہون یے دغاباز مدراسیان
قبول نہین کئے تب سید واعظ بولے کہ اس کاغذ کو میرے ساتھہ دو یہان تو فرصت نہین ہے جہاز پر بیکار ہے کے عالم مین مطالعہ کرکے مناسب ہے تو اپنی مہر
اور کلکتے کے عالمونکی مہر کروادونگا نہین تو جواب بھیجونگا پھر وہ کاغذان سب کے حکم سے ہمراہ لیگئے کلکتے مین سید واعظ کے طریقہ کے عالمان پسند نہ کئے
بلکہ اُن سوالون کا رد لکھہ بھیجے اور نواب کے مفتی بدر الدولہ بہادر بھی اُس فتوی میں غلطیان دیکھہ کے انکار دکھوبی تمام لکھے چنانچہ علمای کلکتہ اسکو
چھاپا کروا کے مشہور کئے سو بات مشہور ہے مدراسیان اور بھی جلکر سید واعظ کا کینہ دلونمین رکھے اور یہان سے بہت کچہ کلکتے کتین سید واعظ کو ایذا پہنچانیکے لئے
لکھا کئے پر کچہ نہ چل سکی لاچار قابو جوہے کہ کسیطرح سے سید واعظ کو ایذا دیا جاے اور اہانت کیا جاے اتفاق ایسا ہوا کہ سنہ بارہ سے پچاس مین سید واعظ حج کے ارادے سے
اپنا وطن چھوڑ کلکتے کو آ بیٹھکر جہاز کے موسم کے انتظار مین تھے مدراس کے عالمان سنکر بڑے اشتیاق کے دو خط بھیجکر سید واعظ کو بلا بھیجے کہ اسی راستے سو کر
ملیوار ہے سے مکہ کو تشریف لیجائیے سید واعظ اُنکے بلاوے پر رمضان کے ستائیسوین ۱۲۵۱ھ ہجری مین مدراس کے ساحل پر اترے تین روز متیالپیٹہ مین رہے مدراس کے
سرکار سے جعفر علیخان خانسامان کو بھیج بھیج کر منتان کر کر کے سید واعظ کو سید صبغۃ اللہ مرحوم کی حویلی مین لاکر اُتارے پھر تو کیا کیا دلداری اور کیا کیا مہمانداری
کرنا شروع کئے اور لوگونمین مشہور ہو گیا کہ نواب اور نواب بیگم وغیرہ سید واعظ کے مرید ہوتے ہین اور خلق بھی بہت سے مرید ہونے لگے پھر تو کیا پوچھنا دشمنون کے
سینون پر سانپ پھر گیا اور حسد کی آتش مین جل بل کباب ہو گئے ہر روز فتنے اور بہتانان بے حساب بڑھنے لگے اور سب ملکر بعد جو کچہ سید نوازی کئے سو
مشہور ہے اس سید نوازی کا باعث یہہ ہے کہ جب سرکار کا خط لیکر سید کو بلانے کوٹ قاسم روانہ ہوا کر کے سنے تو بے عالمان اور بے دین مشایخان مدراس
کے آپسمین ملکر مشورہ کرکے اپنے مشورے مین یہہ ٹھہرائے کہ سید واعظ کے وعظ سے دنیاداران بدکاران سب دلونمین جل گئے ہین ہم اکے بار بہتانان بند کر
امرا اور عوام کو سید واعظ پر اٹھا کھڑے کرنا اور تقویۃ الایمان وغیرہ مین جو عوام کے رسم و عادت کے خلاف باتان ہین سو انکو کفر کلمہ ٹھہرانا اور سید واعظ کے مریدون
کو ذات مین سے نکالنے کا اور نواب کے یہان سے برطرف کروانے کا خوف بتانا یے مریدان سب ملکر ایک طرف سے سید واعظ کو تنگ کرتے ہین اور ہم اور امرا ایک طرف
سے دوستی اور صلح بتلا کر اس بات پر سید واعظ کی مہر کروالین کہ تقویۃ الایمان اور اسکے سر کی کتابونمین کفر کے باتان ہین اور اسکا معتقد کافر ہے جب وہ مہر
کر دیوے تب اس کاغذ کو مخفی بنگالے کو بھیجکر سید واعظ کے تمام پیر بھائیوں کو اسکے جانی دشمن بنانا اور یہان منبر پر ایک ہب سے سید واعظ ہمارے ہاتھہ پر توبہ
کیا ہے کرکے ایسے طور سے سب کو سنا دین کہ سید واعظ اپنی تعریف ہی سمجھہ لیوے لیکن اندر مضمون توبہ کا ہووے جب اسطرح مہر کرنا اور ایسا توبہ کرنا شہر مین مشہور ہو جاوے
تو کہین سید واعظ کا اعتبار نہین رہیگا کوئی اُسکا مرید نہ ہوگا بلکہ اُسکے مریدان اُس سے پھر جائینگے اور اُسکے پیر بھائی اُسکے دشمن بن جاوینگے بعد سید واعظ کے آئے
پر دربار مین سید واعظ کا شکوہ اور اُن پر اور اُنکے مریدون پر افتری بہتانان کر کے نائب مختار کو اُنکا ایکا دشمن بنا دیے آپکے دولتمندون کو تو عدل و انصاف اور بات
کی تحقیق کہان محض بے دیانت سید آزاری کئے دین کی جمعیت مین تفرقہ ڈالے مسلمان بھائیونکی تکفیر کا ہو جا ہر ہے جب خلاصہ مدراسیونکی بغض اور کینے کا معلوم ہوا
اب آگے قصہ ذکر کرتا ہون سنئے کہ اُنھین دنونمین فرنگی محلی جمال شوال کے مہینے کے اوایل مین سید واعظ کے باز دید کو آنکے پیچھے باتان کرتا تھا اتنے مین

امیرالدولہ خاندانی وہاں آگئے اور جمال فرنگی محلی سے پوچھے کہ کل نواب کے یہاں آپ شفاعت کا مسئلہ کچھ بیان فرماتے تھے سو فرما دیں تو شک دفع ہو جاویگا
فرنگی محلی جمال بولا میرا عقیدہ یہہ ہے کہ اذن شفاعت ہو چکا ہے اب اگر مولانا صاحب یا ملا نظام الدین ہمارے جد اُسکے خلاف بولیں تو ہم نہ مانوں
سید واعظ کے بعض بعض مرید کچھ آیات واحادیث شفاعت بالاذن کے پڑھنے لگے اور بولے کہ شفاعت کا اذن ہو چکنے کی دلیل کون سی کتاب میں
ہے سو دکھلائیے فرنگی محلی بولا کسی کتاب میں لکھا ہو گا اور قرآن و حدیث سے معارضہ کریں تو نہ مانونگا سوائے مجتہدوں کے قولوں کے تب مجتہدوں کے
اقوال کو بھی جو کسی نے جمع کیا تھا دکھلا دیئے پہلے تو اُسکو اعتبار کیا پھر دیکھکر کچھ سرد ہوا اور سید واعظ سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہو سید واعظ جو عقیدہ
تمام اہل سنت وجماعت کا تھا سو بولے کہ موعود ہے چکے قیامت کے روز باذن ہونگے یعنے اللہ تعالیٰ دنیا میں وعدہ دیچکا ہے قیامت میں مقام محمود
میں اذن یا دینگے اور حضار مجلس سے جو قریب سو آدمی کے تھے پکار کر بولے یا رو مطلق شفاعت کا منکر کافر ہے مگر بات اذن اور غیر اذن میں
ہے فرنگی محلی بولا کہ جو نعمتان رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دینا تھا سو خدا دیچکا اب کچھ باقی نہیں سید واعظ بولے کہ لاتعد ولاتحصی قیامت
تک بلکہ انتہائے دخول بہشت تک نعمتاں ملے جاوینگے۔ دیکھئے ایماندارو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں دنیا ہی پر حصر
کر ڈالا ہے تو اس بد اعتقادی کو کوئی نہیں پوچھتا مگر جو شخص کہ لاتعد ولاتحصی کہا سو اسکو بد اعتقاد جانتے ہیں خاک ایسی سمجھ پر جو اُلٹی بات سیدھی
لگتی ہے ایسے ہیں ابو المعالی بازاری بعد نماز عشا کے چند شہدوں کے ساتھ تائید کو فرنگی محلی کے آیا اور بازاری گفتگو کر آخر فرنگی محلی اور وہ
ملکر رخصت چاہے اور فرنگی محلی بولا کہ مولوی اسمعیل دہلوی مولانا شاہ عبدالعزیز کا بھتیجا ہے کچھ سمجھ کے لکھا ہو گا ہم جو کہتا ہو سو اُسکو کھٹکے
لیکن دوسرا کوئی شخص کچھ کہا تو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھکے گلا دابونگا سید واعظ وقت رخصت فرنگی محلی سے بولے کہ قرآن واحادیث اور
اماموں کے اقوال سے موافق عقاید اہل سنت وجماعت کے شفاعت بالاذن میری عقل ناقص میں ثابت پائی جاتی ہے لیکن جناب اگر کوئی دلیل
صریح اُسکے خلاف کسی کتاب میں پاویں تو لکھ بھیجیں تا ہم بھی اسکے تابع ہو جاوینگے اور رخصت کیئے پھر تو فرنگی محلی اپنے دعوے پر سند تو نہ لکھ بھیجا لیکن
اس مقدمے کو برعکس خاطر خواہ کچھ اپنی مجلس میں بولنے لگا اور نواب بیگم سے کچھ کہا اور نائب مختار اور مولویوں سے کچھ بیان کیا اور ایک فتوا کیا کہ
سید واعظ تقویۃ الایمان کو آپ منگوا کے اُسمیں گفتگو کئے تھے اگرچہ صبح کو حضار مجلس کے اظہار سے جو چلی تھی سو گفتگو سبھوں پر کھل گئی
لیکن دشمنان حیلہ جو یہہ مشہور کر دیئے کہ سید واعظ منکر شفاعت کا اور محمد علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے تا خواص عوام سنتے ہی اعتقاد سے باز آکے دشمن
بن جاویں اور بیعت کرنے یا دین غرض سید واعظ میں تو کوئی بات گرفت کے لایق نپاتے تھے دو چار لفظوں کو تقویۃ الایمان کے جو سید واعظ کے پیر بھائی
مولانا اسمعیل دہلوی کی تصنیف کر مشہور تھی دستاویز فساد کا ٹھہرا کر متوسط نائب مختار ایک فتوے سوال کا علما مدراس کی طرف سے بے مہر و بے تاریخ
کے سید واعظ کے پاس بھیجے چنانچہ اُسکی نقل یہہ ہے۔ ہو الحق المبین حامداً مصلیاً ومسلماً۔ سوال از طرف علماء مدراس بخدمت کثیر المواہب
مولوی سید محمد علی صاحب اینکہ آنجناب تقویۃ الایمان تصنیف مولوی اسمعیل دہلوی را بتمامہ لفظاً ومعناً مطابق عقاید جمہور علماء اہل سنت وجماعت
و موافق اعتقاد مرشدین خود شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز قدس سرہما میدانند یا بعض را مطابق و بعض را غیر مطابق می انگارند امید مکارم اخلاق
گرامی اندازیم کہ از اختیار یکی ازین شقوق اطلاع بخشند تا بر طبق آن کاربند شدہ قطع سلسلہ منازعت نمائیم۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم سید واعظ نائب مختار کو پیام بھیجے کہ اس کاغذ پر سائلوں کے مہران ہو جاویں تو
انھوں کے ناموں سے آگہی ہو جاویگی نائب مختار جواب کہلا بھیجے کہ اس کا کیا مضایقہ مہران کچھ ضرور نہیں اور جواب اُسکا لکھنا چاہیے پھر تو سید واعظ بے تکرار اُسکا جواب
معقول لکھ بھیجے چنانچہ اُسکی نقل یہہ ہے۔ **جواب** بسم اللہ الرحمن الرحیم ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب

اللّٰهم صل وسلم علی سیدنا وشفیعنا ومولانا محمد المختار وعلی اٰله الاطهار واصحابه الاخیار اما بعد رقیمه انیقه وصحیفه شریفه مورخه بستم شوال سنه ۱۲۴۰ هجری
مقدسه در اصل واطلاع بر مضامین فیض آگین حاصل شد کتاب تقویة الایمان خواه منسوب بمولوی اسمعیل دهلوی معلوم شد باشد یا موهوم اگر کلاً یا بعضاً مخالف عقیدهٔ مرشدین
فقیر که حسباً ونسباً وعلماً وادباً ومذهباً ومشرباً سنی پاک اعتقاد وبری از شرک والحاد هستیم بوده باشد بایانه جناب سائلین از فقیر سوال میرسد که مصنف ومروج آن
کتاب ام ونداز اقارب اتباع مولف آن بس هرچه مخالف عقیدهٔ که عقیدهٔ جمهور اهل سنت وجماعت است بوده باشد خواه در کتاب تقویة الایمان یا در کتب دیگران
بیشک ساقط الاعتبار است وآنچه موافق عقیدهٔ جمهور اهل سنت وجماعت باشد بالیقین حسب الاختیار فقیر مع احباب از عقاید باطله همیشه مبرا وبیزار والله علی ما نقول
وکیل مثل مساعی بزرگانه برای رفع سوء ظن کرام الهی با جناب ازان واقع است ضرور موجب اجر موفور والی الله ترجع الامور زیاده السلام خیر الاختتام فقط مرقوم
بیست ودوم شوال ۱۲۴۰ هجری مقدسه - کہو یارو یہہ سب کیفیت جمعہ تھہ بحث ہیچ لیس اگر ان بزرگواروں کو اصلاح عالم کی منظور ہوتی تو البتہ ان دو چار لفظوں
کو جو بعد جانتے تھے بہ تامل کتاب تقویة الایمان سے نکال دیکر مشہور کر دیتے ہوتے اور اللہ کے پاس اجر عظیم پاتے وہ تو منظور نتہا پھر چند روز کے بعد فساد عظیم برپا کئے کہ
کہ غرہ ذیقعدہ سنہ العز جمعہ کے روز نائب مختار کے ماموں ممتاز الامرا بہادر نائب مختار کے حکم سے پولیس کے پیادے ہندو مسلمان اور اردلی کے نوکر چاکروں کو لیجاکر مسجد کے آگے
اور منبر کے گرد پیش کھڑے کروا کے آپ ہتھیار بن کھڑے رہے اور فرنگی محلی منبر پر چڑھ کر قرآن ہاتھ میں لئے ہوئے بولا کہ میں کچھ بغض وحسد سے نہیں کہتا ہوں
للہ فی اللہ تکفیر کرتا ہوں تب قاضی بلیدہ عبید اللہ خان بولے کہ تکفیر اہل قبلہ کی کب جایز ہے اسکے عوض کچھ وعظ بولئے تو بھلا ہے غرض فرنگی محلی
تقویة الایمان ہاتھ میں اٹھا لے کہنے لگا کہ تقویة الایمان میں سب باتاں کفر کے ہیں اور اسکا مصنف مولوی اسمعیل دہلوی کافر ہے اور اس کتاب کا معتقد اور
اسکو گھر میں رکھنے والا بھی کافر ہے صاحبو پیغمبر کو چمار ہے کرکے لکھا ہے اسکو کیا کہتے ہو تب اسکی ہر بات پر بلے بولنے ہارے جیسے بھالو کے پیچھے کولے پکارتے ہیں
بے تحقیق وبے دریافت کہنے لگے کافر کافر ہے اور شفاعت کا منکر ہے کیا کہتے ہو بولنے لگے کافر کافر اور پیغمبر کو بڑے بھائی کے برابر جانتا لکھا ہے کیا کہتے ہو تو بولے
کافر کافر اور مولوی محمد علی اس کتاب کے اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ شفاعت کی شب اسکو سند لائے تھے کیا کہتے ہو چلانے لگے کافر کافر اور ممتاز الامرا بہادر اور نائب مختار
کے خدمتگار وغیرہ چار پانچ شخص سے جو سید واعظ کے مرید تھے توبہ لیا اور تبرے مخبر دربزرگی سے چلا چلا کے بولا کہ مولوی محمد علی کو یا اسکے کسی مرید یا دوست کو
کچھ پوچھنا ہو تو پوچھئے سید واعظ کے بہت سے مریدان بعد نماز جمعہ اپنے اپنے گھر کو چلے گئے تھے لیکن بعض بعض جو حاضر تھے سو ان میں سے کوئی مباحثہ کے لئے اٹھنا
چاہتا یا اٹھا تو اسکو پیادے اور حبشیان وغیرہ روک دیتے اور فرنگی محلی کسیکے حق میں کچھ خاطر خواہ بولا تو بلے گویاں کافر کافر کا دھوم اٹھا دیتے اور اس کفر مجسم کی زبان
سے جو بات نکلی تو حکم تکفیر کا جانتے تھے چنانچہ ذکر بدکر جب سید عبد القادر جیلانی کا نام لیکر پوچھا کہ صاحبو تم انکو کیا کہتے ہو بلے گویاں نے ناحق بول اٹھے کافر کافر پھر
تو فرنگی محلی چلانے لگا کہ ایسا مت بولو مسلمان ہو لو تب بیماران اس کیفیت کو دیکھکر - فاعتبروا یا اولی الابصار - پڑھنے لگے حاصل کلام فرنگی محلی جو بکنا تھا سو
بکر وقت عصر جب منبر پر سے اترا تو پکار کر بولا یارو ممتاز الامرا بہادر کے حکم موافق یہہ سب بولا ہوں مجھے کسیکی تکفیر سے کیا کام - یہہ بات بازون کو حیرت
ہوگئی کہ قرآن ہاتھ میں دہرے وقت کہ پیش ازیں یہہ شخص للہ تکفیر کرتا ہوں کرکے کہا تھا اور اب ممتاز الامرا کا حکم بجا لایا ہوں کہتا ہے یارو ادھر منبر پر تو
مسلمانوں اور سیدوں کی تکفیر ہوگئی اور ادھر ممتاز الامرا بہادر دربار میں جاکے کہنے لگے کہ سرکار کے نوکروں سے جو سید واعظ کا مرید توبہ نکریگا تو برطرف کیا جائیگا اور
بعض بعض نوکر کو بھی فرنگی محلی کے گھر توبہ کے لئے بھیجے اور نائب مختار بھی ایک سپاہی سے جو پہرہ پر کھڑا تھا پوچھے کہ تو مولوی محمد علی کا مرید ہے وہ بیچارہ نوکری جانیکے
ڈر سے کانپتا کانپتا بولا ہاں مرید ہوں اب توبہ کیا توبہ کیا توبہ کیا نائب مختار پھر پوچھے کہ تیرے پیر تجھے کیا بولے عرض کیا کہ اللہ ایک محمد برحق ہے اور نماز پڑھ روزہ
رکھ نیک کام کر بد کام مت کر پھر کانپتا کانپتا بولا توبہ کیا توبہ کیا نائب مختار ہنسکر فرنگی محلی کے یہاں اسکو بھیجو اسکا حکم کئے سید واعظ کے بیچارے مریدان یہہ حال
دیکھکر سید واعظ سے بڑی عاجزی سے عرض کرنے لگے کہ آپ تقویة الایمان کے مقدمے میں مہر کردیں تو بھلا ہے نہیں تو ہماری برطرفی ہوجاتی ہے کیئے

ای واقف لوگو یہ باتان جھوٹھ ہیں یا سچ اب انصاف شرط ہے کہ اُسوقت سید واعظ کی کیا خطا تھی جو تکفیر کر چکے پس فساد و بد ذاتی کسکی ہے سوا ایمان داروں
پر خوب روشن ہے خدا علیم است و بس اور سید واعظ پیر کے روز ناصر الدولہ بہادر کے گھر کئی بیبیوں کی بیعت کی خاطر جا واعظ فرما جب جامع مسجد میں نماز کے لیے آئے تو وعظ
بولینکے گمان سے متولی منبر کو چھپا دالا پھر تو سید واعظ منگل کے روز مسجد کو نجا اپنے گھر میں وعظ بولنے لگے پانچ سو آدمیوں تک جمع ہوئے ایک حشر کا عالم ہو گیا لوگ زار زار
رونے لگے اور کئی لوگ بیعت سے مشرف ہوئے دشمنان اور بھی آتش حسد میں جل بل کباب ہو گئے اُس روز فرنگی محلی نائب مختار سے بولا تھا کہ مولوی محمد علی ایک کتاب مسمی
بطریقہ محمدیہ تصنیف کئے ہیں اسکو منگوائے دیکھیں کیا لکھا ہے اسلیئے نائب مختار جنھی طریقہ محمدیہ کے نام کی بابت جو بات کہی تھی سو سید واعظ کے پاس بھیجے تھے سو اُنھیں
عین وعظ بولنے کے وقت چوبدار جنھی رکھا ہے جنہو وعظ میں خلل انداز ہونا چاہا لیکن سید واعظ جھڑک کے بولے اللہ جل شانہ کے احکام بیان کرنیکے وقت امیر وزیر کے پیغام
سے کیا کام اور اپنے وعظ میں مشغول تھے پھر نائب مختار وقت مغرب ندیم اللہ صاحب کو سید واعظ کی خدمت میں بھیجے غرض سید واعظ کتاب طریقۂ محمدیہ کو جو سنہ ۹۸ نوسی آتی
ہجری میں تصنیف کئی ہے جو حضرت مولانا بر گوئی کی تھی ساتھ لیئے شادی محل کو گئے جب اس کتاب میں مولانا بر گوئی کا نام دیکھے سب شرمندہ ہو گئے یہاں ایک بات
سمجھ رکھنا چاہیئے کہ مولانا بر گوئی کی کتاب کا نام طریقۂ محمدیہ ہونے سے مدرس مسلمانوں کے سب کتابوں کو یہودیہ یا نصرانیہ کی کتاب نہیں کر سکینگے مگر جو نصرانی یا
یہودی ہو سو ایسا قیاس کریگا اور فرنگی محلی جو آگے نائب مختار کو اکثر کہا کرتا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب سے بحث کروا دیں تو میں بحث کرونگا سو وقت سید واعظ
سے ہر بات کا جواب دینا مشکل ایسا پایا کہ اُسکا ناطقہ بند ہو گیا سید واعظ اُس سے پوچھے آپ جو اتنے مومنوں اور انکی تکفیر سب کئے سو کونسی ملت و مذہب میں و انکے
اور کس کتاب میں اُسکی سند پایا ہے یہ سب بیان کیجئے پس فرنگی محلی جمال جو جمعہ کے روز اپنا کمال ظاہر کرکے تمام کی تکفیر کیا تھا اور سید واعظ اور انکے مریدوں کو بحث کے
لیے بلایا تھا سو اسکو واجب تھا کہ سید واعظ وغیرہ کی تکفیر اپنے دعوے کے موافق رو برو ثابت کریں لیکن کچھ جواب نہ دیا جھوٹ انکار کر گیا کہ واللہ باللہ میں انکی تکفیر
نہ کیا آپ سید اور میر صاحبزادہ ہو اور تقویۃ الایمان کے مصنف کو کافر بولا ہوں یارو یہاں سمجھ لیجئے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹھے کون سید واعظ نائب مختار سے بولے
صد ہا گواہان عادل اپنے دعوی پر حاضر کرتا ہوں آپ جو دین کی بڑی حرارت رکھتے ہو بعد ثبوت حد یا حد شرعی جاری کریں نائب مختار بولے مجھے کسیکے قتل کی قدرت نہیں سید
واعظ جواب دئیے خیر تم تعزیر پر بھی قادر ہونگے جانے دو ایک نوشتہ انکار تکفیر کا کر دیویں تو بس ہے فرنگی محلی اقرار کیا کہ لکھ دیتا ہوں سید واعظ بولے ابھی [illegible]
نائب مختار بولے میں تو گواہ ہوں کیا مضائقہ کل لکھ دیوینگے اور کہے کہ منگل کو مسجد میں کیوں وعظ نہیں فرمائے سید واعظ بولے کل آپ ہی کے حکم سے منبر چھپایا گیا تھا تو
نہیں شادی محل ہو گیا نائب مختار بولے میں نہیں حکم کیا سید واعظ بولے کہ جب آپکے علاقہ کی مسجد میں ایسا کام ہووے اور آپکو خبر نہ ہووے تو بیخبری کا اللہ کے پاس باز پرس ہوگا
اور کوئی آیت قرآن بھی جو ایسے معتدی پر اللہ تعالی وعید فرمایا تھا پڑھے نائب مختار فرنگی محلی کی گلی بات کے اعتماد پر سید واعظ سے پوچھے کہ شفاعت کے بحث
کے روز تقویۃ الایمان کو کیا آپ منگوائے تھے سید واعظ بولے نہ میں منگوایا نہ اُسمیں کچھ بحث کیا نہ میرے پاس وہ کتاب ہے مگر مولوی جمال صاحب بار بار منگوائے تھے پوچھئے
تب فرنگی محلی بولا ہاں میں ہی منگوایا تھا لیکن کہاں سے آئی سو معلوم نہیں سید واعظ نائب مختار طرف مخاطب ہو کر بولے کہ آپکے جد امجد میر کے طویلہ میں [illegible] والے کے گھر
سے آئی ہے کتاب الا اور لا ینوالا دونوں آپ ہی کے نوکر ہیں اور اُس کتاب کا مصنف انکا بھائی ہے کیونکہ آپ بھی فاروقی ہیں اور وہ بھی فاروقی تھا ایسی تعرض
اس کتاب کا آپ سے پہنچا ہے دیکھئے صاحبو وہ جھوٹھا جمال غیبت میں تو اپنا کمال بتلا کہا تھا کہ تقویۃ الایمان کو سید واعظ منگوا کے اُس میں بحث کئے تھے اور اسی
بات اور سند پر سید واعظ کی تکفیر بھی کیا تھا پھر روبرو اُسکے خلاف بیان کیا سبحان اللہ عالم دیندار ایسے ہی سچے ہوتے ہیں سید واعظ انھیں باتوں میں نائب مختار سے
بولے کہ ایک روز مولوی الہی صاحب اور مولوی ارتضا علی خان صاحب اور مولوی جمال صاحب سے تقویۃ الایمان کے باب میں فقیر کو مباحثہ کروا دیں بحولہ و قوتہ ہر بات
میں انکو قایل کرکے اٹھونگا غرض سید واعظ کے ہر سخن حق سے سبھوں کا دم بند ہو گیا اور عمدہ عمدہ لوگ پکار اٹھے کہ شیر غالب آیا اور سید واعظ مظفر و منصور اپنے مکان
کو روانہ ہوئے تب نائب مختار مجلس تخلیہ میں حافظ یار جنگ یعنی ادیباء طاغوت سے بولے کہ تم جو کہتے تھے کہ مدارس کے علما غالب آجاوینگے سو اب دیکھلئے کہ کیا ہوا

کہنے لگے ایماندار دو تین لوگو یہ باتیں سچ ہیں یا جھوٹ تھا اور اب جھٹلانا کچھ بڑی بات نہیں لیکن عالم الغیب اور حاکم الحاکمین کے روبرو نہ جھٹلا سکو گے۔
الحاصل بحث کر کے اُنکے نتیجے تو دلوں میں حاصل ہو گئے تھے اور خوب سمجھ لئے تھے پھر تو ایک تازی تدبیر ہوئی کہ چہار شنبہ کے روز حکیم احسن الدین خان کا
سالا ایک کاغذ تقویۃ الایمان کے باب میں لکھا ہوا سید واعظ کے پاس تنہائی میں لا کے بولا کہ قاضی ارتضا علیخان کہتے ہیں کہ اسپر مُہر کر دیویں تو رفع فساد
ہو جاتا ہے حالانکہ معلوم نہیں کہ قاضی مذکور نے بھیجے تھے یا وہ شخص آپ لکھوا لایا تھا لیکن ارتضا علی خان قاضی صدر کورٹ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا سید واعظ
جو مسلمانوں میں کسی صورت سے فتنہ و فساد مٹ جانا اور اُنکی بہبودی چاہتے تھے بے تامل جھٹ اُسپر مُہر اپنا کر دئیے چنانچہ اسکی نقل کو اپنے خلفا آئے تو پڑھلائے
تو ایک خلیفہ نے کہا کہ اس کاغذ میں مشعر تنقیص شان سرور عالم لکھا ہے اسکی جگہہ پر لفظ موہم کا ہونا چاہئے سید واعظ فرمائے ابھی ہمنے تو مہر کر دی اور وہ آدمی بھی
کاغذ لیگیا پھر دیر کے بعد اس کاغذ کو لا کے بولا کہ کاغذ بگڑ جائیگا کیونکہ نواب کے یہاں بھیجوانا ہے سید واعظ اُسکو رکھ لیکر دوسرا کاغذ لکھوا کے اپنا مہر کر دئیے
اور اپنے خلفا اور مفتی صدر الدین بہادر وغیرہ کے مہر کروا قاضی مذکور کے پاس بھجوا دئیے چنانچہ اسکی نقل یہہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم - ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ ہدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب وصل علی حبیب الشفیع المجاب محمد المبعوث بفصل الخطاب وعلی آلہ وصحبہ خیر آل و اصحاب
اما بعد بر علمای امت مصطفویہ و فضلای شریعت نبویہ مخفی و محتجب نماند که عقیدۂ این فقیر سید محمد علی و حضرت سید احمد حسنی صاحب مرشد فقیر موافق عقائد
جمہور اہل سنت و جماعت و مطابق اعتقاد مرشدان مرشد خود حضرت شاہ ولی اللہ مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہما ست پس باید که جمیع خلفا و مریدان
من برین عقاید حقہ ثابت قدم باشند و کفی باللہ شہیدا که این فقیر معتقد مطالب و الفاظ تقویۃ الایمان وغیرہا که خلاف عقاید جمہور اہل سنت و
مشعر تنقیص شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باشند نیست پس ہر کسیکه از خلفا و مریدان این فقیر بران اعتقاد از ضال و مضل است
اینچنین کلمہ بطریق برأت نامہ بحکم اتقوا من مواضع التہم نوشتہ مہر و دستخط خود بر آن ثبت کردہ ام و اہیر خلفای خود بر آن ثبت کنانیدم تا دفع
مظنہ گردد و زبان بتشنیع احدی دراز نشود تحریر فی التاریخ پنجم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۱ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؛ پھر اس کاغذ کو واپس
بھیجدئیے کہ مولوی جمال اور مولوی الہی اس کاغذ پر راضی نہیں ہوئے سنو اے ایماندارو منصفو اگر ان بزرگوار نکو فساد مٹانا اور لوگونکو درست کرنا
منظور ہوتا تو یہہ کاغذ بس تھا اور کچھ پیچ پاچ کی حاجت نہ تھی وہ تو حضرات کو منظور نہ تھا پھر ایک دیگر تجویز کر نایب مختار جمعرات کے روز قاضی مذکور
اور دونوں مفتیوں اور اسلمی اور فرنگی محلی وغیرہم کو جمع کر ایک جگہہ بٹھا کر اولیا طاغوت کے ساتھ اپنی خاص سکھساون بھیجکر سید واعظ کو
بڑی عجز والحاح اور تعظیم و توقیر سے بلوائے سید واعظ اپنے خلیفوں سے کسیکو ساتھ نہ لیکے تنہا بعد نماز عصر کے پیادہ پا شادی محل کو گئے نایب مختار
سید واعظ کو دوسرے مکان میں بٹھائے اور نواب کرناٹک غلام محمد غوث خان بہادر ادام اللہ عمرہ و دولتہ اُنکے پاس آ بیٹھے نایب مختار
آپ بیچ میں واسطہ کار بنکر دوسرا ایک کاغذ نا درست مضمون کا لکھوا اُن مولویوں کیطرف سے سید واعظ کے پاس لاکے بولے کہ اُسپر اپنا مہر
کر دیویں تو فساد رفع ہو جاتا ہے سید واعظ تامل کئے کہ جھوٹ تھا اسپر کیوں مہر کر دیوں نائب مختار بولے کہ ان لوگوں کی مرضی اسی بات پر ٹھہر گئی
ہے پس جیسا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کئے تھے ویسا آپ بھی صلح کر دیں کہ آپ تو سنت رسول پر جان دیتے ہو اور اولیا طاغوت
بھی بولا کہ حضور کی بھی مرضی اگر یہی ہے کیا مضایقہ تب سید واعظ بولے کہ آپ صلح کروانا چاہتے ہو اسلئے مہر کر دیتا ہوں لیکن مولوی اسمعیل کا نام نکال ڈالیں کیونکہ اُنکی
تصنیف ہے سو مجھے یقین معلوم نہیں چھاپنے والا اُسپر نام لکھ دیا ہے خدا جانے کیا حقیقت ہے تب نایب مختار اس کاغذ کو ان مولویوں پاس لیگئے اس
عرصے میں نواب کرناٹک غلام محمد غوث خان بہادر ادام اللہ عمرہ و سلطنتہ سید واعظ سے صلح حدیبیہ کی حقیقت پوچھے سید واعظ فرمائے سو اسکا خلاصہ
یہہ ہے کہ حدیبیہ ایک جگہہ تھی وہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ کے ساتھ صلح کرنا مصلحتاً اتفاق پڑا صلحنامہ میں من محمد رسول اللہ

لکھے تھے کفار کہنے لگے اگر ہم محمد کو رسول اللہ جانتے تو جنگ کیونکر کرتے محمد ابن عبد اللہ لکھنا ضرور ہے تب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لفظ رسول اللہ
کو مٹا کر ابن عبد اللہ لکھو فرمائے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس لفظ کے مٹانے کی جرأت نہیں ہوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ مٹا دئیے قصہ مختصر
نائب مختار پھر وہ کاغذ لا سید واعظ کے اپنی صاف لی ہے اُس مسودہ کو منفذ احکام کے ہاتھ سے مبیضہ کروا اُسپر اپنا مہر کر دئیے دیکھو تو ایمان والو سچ نشناسو
اُن مولویوں کی جماعت کو کافروں کے ساتھ اور سید واعظ کو رسول اکرم کے ساتھ تمثیل دیکے کس مکر و فریب سے اُس کاغذ پر مہر کروایا گیا ہے اور ایک بات بھی سن
رکھا چاہئے کہ اُس مہر کے کرنے سے سید واعظ کچھ خطامند نہونگے کیونکہ ایک تو صلح حدیبیہ کے سرکا معاملہ کئے دوسرا یہہ کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کا حکم
بجا لائے جو صواعق محرقہ میں لکھا ہے اخرج عبد الرزاق عن حجر المدری قال قال لی علی رضی اللہ عنہ کیف بك اذا امرت ان تلعننی
قلت وکاین ذلك قلت نعم قلت فکیف اصنع قال العنی ولا تبرأ منی قال فامرنی محمد بن یوسف اخو الحجاج وکان امیرا علی
الیمن ان العن علیا فقلت ان الامیر امرنی ان العن علیا فالعنوه لعنه اللہ یعنے عبد الرزاق حجر مدری سے نقل کرتے ہیں کہ کہا مدری نے کہ مجھے
علی رضی اللہ عنہ کیسا ہو تجھے جب حکم کیا جاوے مجھپر لعنت کرنیکا تو میں کیا یہہ ہونیوالا ہے فرمائے ہاں کہا میں نے پھر میں کیا کروں فرمائے کہ لعنت کر مجھپر اور مجھسے تبرا مت کر
یعنے دل سے برأت مت بول حجر مدری کہا پھر حکم کیا اپنے کو یمن کا امیر محمد بن یوسف حجاج کا بھائی کہ علی پر لعن کروں لیس میں کہا کہ علی پر لعنت کرنے امیر
مجھے حکم کیا ہے پس اُسپر لعن کرو خدا اُسپر لعنت کرے انتہی - پس سید واعظ کا ناجاری سے مہر کرنا جو ہزاروں مسلمانوں میں فساد مٹ جانیکے واسطے او
سیکڑوں کی پرورش اور بھبودی کے لئے تھا باعث خطا کا نہو سکیگا خصوص اس زمانہ فساد میں کہ مسلمانان آپ فتنان کے محتاج ہیں بعد اسکے نائب مختار
سید واعظ کو اپنے ساتھ ان مولویوں کی محفل میں لیگئے سید واعظ بعد السلام علیکم و علیکم السلام کہکے بولے انشدکم باللہ یعنے قسم دیتا ہوں میں تمکو اللہ
کی کچھ بدی مجھ میں پایا ہو تو کہہ دیجئے سب بول اٹھے کچھ نہیں مگر اسلمی بولا کچھ گمان تھا سید واعظ جواب میں یہہ آیت پڑھے اجتنبوا کثیرا من الظن ان
بعض الظن اثم یعنے بچتے رہو بہت تہمتان لگانے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے یارو سبحان اللہ جو مولوی کہ کوس انا ولا غیری بجاتا تھا کیسی ذلیل بات کرکے خفت
پا گیا غرض ہر بات کے جواب میں سید واعظ کی زبان ذو الفقار علی کی سر کا کام کرتی تھی لیکن نائب مختار یہہ حال دیکھکر مصلحتاً روک دئیے اور صبح کو جمعہ کے روز
اُسکے خلیفے بھی اُنکے حکم سے طوعاً و کرہاً حیران کر دئیے نائب مختار سید واعظ سے بولے کہ مولوی جمال صاحب منبر پر فقط اس وثیقہ کا مضمون مومنون کو سنا دینگے
ویسا ہی آپ بھی اسکا مضمون برسر منبر سبکو سنا دینا ضرور ہے الغرض اس روز جو آٹھوین ذیقعدہ کی تھی ہزاروں مسلمانان نمازی و غیر نمازی ضلع کا شہر اسفنکر
جامع مسجد میں جمع ہوئے بعد نماز جمعہ کے سید واعظ نائب مختار سے عذر کئے کہ آج مجھے وعظ سے معاف رکھو مولوی جمال صاحب جو بولنا ہے سو بخوبی بول دینگے کیونکہ
میری کسی بات پر لوگ خطا کر کے فساد مچا دینگے تب نائب مختار نے سید واعظ کو بھی وعظ بولنا ضرور جانے فرنگی محلی نائب مختار کی مرضی کے موافق سید واعظ کو
منبر پر بٹھایا اور مولویان سب منبر کے نزدیک بیٹھے فرنگی محلی پولیس کے ہندو مسلمان پیادوں کے بل سے منبر کے نیچے کی سیڑھی پر کھڑا ہوکے لوگوں کو پکار پکار
کے پوچھنے لگا کہ صاحبو گئے جمعہ کو میں مولوی اسمعیل دہلوی اور مولوی سید محمد علی صاحب کی کیا تکفیر کیا تھا یا کسی سے توبہ لیا تھا خدا کے واسطے راست
بولو تب لوگ کیا خاک راست بولینگے خاموش رہگئے پھر فرنگی محلی ویسا ہی مکرر پوچھنے لگا تو اسکی ہر بات پر ہاں ہاں بولنیوالے کہنے لگے کہ نہیں نہیں
لیکن ہزاروں راست بازان اس جھوٹے بے باک کی تقریر سے حیرت میں پڑ گئے کہ برسر منبر ہزاروں کے روبرو بولا سو باتوں کو آج انکار کر جاتے
پھر انھیں لوگوں کو خدا کا واسطہ دیکے شواہد گزرانتا ہے خدا جانے یہہ کس قماش کا آدمی ہے اللہ کی پناہ اور پولیس کے پیادوں کے ڈر سے اور فتنہ عظیم
کے اندیشہ سے ہمکو رہ کہنے اور جھٹلانے لگے بعد اُسکے کاغذ وثیقہ ہاتھ میں لیکے فقط وثیقہ کا مضمون مومنون کو سنا دینے کے عوض میں خلاف
اقرار داد قرار داد فتنہ انگیز بیان آغاز کیا کہ آدم علیہ السلام گندم کھا کے خطا مند ہوے جب توبہ کئے اللہ تعالی معاف کیا اور فلانے فلانے نبی فلانی

افلانی خطا کئے پھر توبہ کئے تو اللہ تعالی نے معاف کیا اور فلانے فلانے اولیا فلانا فلانا گناہ کئے تھے توبہ کرنے سے بخشے گئے اور ابن جوزی حضرت غوث کی توہین
کیا تھا جب توبہ کیا تو بخشا گیا اور جو شخص کہ اپنی خطا پر آپ متنبہ ہوکے توبہ کیا تو اسکی کچھ تنک سمجھنا لوگ ان باتوں کے سننے سے متحیر ہوگئے اور پہچان گئے
کہ یہ باتان صلح آمیز نہیں بلکہ صاف فتنہ انگیز ہیں کہ سید واعظ سے توبہ لیئے مرزا کا کلام ہی اور کاغذ وثیقہ کا وہ لیکے گرد پھرتے ہیں لکھوا لینا محض اس فساد
کے لیئے تھا پھر فرنگی محلی بعد اس تقریر تنک و ذلت کے سید واعظ کی تعریف و ثنا شروع کیا کہ مولوی سید محمد علی صاحب سید صحیح النسب ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور نواسے ہیں اور انکی سیادت ہندوستان میں مشہور ہی اور بڑے عالم فاضل متقی واعظ اور جیسا چاہئیں ہیں ہمیں ہمارے میں ایک بات کی تکرار تھی سو جاتی رہی
اب انہوں یہہ کاغذ لکھہ دیئے ہیں دیکھلو اور اس کاغذ کا مضمون سنا دیا اور منبر سے اترکے سید واعظ کو بولا آپ کچھ فرمائے تب لوگوں کو تعجب پر تعجب ہوگیا کہ کئی جمعہ کو تو
تقویۃ الایمان تمام کفر کلموں سے بھری ہوئی ہی کہا تھا حالانکہ اسمیں کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا معنی اور تمام قرآن کے آیات اور حدیثان لکھے ہوئے ہیں
اور آج بعضے مضامین کا قید لگ گیا ہی آفرین برین دینداری و علم و شیخی ای ایماندار و ارباب انصاف سے گذر و کہ اگر فساد مٹ جانا منظور ہوتا تو بے موقع ذکر اس
توبہ فساد انگیز کی کیا حاجت تھی اور کسکے جانب سے ہر وقت ہر بامیں فتنہ و فساد برپا ہوتا اور بڑھتا آتا ہی الہی ایسے فسادیوں کا منہ دونوں جہانمیں کالا کیجیو
یا رب العالمین پس سید واعظ کو ضرور ہوا کہ بیان واقعی کردیوے اور منبر پر اٹھ کھڑا ہوکے بڑی فصاحت و بلاغت سے حمد حق جل و علا اور نعت رسول مجتبی ادا کرکے سب
کی طرف منہ کرکے کہے کہ صاحبو مجھ میں قولا و فعلا خلاف سنت و جماعت کے کچھ پایئے ہو تب وے مولویان بولے کچھ نہیں پھر سید واعظ الدنیا جیفۃ وطالبہا
کلاب وغیرہ چار احادیث دنیا کی اہانت کے پڑھکر بولے میں تو لوگوں کو کلمہ پڑھا کے شرک و بدعت و کبر سے توبہ لیتا تھا پھر جو انھوں نے کیا توبہ لیئے ہیں سو خدا
جانے اور مولوی اسمعیل دہلوی مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ کے بھتیجے اور عالم متبحر اور حافظ قرآن اور حاجی حرمین تھے اور تین ہزار حدیث انکی نوک زبان
پر تھی جبتک میں انکے پاس تھا کوئی بات خلاف سنت و جماعت کے انھیں نہ پایا اور سناہوں کہ دین محمدی کی تائید میں جان دیئے اور تقویۃ الایمان کو جو انکی طرف
نسبت کرتے ہیں سو میں واقف نہیں ہوں مگر چھاپنے والے کتاب نے نام انکا لکھہ دیا ہی اور مشرع بتاویل جائز ہی اور نو دو نو وجہ کفر کے ایک وجہ اسلام کی ہو تو
اسکی تکفیر جائز نہیں علماء ایمان بیٹھے ہیں پوچھ لیجیئے اور یہہ کتاب میرے آنیکے آگے یہاں آئی ہی اب دیکھتا ہوں کہ باپ بیٹے میں جورو شوہر میں بھائی بھائی
میں سالے بہنوئی میں فساد پڑ گیا ہی اسلیئے جیسے میرے جد امجد حسن بن علی رضی اللہ عنہما دو گروہ میں مسلمانوں کے صلح کردا دیئے تھے انکی پیروی پر میں بھی صلح
کردادیا اور اس کاغذ پر جو نواب صاحب علما کی طرف سے لائے اپنا مہر کردیا اور اپنے دوستوں کے بھی مہران کردادیا اور نواب صاحب کو اللہ سلامت رکھے
انکی کوشش سے یہہ کام ہوا اور اس وثیقہ کے کاغذ کو بھی تبلادیئے چنانچہ اسکی نقل یہہ ہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام
علی رسولہ محمد سید المرسلین وآلہ الطاہرین وصحبہ الطیبین اما بعد بر متبعان شریعت غرا و پیروان سنت بیضا مخفی و محتجب نماند کہ فقیر سید محمد علی امیوری
درینولا کتاب تقویۃ الایمان را ملاحظہ کرد ہرگاہ بعض مضامین و عبارات آنرا مخالف مذہب اہل سنت و جماعت دید و دریافت متیقن گشت کہ کسیکہ بر آن
مسائل کتاب کہ متضمن بتنقیص انبیا و اولیا و مخالف عقاید حقہ اہل سنت است معتقد شود بیشک کافر گردد و از دایرۂ اسلام بیرون رود و کسیکہ توقف در تکفیرش کند
از عذاب الہی وارد او را ضرورست کہ کتاب مذکور را مثال آنرا از خود دور انداز دو از متابعت ائمہ اربعہ در عقاید فقہ بیرون نرود لہذا فقیر بر فرکاآ
ہذا مہر خود مع خلفا ثبت کرد و اہل علم مدراس نیز مہرہا گواہی خود ہا بران ثبت کردند بنا علی ہذا برای اطلاع جمیع ساکنان این اطراف در جامع مسجد وغیرہ
اشتہار داد و مشتہر نمود والسلام ۔ علی من اتبع الہدی والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ المصطفی وآلہ واصحابہ اہل المجد العلی تحریر فی التاریخ منتصف ذیقعدہ
سنہ ۱۲۵ ہجری مقدسہ اور بولے کہ میرے دوستان اور غیر دوستان اس کتاب کو اپنے پاس نہ رکھا چاہئے اور سوائے اسکے قاضی ارتضا علیخان صاحب بھیجے تھے سو
کاغذ پر بھی مہر کردیا ہوں اور اپنے دوستان اور مفتی اسلام بدر الدولہ بہادر وغیرہ کے مہران کردادیا اور بعضے علما ایک کاغذ ہم کو بھی لکھہ دیئے کہ

اقرار کیے ہیں اور منبر سے اتر کے وہاں سے تشریف لیجاتے تب ادھر نام محمود منشی انگریزی اور اولیاء طاغوت نائب مختار سے کہنے لگے کہ دیکھیے سید واعظ مولوی
اسمٰعیل کی تعریف کیا اور حضور کو یزید بنایا یا نائب مختار کے دلمیں اور بھی فساد بڑھ گیا ارے لوگو سخن شناسو ذرا ان اولیاؤں کی ولایت کو غور کرو کہ
امام حسن صلوات اللہ علیہ کے وقت میں یزید کہاں حاکم تھا اگر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ تو صحابی رسول تھے نیس انکے ساتھ اگر کوئی تشبیہ پائے تو انکے
ترے نصیب چالاکی معاویہ کے ساتھ بھی تشبیہ پایا نصیب ہی ہے کیونکہ سید واعظ نے نائب مختار کو تو اس صلح کا واسطہ کار بیان کیا ہے و لو بالفرض ایسا ہی
ہو تو بھی نائب مختار جو صلح حدیبیہ کے رو سے ان مولویوں کا فرقے کے ساتھ تشبیہ دینے کو نیک جانتا پھر معاویہ لعن کے ساتھ اپنی تشبیہ بد جانکر اہل بیت
کے سخت دشمن بن جانا اس سے فقط نیت اہل طاغوت کے نفاق کی پائی جاتی ہے - اور ادھر فرنگی محلی جہالت وحماقت سے باوجود قاضی صدر کورٹ
مشورت قدیم کے لحاظ سے منع کرنیکے منبر پر سوار ہو گیا اور نائب مختار کے روبرو کاغذ لکھدینے کا اقرار سید واعظ سے کیا تھا سو اسکا جھوٹ انکار کر جا چلا
کے لوگوں کے آگے کسی نے کاغذ لکھدینے کا اقرار نکیا تھا اور قاضی ارتضا علیخان صاحب بھی کاغذ بھجوای تھے یہ جھوٹ تھہ لگتے ہیں اور مولوی اسمعیل اور
مولوی ولایت علی کو میں نے کیا ہوں اور کافر کافر میں اور منبر سے اتر پڑا تب مسجد کا متولی اور اکبر جنگ عرف یحییٰ صاحب وغیرہما قاضی صدر کورٹ
اور فرنگی محلی وغیرہ مولویوں سے پوچھے کہ حضرات آپس میں اور انہیں صلح ہو گئی صلح کا آوازہ کردیں قاضی مذکور اور فرنگی محلی وغیرہ مصلحت قدیم کی رعایت
کرتے ہوئے کہدئے کہ صلح ہو گئی صلح ہو گئی ہو گئی یوں سادہ لوح علماء سے فساد اٹھ گیا تب متولی وغیرہ پکار دیئے کہ اجی صلح ہو گئی عالموں میں کل فساد مٹ گیا ہے
اب کوئی کسی سے مخالفت نرکھنا اور طعن و تشنیع نکرنا - ای ایماندار ذرا غور کیجیو انصاف سے کہ ذرا اگر سید واعظ کی تقریر مخالف عہد کی تھی تو وے
مولویاں اسوقت اس صلح مصطلحی تمیز دغا انگیز کا آوازہ نکرواتے بلکہ غدر باطنی اپنا جیسا چاہئے ویسا صاف ظاہر کرتے - اور یہ بڑی عبرت کا محل ہے
کہ ذرہ وقت کے آگے مولوی اسمعیل شہید مرحوم کی تکفیر کی بڑی انکار ہوئی تھی پھر ذرہ وقت کے پیچھے تکفیر شدید ہو گئی اور جھوٹھا جنہوں کو جھوٹھے بولنے
لگا غرض بعد اسکے ایک کتاب تقویۃ الایمان کو اور پچاس ساٹھ جلد کو رد شرک کی تصنیف مولوی ولایت علی کی جو منشی بدلی کتب فروش سے اٹھیں
دونوں نائب مختار مول لئے تھے حوض میں ڈبو کے پاؤں سے کھندلوا چکے آیات واحادیث کا بھی ادب نکئے اور اس صلح فریبیہ کی رعایت یہاں تک کہ
کتابوں کو پانی میں ڈال کھندلوائے کی بعد بھی جب متولی دو تین بار فرنگی محلی سے صلح کی بات پوچھا تو بولا کہ بے شک صلح ہو گئی اب کچھ شک باقی نہیں ہے
اور نائب مختار شادی محل کو جا کے بیٹھے اور وقت پھر ارتضا علیخان صدر کورٹ کے قاضی اور فرنگی محلی اور مفتی صدر عبد الودود اور سلمی وغیرہ کو بلا بھیجے
پھر تو مشورت قدیم بدلگئی نائب مختار اپنے نوکروں اور خانہ زادوں پر جو سید واعظ کے مرید دوست یا آشنا تھے توبہ کا دروازہ کھولدئے اور فرنگی محلی کو مالک
توبہ بنائے اور سید واعظ کو بھی تغیر وغیرہ جو یہ بیرنگ تھے انکو بھی واپس دیکے پیام کہلا بھیجے کہ صلح ٹوٹ گئی سید واعظ بولے ہم نے نہیں توڑی تمہی نے توڑی
غرض صلح کے ٹوٹ جانے پر جا بجا بھیلا حضور علی امین اور مالک توبہ کے یہاں توبہ ہونے لگا بیچارے نوکروں اکثر نوکری کے خوف سے ظلم کو
رام رام کئے اور انہیں سے بعضوں کا عجب تو یہ ہوا کہ جب وے توبہ کیلئے گئے تو مالک توبہ بولا آپ کو تو معلوم ہے فقط یہاں آنا بس ہے اور نہیں بھی توبہ
کی لکھ دیا اور بعضے نوکری سے توبہ کئے اور اس توبہ کے بازار میں جو سیدوں کی فضیحتی ورسوائی ہو گئی سو قلم کیا لکھ سکے اور یہاں تک تکفیر کا
دھوم مچ گیا کہ سادات مریدان اور آشنایان اور معتقدان بستی کے مکفروں کی تکفیر میں کو جیسے بازار گرفتار ہو گئے لیکن نام محمود منشی انگریزی جو ابھا
کی سیاست میں شک رکھتا ہے سو نائب مختار کو خوب معلوم ہو گیا ہے انپر حد شرع یا تعزیر یا برطرفی جاری نکرنا بلکہ برعکس اسکے روز بروز اسکی تواضعیت
و برداآوری پاس خاطر منظور رکھنا کونسی دینداری ہے سو معلوم نہیں اور نائب مختار جب نصیر جنگ کی والدہ نواب والا جاہ کی عورت کو توبہ کرنیکے
لئے ہوئے تب اولی ذی جاہ اپنی کی کہ میرے خاوند والا جاہ کا نام محمد علی اور تم میرے پوتے تمہارا نام محمد علی اور میرے پیر کا نام محمد علی اور پیغمبر کا نام محمد

اور اُنکے داماد کا نام علی ہے اب کس محمد سے علی سے توبہ کرین دیا رو ایک بوڑھی عجی کا کام کئی کہ پہلے گھبرا کے فرنگی محلی کے پاس جا اُسکے کہے موافق توبہ سے فراغت پا چکی
تو بولی اجی مولوی صاحب تمہارے پیر بھی تو یہی کلمہ پڑھکے توبہ کرواتے تھے پھر تمھارا تازہ توبہ کیا ہے خیر معلوم ہو چکا اور کچھ کہتے چلا گئی اب تو توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہے
قیامت ہو چکی ہے ذرہ ڈرتے رہو کہ کہیں فرنگی محلی اپنے منہ سے عالم کو نہ اٹھا دے اصل سید واعظ کے قتل پر فتوی لکھا گیا چنانچہ اس فتوی کے موافق اشتہار نامہ لکھا گیا
سو اُسکے آخر کی عبارت بجنسہ یہ ہے کہ بعد اتمام تقریر واعظ رامپوری برات نامہ ہذا منقض کردید صلاح و فلاح ما بین علمای راسخین آنچہ کہ بسماعت الناس رسید
بود برجا بلکہ آن معہود نامہ را شکستہ پارہ پارہ نمود تخصیصاً علیہ اطلاق کفر نمودند ہمچنان عاید اہل حق و سنت و جماعت از کتب خود ہا مسئلہ واجب القتل بر آوردند و در زمرۂ لا یقبل توبتہ
داخل کردہ من شک فی کفرہ فقد کفر فرمودند انشاء اللہ تعالی در روز شنبہ ہذا احکام مکفر در صلوۃ جنازہ و نکاح وغیرہ جاری خواہند نمود آنچہ کہ حکم حضور پرنور صادر یابد مخفی بر
جمیع مومنین امت ختم المرسلین نخواہد فلہذا با وجود استماع خبر ہذا کسیکہ از بیعت و دست شکستہ تو بر آورد و معتقد علی حالہ ماند بلاشک و شبہ کافر متمرد گردد و جای کہ در
دل علما مدرسین بحضور عالی رمتی نخواہند و اگر ملازم سرکار فیض آثار است بر طرف خواہند شد اللہم احفظنا من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا بحرمۃ نبینا و آلہ و اصحابہ اجمعین
تحریر یازدہم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۱ ہجری قدسی یارو بعقول اسا تامل کرکے دیکھو تو اس مضمون و عبارت مہملہ سے اُن بزرگوارون کی حماقت و جہالت کسقدر ثابت
ہوتی ہے لیکن قدرت قتل کی نہونیکے سبب سے اُس فتوی کو چھپایا دوسرا اشتہار نامہ جو آخر رسالہ میں مرقوم ہے تکفیر میں سید واعظ وغیرہ کے لکھوا اسیران مولویون کے
اور بے حقیقت مشائخون کے اور چند جاہلون کی مہر کرا جامع مسجد میں جمعہ کے روز پندرھوین تاریخ کو ذیقعدہ کے فرنگی محلی کی زبانی منبر پر تمام لوگون کو سنایا گیا اور
خاطر خواہ جو ہونا تھا سو بیان ہوا اور مولوی خرم علی اور مولوی ولایت علی و مولانا اسمعیل شہید دہلوی اور سید احمد صاحب کی تکفیر کر چکے اور تمام مسجدون میں اُن
کی اس اشتہار نامہ کو لگا دیا اور اطراف بھی بھیجے تو مسجدین تکفیر خانے اہل بیت کے بنگئے بجائے تسبیح تہلیل کے سنت روافض کے مطابق لعن طعن کی دھوم مچگئی اور ان
کفرون سے قطع نظر عوام کے خواص بھی مسجدون میں ذکر اللہ کے عوض اُن پر لعن طعن کرنیکو عبادت جانے عبد الحق دہلوی محدث ترجمہ مشکات کے باب مناقب
اہل بیت النبی صلعم میں یہ حدیث لکھے ہیں عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی
بدرستیکہ من گذارندہ ام در شما چیزی را کہ اگر چنگ در زنید بآن شما بان چیز ہرگز گمراہ نشوید پس از من احدہما اعظم من الآخر یکے از ان دو چیز بزرگ تر است از
دیگر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض - یکی کدام کتاب خدا است آن مانند رسنی ست دراز کردہ شدہ از آسمان بسوی زمین و آویختہ شدہ تا دست
در آن زنند و باسمان قدس بر آیند و عہد و امان است برای بندگان و عترتی اہل بیتی و دیگر کدام عترت خود کہ اہل بیت من اند ولن یتفرقا حتی یردا
علی الحوض و ہرگز جدا نمی شوند کتاب اللہ و عترت من از من تا آنکہ در آیند بر من حوض را یعنی پس مجری شما میکنند و شکر میگویند شما را پیش من در معاملہ کہ با ایشان
کردہ آید در روز آمدن باب فانظروا کیف تخلفونی فیہما پس نظر کنید و تامل و تفکر نمائید کہ چگونہ خلیفہ من میشوید شما در کتاب و عترت یعنی چگونہ معاملہ میکنید و تمسک
مینمائید با بہا بعد از من رواہ الترمذی انتہی اور اُسی باب میں جو زید بن ارقم سے ایک حدیث طویل مذکور ہے سو اُسمیں یہ لکھا اذکرکم اللہ فی اہل بیتی
یاد میدہم شما را بخدا در حق اہل بیت و میترسانم از عقاب او بر تقصیر کردن شما در حق ایشان اذکرکم اللہ فی اہل بیتی مکرر فرمود این کلمہ را برای مبالغہ و تاکید معنی اہل بیت معلوم
شد و حمل این بر جمیع آن معانی درست است خصوصاً بر معنی آخر کہ محبت و تعظیم ایشان و رعایت حقوق و آداب ایشان اقدم و اہم و اتم است و ظاہر چنان مینماید کہ این عبارت
باخذ سنت ست چنانکہ اول بعمل بکتاب ست و باین معنی تمامہ مومنان مطیع اہل بیت نبی و آل او نید شیخ ولی مقتدا حکیم علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ و نور اللہ مضجعہ
میفرماید کہ بیت دو بیت است بیت تن و بیت ذکر و اہل این ہر دو خانہ سبب آبادانی عالم است ظاہر و باطن صلاح کار خانہ دنیا و دین است ساکنان بیت جسم
اہل و عیال و اولاد صوری او نید و ساکنان بیت ذکر علما و اتقیا کہ اولاد معنوی آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و سبب عمارت خانہ دین و اساس بنا شریعت
اند و مثل سفینہ نوح و امثال آن در شان ایشان صادق ست و ہر کہ جامع این دو صفت افتاد و نسبت دینی را با نسبت طینی جمع کرد و ایشان اتم و اکمل

شده از غیر خود چنانکه بعضے از اولیا که جامع اند میان علم و سیادت و ولایت و با وجود آن رعایت ادب و تعظیم و تقدیم او که حقوق نسبت او واجب و لازم است
کذا قال الحکیم انتہی اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث قدس سرہ بھی تفسیر میں سورۂ بقر کے ایسا ہی لکھتے ہیں دیکھلیجئے سبحان اللہ قرآن کا تو وہ رتبہ کہ علماء اسکی
آیات کو پاؤں میں کھندلوائے اور اہل بیت رسول اکرم جو نسبت دینی اور طینی کے جامع تھے انکی یہہ تعظیم و توقیر ہو کہ بالائے منبر او مسجدون میں خطبہ و وعظ اور
بانگ صلوٰۃ کے بدلے انکی تکفیر کا شور و غل مچایا جائے آفرین صد آفرین کلمہ گو ہوں تو ایسے ہوں اور محب رسول ہوں تو ایسے ہوں صواعق محرقہ میں لکھا ہے اخرج
الدار قطنی عن مروان بن الحکم انہ قال ما کان احد ادفع عن عثمان من علی فقیل لہ ما بالکم تسبونہ علی المنابر قال انہ لا یستقیم لنا الامر
الا بذٰلک یعنے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ مروان بن حکم سے نقل کئے ہیں کہ کہا اسنے کوئی بھی عثمان سے حرف دفع کرنیوالا علی سے زیادہ نتھا تب مروان کو کسی نے
پوچھا کہ تمکو کیا ہے جو اسکو منبروں پر گالیاں دیا کرتے ہو بولا کہ ہمارا کام درست نہیں ہوتا اسکے سوا انتہی ویسا ہی فرقہ نوابیہ کا ہے بعض سید واعظ کی تکفیر کے سوائے
اپنے شرک و بدعت کے کاموں کی درستگی نہ دیکھکر مروان سیرت بنگیا باوجود اس فتنۂ عظیم کے سلسلہ بیعت کا موقوف نہونیکے سبب سے سید واعظ کا اپنے گھر
میں وعظ بولنا اور انکی اقامت بھی ناگوار جانے لیکن حقانیت اپنی تاثیر بتلاتی تھی کہ سید واعظ سفر کے ارادے سے مدراس سے نکل موضع کوزم باک کو
گئے تو وہاں بھی لوگ دوڑ کے قریب دو تین سو آدمیوں کے بیعت سے مشرف ہوئے اور اس بیعت کا سلسلہ پھر ارکاٹ طرف سے لوٹ کر آکے جہاز پر سوار
ہوئے تک کا بھی جاری تھا غرض اس تکفیر ناحق سے سید واعظ کا کچھ نقصان نہوا بلکہ حق سبحانہ جل شانہ کے پاس انکا مرتبہ بڑھا اور ایمانوالوں کے دلوں میں
کئی وجہ سے ثابت و یقین ہو چکا کہ سید واعظ بیشک ولی اللہ اور سید صحیح النسب ہیں ایک تو یہہ کہ حدیث میں آیا ہے کہ کوئی شخص جناب رسالت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے جاکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اللہ تعالی کو دوست رکھتا ہوں آپ فرمائے کہ بلا کا لباس طیار کر یعنے بلا قبول کر اور امام شعرانی وغیرہ لکھے ہیں کہ
جب کوئی شخص اعلاء کلمۃ اللہ اور ترویج سنت رسول اللہ کے لئے اٹھتا لوگ اسکے دشمن ہوتے ہیں دوسرے یہہ کہ لطایف المنن میں لکھا ہے کہ حکی الشیخ
تاج الدین بن عطاء اللہ ان سیدی الشیخ ابا الحسن الشاذلی کان یقول لا یکمل عالم فی مقام العلم حتی یبتلی باربع شماتۃ الاعداء و
ملامۃ الاصدقاء و طعن الجہال و حسد العلماء فان صبر علی ذلک جعلہ اللہ اماما یقتدی بہ یعنے حکایت کئے شیخ تاج الدین بن
عطاء اللہ تحقیق کہ مخدومی شیخ ابا الحسن شاذلی کہتے تھے کہ نہیں کامل ہوتا عالم مقام میں علم کے جبتک کہ مبتلا ہووے چار چیزوں میں ایک تو دشمنوں کی شماتت
میں دوسری دوستوں کی ملامت تیسری جاہلوں کے طعن میں چوتھے عالموں کے حسد میں پس اگر صبر کیا ان سب باتوں پر تو اللہ تعالی بنایا اسکو امام ایسا کہ اقتدا
کیے جاویں اسکے ساتھ انتہی دیکھئے دوستان بھی ملامت کرتے ہیں کہ وہ کاغذ ملکھ بنایا تھا اور باقی تین چیزاں ایسا ظاہر ہیں کہ اسکے بیان کی حاجت نہیں اور
سید واعظ کا صبر بھی تمام پر روشن ہے کہ با وجود انواع و اقسام کے ظلم و ستم کے کسی وقت حرف شکایت انکی زبان پر نہیں آیا اور ہر دم کشادہ پیشانی سے دوست و
دشمن کے حق میں توفیق خیر اور اتفاق کے لئے واہب العطیات سے دعا مانگتے تھے جتنے کہ جہاز پر سوار ہونیکے وقت نہایت عجز و زاری سے دعا کئے کہ یا غفور یا رحیم
جو گناہ کہ مجھسے ہوا ہو اسکو بخش دے جو لوگ کہ میرے ساتھ کچھ بدی کئے ہوں انکو میں بخش دیا اب تو بھی بخش بحرمت رسول مقبول اور انکی آل کے صلوٰۃ اللہ
علیہم اجمعین سبحان اللہ شان سیادت کے قربان جائیے کہ دشمنوں کی بہتری کسقدر منظور ہوتی ہے تیسری یہہ کہ فی آخر باب ما جاء فی غرف الجنۃ
من التذکرۃ للقرطبی عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیؤتین برجال یوم القیمۃ لیسوا بانبیاء ولا شہداء یغبطہم الانبیاء
والشہداء لمنازلہم من اللہ تعالی ویکونوا علی منابر من نور قالوا ومن ہم یا رسول اللہ قال ہم الذین یحببون اللہ الی الناس و یحببون الناس
الی اللہ ویمشون فی الارض نصحاء قلنا یا رسول اللہ ہذا یحببون اللہ الی الناس فکیف یحببون الناس الی اللہ قال یامرونہم بالمعروف
وینہونہم عن المنکر فاذا اطاعوہم احبہم اللہ تعالی یعنے کتاب تذکرہ قرطبی کے بابوں میں سے ایک باب جنت کی جھاڑیوں کے بیان میں ہے سو اس باب کے

آخر مین انس بن مالک سے اونہون نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کئے ہین کہ فرمایا مقرر لایا جاویگا کتنے مردونکو قیامت کے دن جو نہ پیغمبر ہونگے نہ شہیدان سے انبیا اور شہیدان ارمان کرینگے انکے مقامونکی جو اللہ تعالی پاس ہونگے اور بیٹھے ہوئے ہونگے منبرون پر نور کے عرض کئے یا رسول اللہ وے کون لوگ ہین فرمائے کہ وے لوگ وہ ہین جو دوست کرتے ہین اللہ کو آدمیون کنے اور دوست کرتے ہین آدمیونکو اللہ کنے اور پھرا کرتے ہین اللہ کے واسطے زمین پر نصیحت کرتے ہوئے میننے کہا کہ یہہ تو اللہ کو آدمیون کنے دوست کرتے ہین پھر آدمیونکو اللہ کنے دوست کرتے ہین سو کیونکر فرمایا کہ حکم کرتے ہین انکو شرع کی مقبول بات کا اور منع کرتے ہین انکو ناپسند بات سے سو جب وے انکی مانین تو اللہ تعالی انھین پیار کرنے لگے اور اسی کتاب کے فیض الجنۃ بغیر حساب کے باب مین ہی کہ ابو نعیم

عن علی بن الحسین رضی اللہ عنہما قال اذا کان یوم القیمہ نادی مناد لیقم اهل الفضل فیقوم ناس من الناس فیقال انطلقوا الی الجنۃ فتتلقاهم الملائکہ فیقولون الی این فیقولون الی الجنۃ قالوا قبل الحساب قالوا نعم قالوا من انتم قالوا اهل الفضل قالوا وما کان فضلکم قالوا کنا اذا جهل علینا حلمنا واذا ظلمنا صبرنا واذا اسیئ علینا غفرنا قالوا ادخلوا الجنۃ فنعم اجر العاملین ثم ینادی مناد لیقم اهل الصبر فیقوم ناس من الناس فیقال لهم انطلقوا الی الجنۃ فتتلقاهم الملائکۃ فیقال لهم مثل ذلک فیقولون نحن اهل الصبر قالوا وما کان صبرکم قالوا صبرنا انفسنا علی طاعۃ اللہ وصبرناها عن معاصی اللہ قالوا ادخلوا الجنۃ فنعم اجر العاملین ثم ینادی مناد لیقم جیران اللہ فیقوم الناس من الناس وهم قلیل فیقال لهم انطلقوا الی الجنۃ فتتلقاهم الملائکۃ فیقال لهم مثل ذلک قالوا بم جاورتم اللہ تعالی فی دارہ قالوا کنا نتزاور فی اللہ ونتجالس فی اللہ ونتباذل فی اللہ عز وجل قالوا ادخلوا الجنۃ فنعم اجر العاملین یعنے ابو نعیم نے علی بن حسین رضی اللہ عنہما یعنے امام زین العابدین سے روایت کئے ہین کہ فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تب کوئی پکارنے والا یعنے فرشتہ پکار دیگا کہ چاہئے اٹھ کھڑے ہون فضل والے لوگ سو اٹھ کھڑے ہوینگے کئی لوگ لوگون مین سے تو کہا جاویگا کہ چلے جاو جنت کو پھر ملینگے انکو فرشتے سو کہینگے کدھر بولینگے جنت کو کہینگے کیا حساب کے آگے ہی بولینگے ہان کہنے لگینگے تم کون ہو بولینگے فضل والے کہینگے تمھارا فضل کیا تھا بولینگے کہ جب ہمپر جہالت کی جاتی تو ہم برداشت کیا کرتے اور جب ہم پر ظلم ہوتا تو ہم صبر کرتے اور جب ہم پر برائی کی جاتی تو ہم بخش دیتے کہنے لگینگے جنت مین چلے جاو سو اچھا ہی اجر عمل کرنیوالون کا پھر پکار دیگا پکارنے والا کہ چاہئے اٹھ کھڑے ہون صبر والے سو اٹھ کھڑے ہوینگے کئی لوگ لوگون مین سے پھر کہا جاویگا اونکو چلے جاو جنت کو پھر ملینگے فرشتے سو کہینگے اسی موافق تو بولینگے کہ ہم صبر والے ہین کہینگے تمھارا صبر کیا تھا بولینگے ہم نے اپنی جانونکو اللہ کی فرمانبرداری پر صابر رکھا اور اللہ کی نافرمانبرداریون سے انکو روکا کہنے لگینگے چلو جنت مین سو اچھا ہی ثواب عمل کرنیوالون کا پھر پکار دیگا پکارنے والا کہ چاہئے اٹھ کھڑے ہون ہمسائے اللہ کے سو اٹھ کھڑے ہوینگے کئی لوگ لوگون مین سے اور وے تھوڑے سے ہونگے تو کہا جاویگا انکو چلے جاو جنت کو پھر فرشتے انھین ملینگے سو اسی موافق انھین کہا ہوگا کہینگے کس بات سے اللہ تعالی کے ہمسایہ ٹھہرے ہو اسکے گھر مین یعنے جنت مین بولینگے ہم اللہ ہی کے واسطے آپس مین ملاقاتین کیا کرتے تھے اور اللہ ہی کے واسطے آپس مین مل بیٹھے تھے اور اللہ ہی کے واسطے ہم آپس مین دیا لیا کرتے تھے جو غالب اور بزرگ ہی کہینگے چلے جاو جنت مین سو اچھا ہی اجر عمل کرنیوالون کا انتہی۔ اور یہہ حدیث شریف طریقہ محمدیہ اور جمیع الفوائد مین لکھی ہوئی ہی عن کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ

قال ان الدین بدأ غریبا ویرجع غریبا فطوبی للغرباء الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی رواہ مسلم یعنے کثیر بن عبد اللہ اپنے باپ سے اونہون اپنے باپ سے اونہون نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کئے ہین کہ حضرت فرمائے کہ یہہ دین پردیسی آیا ہی اور پردیسی ہوجاویگا پھر بھلائی ہی ان پردیسیون کو جو درست کرتے ہین اس میری سنت کو جو لوگون نے بگاڑ دیا ہی میرے بعد روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے انتہی۔ اور عبد الحق دہلوی محدث ترجمہ مشکات کے باب الاعتصام بالکتاب والسنہ مین یہہ حدیث لکھے ہین ان الدین بدأ غریبا وسیعود

کما بدا بدرستیکہ دین پیدا شدہ است غریب و تنہا و سرانجام ست کہ باز گردد چنانکہ بود فطوبی للغرباء پس خوشی و خنکی باد مر غریبان را وھم الذین
یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی و غربا آنکسانے اند کہ نیکو میسازند چیزی را کہ بد ساختہ اند مردم بعد از من از سنت من رواہ الترمذی
انتہی۔ اور جمع الفوائد مین رزین سے یہہ حدیث روایت کئی ہین عن علی رفعہ من احیی سنۃ من سنتی امیتت بعدی فقد احبنی ومن احبنی کان معی
یعنے علی کرم اللہ وجہہ روایت کئے کہ فرمائے رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم جو شخص میرے بعد میری موئی ہوئی سنتون مین سے کسی سنت کو جلایا سو مجھے دوست رکھا
اور جو مجھے دوست رکھا سو میرے ساتھ ہی انتہی یار و ایماندار وذرہ انصاف کیجئے حسد کو کام نفرمائیے دیکھئے کہ ان حدیثون کے رو سے سید واعظ کی بزرگی اور فضیلت

اگلی بڑی بڑی مجتہدون اور اولیاؤن پر ناحق تکفیر و توہین اور ظلم ہونیکا بیان

کیا کچھ معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ سب صفتان سید واعظ مین تھے سو عالم پر روشن ہی اور انکار اسکا وہی کریگا جو حاسد بدخو ہی سبحان اللہ کیا خوش نصیب ان
ان لوگون کے جو ایسے کامل مرشد صاحب الشریعت والطریقت کو پائے ہین جو تھی یہہ کہ معتبر تاریخون مین لکھا ہی کہ اللہ کے ہر دوست کو اسکے رتبے کے موافق امتحان
ہوتا ہی پس مسلط کرتا ہی اللہ تعالی اپنے دشمنون کو دوستون پر اور بسبب اُسکے مرتبے دوستونکے بڑھاتا ہی اور دشمنون کو سخت عذاب کے لایق کرتا ہی جیسی
نقل کئے ہین بزرگان کہ بایزید بسطامی کو سات بار انکی بستی سے نکال دئیے ہین اور اسیطرح ذوالنون مصری کو طوق زنجیر کرکے مصر سے بغداد طرف نکال دئیے
اسیطرح ابو سعید خراز کو اور فتوی دئیے عالمان اُنکے کفر پر اور نکال دئیے سہل بن عبداللہ کو اُنکے شہر سے اور منسوب کئے اُنکو کفر طرف اور وہ بو
تک ہمیشہ بصرے مین رہتے تھے حالانکہ وہ بزرگ بڑے عالم اور مجتہد و متقی تھے تعصب کئے انپر فقہا اور نکالے حکیم ترمذی کو بلخ طرف اور بہتان کئے اُن پر کہ وہ کہتا
ہی اولیا افضل ہین انبیا سے اور انکی سب کتابون کو جمع کر دریا مین ڈالدئیے اور ابوالحسین بوشنجی پر افترا کرکے اُنکو اُنکی بستی سے نیشاپور طرف جلاوطن کئے تو وہ بزرگ مرنے
تک وہین رہے اور ابو عثمان مغربی کو جو بڑے علم اور تقوی اور مجاہدے والے تھے اونٹ پر بٹھلا کر گلیون مین مکہ کے پھرا اور بدن پر مار پیٹ کے مکہ سے بدر کئے تو وہ
بزرگ مرنے تک بغداد مین رہے اور شبلی پر کئی بار گواہی کفر کی دئیے حالانکہ وہ بڑے علم والے اور مرنے تک نہایت تابعدار سنت کے تھے اور امام ابوبکر نابلسی جو بڑے عالم
اور زاہد و متقی اور فضل والے اور امر معروف اور نہی منکر بجا لانے پر نہایت مستقیم تھے بادشاہ سے اُنکی کھلیان کو لیتے لیتے آخر جیتے جی انکا پوست کھینچے ترغیب دئیے اور اُنکو
بستی سے مصر طرف نکال دئیے اور ابن سمعون پر جو بڑے عالم اور زاہد و متقی اور بزرگی والے تھے اُن پر بہتان کرکے رسوا کئے جب وہ بزرگ انتقال کئے اُنکے جنازے پر
نماز نہ پڑھے اور امام ابوالقاسم ابن جمیل پر بہتان کرتے تھے یہانتک کہ وہ بزرگ مرنے تک انکا پیچھا نچھوڑے اور سید احمد رفاعی پر بہتان کئے یہانتک کہ اُنکو
زندیق اور ملحد ٹھہرائے اور امام ابوالقاسم بن قسی جو امام مقتدا تھے ان پر کفر کی جھوٹی گواہی دئیے اور جان سے مارے اور عبدالحق ابن سبعین کو مغرب کے ملک سے
اخراج کر طرف بجایا کے بھیجے اور اُنکو بھیجنے کے آگے ایک خط بھی روانہ کئے اس مضمون کا کہ دور رہو اس شخص سے اور صحبت مین اسکے نہ بیٹھو اور تکفیر کئے امام محمد غزالی
کی اور جلا ڈالے انکی بنائی ہوئی کتاب احیاء العلوم کو اور قاضی عیاض مالکی پر تہمت کئے کہ وہ یہودی ہو گیا ہی کیونکہ وہ شنبہ کے دن گھر کے باہر نکلتا نتھا اور نہ
کسی سے ملتا تھا کتاب شفا بنانے مین اُس دن مشغول رہنے کے سبب سے پس مار ڈالا اُنکو مہدی خلیفہ نے اور ابوالحسن شاذلی کو مغرب کی بستیون سے اُنکے مریدان
سمیت نکال دئیے پھر لکھ بھیجے نایب اسکندریہ طرف کہ آتا ہی تمہارے طرف مغربی زندیق اور ہم اسکو نکال دئیے ہین اپنی بستیون سے لیس دور رہو اسکی صحبت سے
اور عبداللہ ابن زبیر صحابی کو ریا اور نفاق طرف منسوب کئے اور دشمن ہوگئے چنانچہ ایک روز وہ مسجد مین تھے دشمنان گرم پانی اُنکے اوپر ڈال دئیے تو جلد
ہو گیا گوشت اور اُنکو بسبب استغراق کے کچھ خبر نہوئی جب نماز سے فراغت پاچکے تب لوگ ماجرا عرض کئے عبداللہ ابن زبیر فرمائے ای پروردگار بخش دے
اُن لوگون کے اس کام کو اور بعضے عالمان کسی بزرگ سے عناد و حسد رکھنے کے سبب سے چمار سے ساخت کرکے سورہ اخلاص کاغذ کی ٹکڑیون پر لکھ اس بزرگ کے نعلین
مین سلوا دئیے وہ بزرگ بیخبر اُسکو پہن لئے ایک روز حاسد علما بادشاہ سے عرض کئے کہ فلانا بزرگ بیدین ہوگیا ہی کہ سورہ اخلاص کاغذ پر لکھکر اپنے نعلین
مین سلوایا ہی بادشاہ اُس بزرگ کے نعلین منگوا کر چیروا کے دیکھا تو اُن عالمون کی بات کو سچی پایا اور اس بزرگ کو قتل کر ڈالا۔ اور جناب غوث

اعظم محبوب سبحانی اور حکیم الٰہی تعالیٰ اور شیخ اکبر اور امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالکی اور حنبلی اور عبد اللہ البخاری مؤلف صحیح بخاری کا ہے اور اکثر محدثین اور مجتہدین اور مجدد الف ثانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کی توہین و تکفیر ہو گئی ہے اور صوفی سرمد مقتول ہو گئے تو اس سے معلوم ہوا کہ تکفیر و تشنیع اور بہتان اور اولیائے عظام اور علمائے کرام ہی پر ہوتے ہیں ایسے لیسے پر اسطور کے باتان نہیں ہوتے چنانچہ ایسے ہی مقام میں حضرت شیخ عبد الحق محدث بھی لکھے ہیں کہ ہر کہ فاضل تر محسود تر پس اس تکفیر و مصیبت کی بدولت سید اعظم خصوصاً شریعت و طریقت جامع علوم ظاہری و باطنی محی سنت قامع شرک و بدعت اور سنی پاک تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان بزرگوں کی صف میں داخل ہو گئے مگر غم یہ ہے کہ اکثر لوگوں کا نقصان ہو گیا کہ راہ نیک پر آنیوالے تھے سو باز رہے اور نادر صرف جاہل جو اہل فریبوں کی باتوں اور تہمتوں پر فریب کھا کر اول سے توبہ کر کے خراب ہو گئے اور بہت لوگ سید واعظ کی تکفیر کر کے اور بے قید کلمہ کفر بول بیٹھ کے اور بیجا حرکتان کر کے کافر بن جاتے ہیں چنانچہ نائب مختار کا ایک زردی سپیندی بیاہو نشہ میں سرخوش کہتا جلا جاتا تھا کہ ہم مولوی محمد علی صاحب کے مرید ہو کے برے دین پر تھے اب مولوی جمال صاحب کے یہاں توبہ کر کے منکر ہو گئے اور عبد الرحمن مدراسی کے پڑھا اپنے چند شاگرد سمیت جب بلور کو جاتا تھا تب موضع کاویری پاک کے پرے تیلی کے چھتر میں گانجووں سے گانجا پینے کے باہم کچھ گفتگو کا اتفاق ہوا تو گانجوان کو ایسے بیجا باتوں سے تو مولوی محمد علی صاحب بدنام ہو کے چلا گئے۔ اور کتاب خانے محمد صادق نوایط کتاب رد شرک و ترغیب الصلوٰۃ کو جسمیں آیات و احادیث بھرے ہوئے ہیں ایک ڈوری میں باندھ کر گلی گلی نجاست میں گھسیٹا کرتا تھا جب چھوٹی مسجد کے قریب حلوائی کی دوکان کے سامنے عبد الرزاق دیندار کی جوتیاں تڑ تڑ کھایا تب اس حرکت ملعونی سے باز آیا اور دشمنان دین حکمت الٰہی سے غافل جو بہت خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھیے محمد علی کو کیسی ذلت ہوئی اور کیسے رنج و بلا میں پڑے مگر ہم کو کچھ نہ ہوا کیا خوش بات ہے کہ ادھر تو محمد علی کے غلامی کا دعوا پھر ادھر محمد علی کی یہ کچھ توہین سچ کہا کسی نے جو کہا لا خیر فی العبید صاحبو یہ گفتگو فقط انکی گمراہی کی ہے کیونکہ سید واعظ جو بلا وستم خدا کی راہ میں اٹھایا سو اپنے جد کی میراث پا کر کامیاب دارین ہوا اور انکے جد پر جو ظلم و ستم ہوا اور ان پر اسی سال تک منبروں پر لعن و طعن ہوتی تھی سو اظہر من الشمس بھلا سید واعظ پر اسقدر ہونا کیا عجب اور اس بات میں ذلت کا کیا ذکر ہاں جو لوگ کہ اسکو ذلت سمجھتے ہیں سو یزیدیوں میں داخل ہو گئے ہیں کسی نے کیا خوب تاریخ کہا ہے **قطعہ** بر محمد علی جفای بتن ؛ رفت چون خور شام بر حسنین ؛ ہست تاریخ این بلا عظیم ؛ یاد مظلومی امام حسین ؛ اور اگلے زمانہ میں دیکھیے کئی بزرگوں کی تکفیر ہوئی بلکہ کیونکر قتل بھی کر ڈالے لیکن انکے مریدوں کو کسی نے کچھ نہ پوچھا توبہ لینے کا تو کیا ذکر ہے مگر **بیت** مر حادثہ این زمانہ آمد یاد ؛ شکست بیعت شبیر و جود ابن زیاد ؛ ذرہ غور کیجیے کہ جو بدبختان ان بزرگوں پر تکفیر و تشنیع کر چکے اور کئی طرح کا ظلم و ستم کر گذرے اور جناب مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر اسی سال تک مروانیان منبروں پر لعن طعن کیا کرتے تھے اور جناب سید الشہداء وغیرہ کو پانی سے ترسا قتل کر ڈالے سو انھوں پر بعد کچھ سزا نہ ہوئی اور نہ ان ظالمان بے دین سے دولت و حکومت جاتی رہی مشہور ہے کہ یزید علیہ اللعنۃ پہلے سالمین نقرس کی بیماری میں مبتلا ہو بعد اسکے اور بیماریاں اسپر مستزاد ہو کے تیسرے سال موا اور عبید اللہ بن زیاد سید الشہداء کے خون کے مکافات میں تین سال مارا گیا منتقم حقیقی جل قدرتہ دیر گیر و سخت گیر ہے اور انکے مرنے پر سزا کو موقوف رکھا ہے قال اللہ تعالیٰ انما نملی لھم لیزدادوا اثما یعنے کہا اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیتے ہیں ہم انھونکو مگر اسواسطے کہ گناہ انھوں کے زیادہ ہوں قال اللہ تعالیٰ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون انما یؤخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار یعنے اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے انکاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف انکو تو چھوڑ رکھا ہے اس دن پر جسمیں اوپر لگ جاویگی آنکھیں ؛ انتہی

اگر ہماری ہدایت و عبرت کے واسطے دشمنان اہل بیت کو کچھ قریب سزا ہو جاوے تو بعید نہیں وھو علی کل شیء قدیر اور اشتہار نامہ مذکور میں لکھا ہوا ہے کہ چونکہ شب معہود فردای آن بعد نماز جمعہ در مسجد جامع والاجاہی بر سر منبر استادہ قرطاس مذکور را در دست گرفتہ بحضور عامہ مسلمین کلماتی گفتہ کہ مضمون وثیقہ مناسبت نداشتند بلکہ بسبب استماع کلمات موحشہ کہ منجملہ آن تعریف و توصیف مولوی اسمعیل دہلوی و تمثیل خود با امام حسن رضی اللہ عنہ کہ

بادالی تمام مصلحت برای این خلاف کرده بود اعتراض برینکه کہ چرا تاویل در افراط و تفریط تقویۃ الایمان کرده حکم تکفیر معتقدش نمود بود مصوح عقیدہ شیاطین
بر مضامین این کتب دانستہ شد لهذا لکھا فہ مومنین اعلام داده میشود کہ ایمان خود را از دست برد این فرقہ نگاہ دارند و باز در دام ارادت ایشان نیفتند
عاقبت خود را تباہ نسازند انتہی یارو سید واعظ تو جیسا وثیقہ پر مہر کر دیئے تھے ویساہی مسلمانوں کے حضور میں بیان کر چکے اور مولویان بھی اُسوقت ہو چکے
کہ صلح ہو چکا عالموں سے فساد مٹ گیا چنانچہ آگے مفصل اسکا ذکر ہو چکا ہے لیکن ظاہر ہے کہ سید واعظ کی تقریر وثیقہ کے مضمون کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی
تھی تو صلح ہو چکی صلح ہو چکی کر کے کہنا کیا تھا اور کیونکر کہتے ہیں حتے کہ فرنگی محلی وقت عصر کے قریب تک صلح ہو گئی صلح ہو گئی کہا کرتا تھا اگر جناب نحا کے سامنے
پھر مشورت ہو گئی تو صلح ٹوٹ جائیگا اور سید واعظ کی تکفیر کا چرچا ہو گیا اور اسکے دلایل ابلہ فریب جو لکھے ہیں سو اسیر از ناشعور چند فریب نہیں کھاتا
ہے بلکہ اسیر رنج و تاسف کرتا ہے کیونکہ سید واعظ جو مولوی اسمعیل کی تعریف کئے کہ وہ عالم متبحر اور حافظ قرآن اور حاجی حرمین تھے اور تیس ہزار حدیث انکی نوک زبان
پر تھی جبتک میں انکے پاس تھا کوئی بات خلاف سنت وجماعت کے انمیں نپایا اور سنا ہوں کہ دین محمدی کی تائید میں جان دیدئے وہ بھی اس قید کے ساتھ کہ جب
میں دیکھا تھا تو ایسا تھا سو اس تعریف سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ سید واعظ رسول اللہ کی اہانت وحقارت کرتے ہیں یا آنحضرت کے دشمن ہیں یا آنحضرت
کے مراتب کے قایل نہیں ہیں معاذ اللہ بلکہ اس تقریر سے تو سراسر رسول اللہ کی محبت ٹپک رہی ہے واہ کیا خوب محبت رسول دلیل تکفیر ہو گئی سوائے اسکے ملا علی
قاری رسالہ سلوک میں لکھے ہیں سو دیکھ لیجئے کہ شیخ الاسلام تقی الدین علی ابن عبد الکافی السبکی کہے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن عربی اور اسکے تابعین گمراہ
ہیں اور اسلام سے خارج حافظ زین الدین عراقی اور نور الدین ہیثمی کہے کہ ابن عربی اور اسکے تابعان ضال اور اسلام کے طریقہ سے خارج ہیں حافظ
مفتی ابو زرعہ احمد بن حافظ عراقی کہے کہ کچہ شک نہیں ابن عربی کی کتاب فصوص اور فتوحات مکی کفر صریح پر مشتمل ہوئے ہیں اور شیخ الاسلام سراج الدین
بلقینی تکفیر ابن عربی کے تصریح کئے ہیں اور امام رضی الدین ابوبکر بن محمد بن صالح اور قاضی شہاب الدین احمد بن ابی بکر تکفیر پر شیخ محی الدین
کی اور انکی فتوحات کفر پر مشتمل ہونے میں تصریح کئے ہیں پھر قاضی شہاب الدین کہے ہیں کہ جو کوئی اعتقاد کرے کہ ابن عربی کا عقیدہ حق ہے سو وہ
کافر ہوتا ہے بلا نزاع اور ابن مقری کہے ہیں کہ جو کوئی یہود اور نصاری اور ابن عربی کی جماعت کے کفر میں شک کرے سو کافر ہے اور ابن عربی کے
تابعین کو سلام آپ سے کر کرنا اور انکے سلام کا جواب دینا جب وے سلام علیکم کہیں وعلیکم بولنا کیونکہ یہود و نصاری سے بھی بدتر ہیں اور انکا حکم مرتدون
کا حکم ہے اور جب کوئی انمیں کا مرجاوے تو اسپر نماز نہ پڑھنا حاکموں پر واجب ہے کہ اسکو جلا ڈالیں جو ایسے اعتقاد پر ہے کیونکہ وہ نجس ہے اُس سے
بھی جو علی کو خدا کہتے تھے اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ انکو جلا ڈالے اور یہ بھی حاکم پر واجب ہے کہ محی الدین ابن عربی کے بنائے ہوئے کتابونکو
جلا دیوے انتہی اور اظہر من الشمس ہے کہ سلف کے عالمان اور مشایخان اور ہمارے زمانے کے پیرزادے اور علما اور ملک العلما مولانا عبد العلی قدس
سرہ اور انکے مدرسہ کے تمام علما اور طلبہ ہوا اور جیتے جو محی الدین ابن عربی کی تعریف و توصیف کئے اور کیا کرتے ہیں بلکہ فصوص اور فتوحات
مکی کی سند ان کمال رسوخ اعتقاد سے لائے اور لاتے ہیں لیس ان مکفران ابن میت کی دلیل مہمل کے رو سے وے مردے اور زندے سب کافر ہو چکے بدستور
امام محمد غزالی اور قاضی عیاض اور شاذلی وغیرہ علما رحمہم اللہ تعالی کہ جنکی تکفیر ہو چکی ہے انکی تعریف و توصیف کرنیوالے اور کتاب احیاء العلوم
اور کتاب شفاء وغیرہ پر اعتقاد رکھ کے ان کتابونکی سند لانیوالے مردے اور زندے سب کے سب کافر ہو گئے بھلا اب ان مدح کرنیوالے اور سند لانیوالے
بزرگوں کو معاف فرماتے ہیں یا نہیں اگر معاف فرمائے ہیں تو سید واعظ کو بھی معاف رکھو اگر معاف نہیں فرماتے تو انکو بھی کافر جانکر حکم کفر
کا انپر جاری کر ڈالو اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی فعل کی پیروی میں تمثیل دینے سے کیا قباحت ہوئی کہ اتباع سنت تو عین ایمانداری ہے
افسوس اس علم وشعور پر کہ ایمان کی بات کو تکفیر کی دلیل ٹھہرائے ہیں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت کے علما کو انبیاء بنی اسرائیل کے ساتھ تشبیہ

فرمایے کہ عن علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور سوائے اسکے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح حدیبیہ کئے سر لیکا تم بھی صلح کرو کر کے سید احمد کو کہتے تھے سو شاید ہو گئے سبحان اللہ
تب تو سید احمد کو رسول خدا کے ساتھ اور اُن عالموں کو کافروں کے ساتھ تمثیل دئیے تھے اس صورت میں تو صاف معلوم ہو گیا کہ حق سید احمد طرف تھا
پھر اب امام حسن کی تمثیل کیونکر مخالف ہو سکیگی اور تمثیل کی حقیقت کتاب تنزیہ الانبیاء عن تشبیہ الاغبیاء میں جو امام سیوطی سے ہے دیکھلو و تاویل ممکن تھی کہنے سے
کیا کفر لازم آیا کیونکہ بہت سے علماء کے کلام میں جیسے محی الدین ابن عربی اور محمد غزالی وغیرہما کی کتابوں میں تاویل کئے ہیں اور وہ تاویل کرنیوالے کافر ہو گئے سوائے
اسکے حدیث صحیح ہے حرم اللہ من المؤمن ماله ودمه وعرضه وان لا یظن به الا الخیر یعنی حرام کیا اللہ تعالی مومن سے اسکے مال کو اور اسکے خون ریزی کو
اور اسکی آبروریزی کو اور بدگمان کرنا اسکے حقمیں سوائے گمان نیک کے انتہی اور تمامی کتب اسلامیہ میں لکھا ہوا ہے کہ وہمی اور گمانی قرینوں سے کسی مومن کے حقمیں
بدگمانی ثابت کیا جائیے اور جبتک کسی کے کلام میں احتمال خیر کا ممکن ہووے تو شر احتمال کرنا روا نہیں بحر الرائق اور دوسرے معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کے کلام میں
نود و نہ احتمال کفر کے پائے جاویں اور ایک احتمال اسلام کا ہووے تو مفتی کو لازم ہے کہ ایک احتمال اسلام کو ترجیح دیوے اور زبان تکفیر میں نکھولے پس تعریف
مولوی اسمعیل کی خصوص اس قید مذکور کے ساتھ اور تمثیل امام حسن کی اور بیان کرنا جواز تاویل کا سید احمد کی بداعتقادی اور تکفیر کے دلایل نہو سکینگے طرفہ تر یہ
ہے کہ منبر پر ہزاروں کے روبرو کہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب سید صحیح النسب ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوتے اور نواسے ہیں اور کہتے ہیں کہ انسے قولاً و فعلاً
کچھ خلاف سنت و جماعت کے نہیں صادر ہوا چنانچہ اشتہار نامہ مذکور میں بھی لکھے ہیں کہ از اطوار حال نشان صلاح (میبود پھر جو خاطر خواہ گمانی تاویلیں سے تکفیر
انکی کئے ہیں سو معلوم نہیں کسکی شرع کا مسئلہ ہے کہ ایسی تاویل ویسی ہے جیسے یزیدیان سید عظمے کے جد امجد امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی و فاسق ٹھہرا کر اس
جناب پاک کو فاسق ابن الفاسق کہتے تھے حتے کہ اسی تاویل سے انکو شہید کئے چنانچہ ملا علی قاری جو کسی ملحد کے ہیرے کے رد میں ایک رسالہ تصنیف کئے ہیں سو
اُسمیں لکھے ہیں وکم جنی التاویل الفاسد علی الدین واھله من جنایة فھل قتل عثمان الا بالتاویل الفاسد وکذا ما جری یوم الجمل وصفین
وقتل الحسین والحرة یعنے کیا کچھ آفت لائی ہے تاویل فاسد نے پر دین اور دینداروں پر پس عثمان رضی اللہ عنہ تاویل فاسد ہی سے تو مارے گئے اسیطرح جو کچھ گذرا جنگ جمل
کے روز اور صفین میں اور حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں اور حرہ میں انتہی شرع محمدی میں تو متفق علیہ مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا
بغیر پائے دلیل قطعی کے حرام ہے تکفیر کا تو کیا ذکر وہ تو ایک نہایت دشوار نازک مقدمہ ہے کہ تکفیر ادنی مومن کی کفر ہے چہ جائیکہ علماء باعمل قاطع شرک و بدعت کی
خصوص سادات جلیل القدر کی کہ اجزاء رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اشد کفر ہوگا کیونکہ اولاد بتول رضی اللہ عنہا بحکم آیہ تطہیر مانند اہل بدر کے مغفور
ہیں خاتم المجتہدین ابن حجر مکی کتاب حسن التوسل میں لکھے ہیں کہ یجب احترام الشریف والرعایة الوصف القرابة الذی لا ینسلخ عنه بما یبدیه من بتداع الا
والرفض بل یجب مع ذلک ان یتحاشا عن سبه ونحوه لان الولد العاق لا یمنعه العقوق من الارث والانتساب الظن الجمیل فی محو الصدیق والقادر
ان یعفو عمن وقع فیه عن اقارب حبه فعلیک بحسن الظن والشفاعة المحمدیه اصالت الاذی والجنایات من اهل البیت اذ هم المذهوب عنهم
الرجس والمطهرون تطهیرا بالنص القرآنی حتے فهم بعض الاکابر من الایة ان احدهم لا یخرج من دار الدنیا حتی یطهر من الدنس المعنوی بمرض ونحوه
ولو قبیل موته وایدذلک ان بعض الاکابر قال اذا وجب علی احد منهم حد شرعی اتمناه علیه علی سبیل ان العبد یطهر بحبل بسیاده من تد
رحل بها یعنی واجب ہے احترام سید کی اور رعایت اسکی بسبب قرابت داری اسکے رسول خدا کے ساتھ جو دور نہیں کی جاتی اس سبب سے صادر ہونے بدعت اور رفض
کے بلکہ واجب ہے کہ اسکو گالی دینے سے پرہیز کریں اسلئے کہ باپ کا نافرمان بیٹا وراثت سے محروم اور نسب سے دور نہیں ہوتا اور گمان نیک حقمیں اُس صدیق اور دوست
کے وہ ہے کہ معاف کرینگے اس چیز کو جو صادر ہوتی تھی انکے حق میں اقاربوں سے اپنے دوستوں کے پس لازم کرلے تو نیک گمانی کو حقمیں اور شفاعت محمدیہ
از روئے اصالت کے اہل بیت کے گناہگاروں ہی کو ہے اور دور کی گئی ہے انھوں سے پلیدی گناہ کی اور پاک کئے گئے ہیں از روئے تطہیر کے جو نص قرآنی ہے

یہانتک کہ بعضے اکابران آیہ تطہیر سے سمجھے ہیں کہ کوئی اہل بیت سے نجی رہیگا دنیا سے جبتک پاک نہووے پلیدی باطنی سے بسبب بیماری اور مانند اُسکے اگرچہ تھوڑا آگے موتکے ہوویں اور بعض اکابر ایسے کہے ہیں کہ جب کسی سید پر حد شرعی واجب ہووے تو جاری کرینگے ہم اُسپر حد اسطور سے جیسا غلام پاک کرتا ہے اپنے صاحب کے پاؤں کو نجاست سے جو اُسکے پاؤں کو لگی ہو انتہی - اور مختصر فتوحات کے انتیسویں باب میں جو امام شعرانی اختصار کئے ہیں لکھا ہوا ہے قال تعالی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا ادخل اولاد فاطمة کلهم الی یوم القیمة فی حکم هذه الایة من الغفران فهم المطهرون بل ولا یظهر حکم هذا الشرف لاهل البیت الا فی الدار الآخرة فانهم یحشرون مغفورا لهم واما فی الدنیا فمن اتی منهم حدا اقیم علیه کالتائب اذا بلغ الحاکم امره وقد زنا او سرق او شرب اقیم علیه الحد مع تحقیق المغفرة کماعز وامثاله ولا یجوز ذمه وینبغی لکل مؤمن مسلم بالله وبما انزل ان یصدق الله تعالی فی قوله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا فیعتقد فی جمیع ما یصدر من اهل البیت ان الله قد عفا عنهم فیه فلا ینبغی لمسلم ان یلحق المذمة بهم ولا ما یشین اعراض من قد شهد الله بتطهیرهم وذهاب الرجس عنهم لا بعمل عملوه ولا بخیر قدموه بل سابق عنایة من الله بهم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم یعنی اس آیت کے حکم یعنی مغفرت میں فاطمہ کی اولاد جو قیامت تلک ہوونگی سو سب داخل ہیں پس وہ سب پاک ہیں اس حکم کا شرف اہل بیت کو جو ہے سو ظاہر نہوگا مگر آخرت میں کیونکہ اُن سبھوں کا حشر مغفرت کے ساتھ ہوگا لیکن دنیا میں اگر کوئی انھوں میں سے گناہ کرے تو اس گناہ کا حد اُن پر قایم کیا جاویگا جیسا کوئی شخص گناہ سے توبہ کرے جب حاکم کو معلوم ہوا کہ اُس نے زنا کیا ہے یا چوری کیا ہے یا شراب پیا ہے تو اُسپر حد قایم کرینگے اگرچہ اُسکی مغفرت متحقق ہوئی ہے جیسا ماعز بدری کہ ایک صحابی تھے زنا کرنے سے حضرت اُنکو رجم کئے اور اُسکی مذمت جایز نہیں پھر جو مومن اور مسلمان ہے اللہ پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی چیز پر سزاوار ہے تصدیق کرنا اللہ تعالی کی اس آیت میں لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا سو اعتقاد کیا جائے کہ جو چیز اہل بیت سے صادر ہوتی ہے تو اللہ تعالی تحقیق اُنکو عفو کیا پس مسلمان کو سزاوار نہیں جو اہل بیت کی مذمت کریں اور اُنکی آبرو لیویں جنکو اللہ آپ پاک کیا ہوں اور اُنھوں کی نجاست دور کیا ہو ان کے تئیں شہادت دیا ہے یہہ مرتبہ اُنکو کچھ عمل نیک کئے ہوں کرکے یا کچھ آگے نیک بھیجے ہو کرکے حاصل نہیں ہوا ہے مگر سابق سے اللہ کی عنایت اُنکے حال پر ہے سو اُس سے یہہ مرتبہ حاصل ہوا یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہے اُسکو دیوے اللہ رب فضل والا ہے انتہی - اور مولانا جامی رحمة اللہ علیہ سلسلة الذهب میں فرماتے ہیں

؎ معنی انما یرید اللہ ؛ این بود نزد عارف آگاہ ؛ کہ خدا راز لوث رجس و فساد ؛ ہست تطہیر اہل بیت مراد ؛ نیست پوشیدہ بر ذوی الافہام ؛ کہ بود رجس بدترین آثام ؛ چون بود رجس ذلت و عصیان ؛ نیست تطہیر آن بجز غفران ؛ پس ہمہ اہلبیت مغفور اند ؛ واز عقوبات آخرت دور اند ؛ از گنہ چون بریست ذمۂ شان ؛ نتوان بہر آن مذمت شان ؛ از معاصی مدار شان معصوم ؛ واز ذمایم مساز شان مذموم ؛ الخ -

اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ کی تفسیر میں بھی مفصل مرقوم ہے دیکھو اور ابن حجر کی صواعق میں یہہ حدیث شریف لکھے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من لم یعرف حق عترتی فلاحدی ثلث اما منافق واما ولد زانیة واما حملته امه فی غیر طهر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص کہ میری آل کا حق نہ پہچانا سو ان تین وجھوں سے ایک وجہ ہوگا یا وہ منافق ہے یا ولد الزنا ہے یا اُسکی ماں کو حیض کے وقت حمل رہا ہے انتہی - اور امام احمد رحمة اللہ علیہ یہہ حدیث شریف روایت کئے ہیں کہ من ابغض اهل البیت فهو منافق یعنی جو شخص کہ بغض رکھا اہلبیت سے پس وہ منافق ہے اور دیلمی یہہ حدیث شریف روایت کئے ہیں کہ اشتد غضب الله علی من اذانی فی عترتی یعنی سخت ہوا غضب اللہ کا اُس شخص پر جو ایذا دیا مجھے بسبب عترت میرے کے انتہی - اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھے ہیں من قال العلوی علیو یا قصدا للاستخفاف فقد کفر یعنی جو کوئی کسی سید کو حقارت سے چھوٹا سید کہیگا تو کافر ہے انتہی کسی نے کیا خوش کہا ہے ؎ ہر کس ز آل طہ گرم عناد باشد ؛

از یک پدر نباشد ابن زیاد باشد ؛ دیکھیے جب سید گنہگار کا ایمان و احترام قرآن و حدیث اور ائمہ کے قول سے ثابت ہو سکے تو سید جلیل القدر عالم باعمل کا
کیا کچھ رتبہ ہوگا افسوس ہے خدا سے ڈرے نہ رسول سے شرمائے ایسے سید بزرگ کی تکفیر پر مہر ان کرکے اپنے ہاتھوں سے آپ تکفیر کی بری بلا میں گرفتار ہوگئے الٰہی توفیق
توبہ کی دی طرفہ عجب یہہ ہے باوجودیکہ سوال کا شقہ جو پہلے نائب مختار کی معرفت سے سید واعظ کے پاس بھیجا گیا تھا اور بعد اسکے وثیقہ کا کاغذ لکھکر سید واعظ
کا مہر کروا لینے کے لیے جو نائب مختار کے ہاتھ سے بھیجے تھے سو ان دونو کاغذوں میں لفظ سید لکھے ہیں اور بالائے منبر سید واعظ کی سیادت پر ہزاروں کے روبرو گواہی
دیئے اور پوچھنے والوں کے سامنے بھی کہے اور کہتے ہیں کہ وہ سید تھے پھر انکی تکفیر کے واسطے سید کا لفظ انکے نام سے نکال ڈالے ہیں سبحان اللہ لفظ سید کو نکالے تو
کیا ہوا ذات سید کی تو تکفیر کر چکے اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جسکو چاہیں سید بنا دیں اور جسکو چاہیں سید سے نکال دیں یارو یہہ کچھ عجب نہیں فرنگی محلی اور
کوٹ کے قاضی مفتی تو ہیں چنانچہ بیلوری حکیم زین العابدین کو جو انہوں نے طبیب بن بیٹھا ہی سید بنا ڈالے حالانکہ اسکے باپ کا نام شیخ نظام الدین ہی سو
ہزاروں پر مشہور ہے جب لوگ صدر کوٹ کے قاضی ارتضا علی خان اور مفتی عبد الودود اور حسن علی سے اور فرنگی محلی سے سید واعظ کی تکفیر کے باب میں کچھ پوچھیں
تو فرنگی محلی کبھی کہتا کہ یہہ بات ہمسے مت پوچھو نواب سے پوچھو کبھی کسی کے روبرو بولتا کہ وہ بیشک سید ہیں کبھی تو کافر بنا دیتا اور رشید الدولہ کے یہاں مجلس
میں ربیع الاول کے فاتحہ کی بولا اگر میرا بس چلتا تو دو مہینے تک سید واعظ کو پانی سے ترسا کر مار ڈالتا ایدر یہہ تو ابن زیاد کا بیٹا پایا جاتا ہے کیونکہ
زادۂ ظالم ستمگر میشود ؛ تیغ چون بشکست خنجر میشود ؛ غضب تو یہہ ہے کہ بعد تکفیر سید واعظ کے علانیہ منبر پر بولا کہ شفاعت کے بحث کے رو سے مجھے کھانا
پانی خوش نہیں لگتا تھا اور رات کو نیند نہیں آتی تھی لیکن آج پیٹ بھر کھانا کھایا پانی پیا اور نیند بھر سویا سبحان اللہ محب رسول ہوں تو ایسے ہوں کہ
اہل بیت کی تکفیر سے پیٹ بھریں اور پیاس بجھاویں اور آرام پاویں صدر کوٹ کے قاضی اور مفتیوں میں سے ہر ایک کسی کے روبرو کہتا کہ وہ سید ہیں انکو کون
کافر بولیگا جو انکو کافر بولا سو وہ کافر ہے اور کسی سے بولتا کہ انکے مریدوں کے پیچھے نماز مت پڑھو اور کسی کو سنا دیتا ہے کہ ہم انکے مریدوں کے پیچھے نماز پڑھینگے
اور پڑھے بھی ہیں اور کسی سے کہتا کہ ہم اور دوسرے عالمان نواب کو کہہ دئیے کہ مولوی اسمٰعیل کی تعریف وغیرہ سے کچھ عہد شکنی نہیں ہوئی لیکن نواب تہدیداً
ایسا کئے ہیں حتے کہ صدر کوٹ کے قاضی نے ایک روز حکیم عبد القادر خان سے کہ جسکی مہر تکفیر کے اشتہار نامہ مذکور پر ہے کہا ہیں نواب کے فریب میں آگیا
مگر آئندہ پھر کسی اور مقدمہ میں قلم ما تھا و نگا چنانچہ حکیم مذکور جب ارکاٹ کو نواب کی طرف سے گئے تب ایک روز مسجد میں کوئی پیرزادہ سید واعظ کی تکفیر
کرتا تھا سو سنکر اسکو سخت منع کئے اور قاضی مذکور سے جو تقریر سنے تھے بیان کرکے کہے کہ تکفیر بہت بیجا ہے یارو حکیم مذکور اب تو مرحوم ہو چکے مگر جو صاحب
کہ انکی زبان سے علانیہ مسجد میں سنے ہیں سو بفضلہ تعالیٰ آج موجود ہیں اور جب قاضی مذکور سے نواب عظیم الدولہ مغفور کے بیٹے شمس الدولہ پوچھے کہ سید واعظ
کی تکفیر کیا چاہئیے یا نہیں قاضی مذکور بولا کہ وہ مسلمان ہیں تکفیر نکیا چاہئیے اور اب آفرین صدر کوٹ کے مفتی عبد الودود کی دینداری و راستگوئی پر کہ آخر
جو حقیقت تھی سو صاف صاف کہہ دیئے کہ ہمنے اچھا منصوبہ گانٹھا تھا کہ وثیقہ مولوی محمد علی سے لکھوا لیکے اس کاغذ کو کلکتہ اور ہندوستان بھیجوا دینا کہ دیکھو
محمد علی خود تقویۃ الایمان کو بدتر کاغذ لکھہ دیا ہے تاکہ وہاں کمال رسوائی اسکی ہو جاتی لیکن نواب بڑی جلدی کر گئے اور ہمارا منصوبہ ٹھیک نہ بنا اور
نائب مختار فرماتے تھے کہ جیسا عالمان مسئلہ لکھہ دئیے ویسا عمل میں لایا ہوں اگر کلکتہ کے عالموں سے دو چار عالم تقویۃ الایمان کی بہتری پر مہر کر دیویں تو
کوئی ہو نہو میں تو انکی طرف ہو جاؤنگا لیکن آخر وعدہ خلافی ہوگئی چنانچہ آئندہ معلوم ہو جائیگا یارو تم ہم اب کسکو سچے کہنا اور کسکو جھوٹھے ایسی تون
پر کسی نے کیا خوب کہا ہے اگر ایک روز مجسٹرٹ کی حکومت اپنے کو ملجاوے تو سب فیصلہ کر ڈالتا ہوں جھوٹھہ سچ کھل جاویگا اور جب فرنگی محلی امیر الدولہ خاندانی
سے سید واعظ کی ملاقات کو جا بیٹھے گناہ کا توبہ لینا جامع مسجد میں منبر پر مقرر کیا تو قاضی صدر کوٹ اور اسکے دونو مفتیان عبد الودود اور حسن علی مالک توبہ
کے گھر یعنے فرنگی محلی کے یہاں جا کر سفارش کئے کہ وہ مرد ذی عزت ہے شادی محل میں انکا توبہ لیویں تو بھلا ہے مالک توبہ فرمائے کہ مسجد میں توبہ

لونگا تب قاضی مذکور وغیرہ بولے کہ توبہ مسجد ہی مین لینا اور گھر مین نہ لینا کون سی کتابون مین ہے بالکل تو نے جواب دیا کہ تم ہم خوب جانتے ہین کہ مولوی محمد علی سید صحیح المذہب
اور عالم باعمل و واعظ جلیل القدر تھے اور اُن سے کوئی قول و فعل خلاف شرع سرزد نہوا تھا پھر جو انکی تکفیر کئے سو کون سے مسئلے کے رو سے تھا جیسا نواب کہتے گئے ویسا
کرتے گئے ویسا ہی یہہ بھی ہوگا ای ایماندارو ذرہ غور کرو کہ یہ کامان دینداران کے ہین یا بے دینون کے اور حق و ناحق سمجھلینے عقلمندونکو یہہ بات بس ہے اور انسان
باتونکو چھپا لانا دنیا مین ہو سکتا ہی لیکن آخرت مین سوا ہان ہان کہنے کے اور کچھ دم نمار سکوگے حاصل کلام جب کہ شتہار نامہ مذکور کے رو سے تقویۃ الایمان
اور رسالہ خرم علی یعنے نصیحت المسلمین دونو مردود ہو چکے اور انکے معتقد کافر ہو گئے اور فقط مولوی اسمعیل دہلوی کی تعریف و توصیف اور تمثیل امام حسن کی رفع فساد
مین اور جواز تاویل کا بیان جواز روے شرع کے کچھ بد نہیں تھا سید واعظ کی تکفیر کی دلیل قطعی ہو چکی تو قاضی صدر کوٹ اور مفتیان وغیرہ باوجود ایسی حکومت
و دینداری کے اور اُن رسالونکی بدیون سے کما حقہ واقف ہونیکے چھہ سات سال کے عرصہ سے ابتک جو حضور مین مسلمانونکے منبر پر انکی بدیان بیان نکئے اور مومنون
کو اُنپر عقیدہ رکھنے سے اس طور پر باز نرکھے بلکہ برعکس اسکے چار سال کے بیش از رسالہ خرم علی یعنے نصیحت المسلمین کو جو چھاپہ کی نقلی مطالعہ کر یہہ رسالہ اول سے
آخر تک قابل وعظ ہی کرکے اُسپر مہر ان کر اور رقعے لکھہ نور محمد کے ہاتھہ سے موضع والمباڑی کو مولوی محمد میر صاحب کے پاس بھیجے چنانچہ بعد اسکے ویلوری
علی پیران مشایخ کے بعضے سید ابو الحسن اسی رسالہ کی صحت پر چتور کے قاضی مولوی مقیم صاحب اور مفتی ولی محمد صاحب سے بھی سندان لکھوالے اور اس
سبب سے اس رسالہ پر ہزارون مسلمانان ابتک عقیدہ رکھے اور سیکڑون اُسی عقیدہ پر مر بھی ہونگے پس قاضی مذکور وغیرہ اپنے ہاتھون سے آپ اشد
کافر ہو چکے یارو جبتک وی سب منبر پر علانیہ توبہ نکرین تب تک انکے ساتھہ تمام رسوم اسلام کے بجالانا یعنے فتنہ اکرنا اور السلام علیکم و علیکم السلام لینا
اور انکے جنازے پر نماز پڑھنا اور تہنیت تعزیت عیادت وغیرہ ادا کرنا حرام ہے کیونکہ آپ گمراہ ہونیکے قطع نظر ہزارون مومنونکو عمداً گمراہ کر چکے غضب
تو یہہ ہے کہ مفتی حسن علی نے حکیم تقی نواز خان سے کہا تھا کہ کتاب تقویۃ الایمان کو تمام و کمال دیکھا ہون اُسمین تمام آیات و احادیث کا معنی صحیح اور
قابل عمل ہے اب اُس کتاب کے مردود ہونیپر اُنو بھی مہر کر دئیے ہین اور فرنگی محلی اپنے مکان مخصوص مین ایک روز انہی ایام فساد مین روبرو شاہ
سید قاسم صاحب قادری اور قادر بادشاہ صاحب وغیرہ کے مجمع مین اپنے معشوق سے یہہ شعر پڑھا کے سنا [illegible] یہہ جا بیکس جمع آیند سادات
فسادات فسادات فسادات تو بعضے پوچھے سیدون سے کب فساد ہوا تھا جواب دیا کہ دیکھو علی کے وقت مین اور امام حسین کے وقت مین
کیسا فساد ہوا تھا اور مولوی سید محمد علی کے وقت کیسا فتنہ و فساد ہوا ہے یارو دیکھو تو کسقدر جناب علی کرم اللہ وجہہ اور امام حسین رضی اللہ
عنہ کی اہانت عظیم کیا ہی اور انکو مفسد بنایا معاذ اللہ یہہ تو خارجی ہو گیا ہے اور جب امیر الدولہ خاندانی کے توبہ نامے مین فرنگی محلی اپنے عقیدے کے
موافق لکھا تھا کہ خدا اور رسول کو حاضر و ناظر جانکر توبہ کرتا ہون تب قاضی صدر کوٹ اور اسلمی وغیرہ اعتراض کئے کہ یہہ بات تو شرک ہے
اسلئے کہ ہر جگہہ حاضر و ناظر رہنا اللہ ہی کی شان ہے رسول کی نہین تو فرنگی محلی اُسپر اصرار کیا یہ باطل بات حق کیونکر ہو سکتی آخر کچھ نبن پڑی چنانچہ
اسی بات پر قاضی صدر کوٹ نے کہا تھا کہ انشاء اللہ تعالی اس شخص سے منبر پر توبہ لونگا پس اس اہانت عظیم خلیفہ معظم اور امام مکرم سے اور
اس عقیدہ شرک سے بھی کافر ہو گیا اور اسلمی نے زمان سابق مین روبرو احمد صاحب پوتے امام صاحب مدرس کے کہا تھا کہ حسنین صحابی
نہین ہین صاحب موصوف مولوی محمد غوث مرحوم سے یہہ کیفیت بیان کئے تو مولوی محمد غوث اس بات کو رد کر کے اسلمی کو خوب ذلت دئیے تھے اور
سنا جاتا ہی کہ خادم آل نبی محمد مظفر خان بہادر نواب الف خان کے فرزند کے روبرو اُس نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو جہالت سے مارے
گئے تھے کہا تھا تو بہادر موصوف اُسکو مارنا چاہے لیکن بہادر موصوف کے مصاحبون کی کمک سے جان بچا بھاگ گیا تھا چنانچہ اسی کا تربیت یافتہ
حاجی مراد قدیم جامع مسجد مین نئی چھوٹی مسجد کرکے مشہور ہے کئی لوگون کے روبرو حال مین کہا ہے کہ حاکم فاسق کی بیعت جائز ہے بعضے پوچھے

جناب امام حسین یزید سے بیعت نکر کے اُس سے لڑکے موے سو شاید شہید نہین ہوئے ثبت مُراد نے جواب دیا کہ ہان شہید نہین لیکن یزید جو انکو انکے وطن کو نجانے دیکے
قتل کیا سو اسلیئے انکو مظلوم کہینگے اوجال مین تو مشہور معروف ہی کہ معروف صاحب مرحوم او ایک بزرگ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کیسی
کرکے پیچھے تو اسلئے خارجی ہولا کہ بارگزیدہ کی سرکی شہادت ہی حالانکہ ظاہر ہی کہ جنکی شہادت مین کئی احادیث وارد ہین اور تمامی علما کبار انکو سید الشہدا
لکھتے ہین اور جناب علی کرم اللہ وجہہ انکے ہی اُس جناب پاک کے یار و رفیقو کی شان مین ہم خیر الشہدا عز بعد الصحابہ فرما چکے ہین باوجود اسکے اس
جناب پاک کی کیا کچھ بڑی اہانت کیا ہی پس معلوم ہوا کہ یہہ ذات مقدس رافضی کا بھائی خارجی اور دشمن اہل بیت ہی اور پھر ایک بار یہ بھی کہا تھا کہ حسنین
کو کیا فضیلت ہی جیسے اور صحابہ ان کی اولاد ہین ویسے ہی یہہ بھی ہین اور مکہ معظمہ کی شکایت مین مکہ سے لکھہ بھیجا تھا ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ
الظالم اھلہا۔ یعنے ای ہمارے پروردگار نکال ہمکو اس قریہ سے کہ یہان کے باشندے ظالم ہین اور کہتا ہی کہ حرم مین زنا ہوتی ہی اور اپنے رفیق حاجی غلام
سنرک کو اُسپر گواہ رکھتا ہی معاذ اللہ اللہ کی پناہ اور سوا اسکے قاضی صدر کوٹ جس فتوی مین لکھے تھے کہ اگر کیانی یا شاتی برای نذر بزرگی معین
کنند بعد از ان اگرچہ بہ بسم اللہ ذبح کنند حرام ست خوردن آن انتہی اس فتوی پر اپنی مہر و دستخط کیا کہ سب صحیح ہی بعد چند روز کے نفسانیت سے اپنی بنائی ہوئی
کتاب سفینۃ النجات مین لکہا ہی کہ جانور کسی کے نذر کئے تو کیا ہوا ذبح کے وقت تو خدا کا نام لیا جاتا ہی پس وہ جانور حلال ہی یار و کاٹ باوا صاحب
کا مرغا شاید اُسکو بہت اچھا لگتا ہی خوب بہاتا ہی حالانکہ اُسکی حرمت نص قرآنی اور احادیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہی چنانچہ حنفیہ کے پیشوا مولانا شاہ
عبد العزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقر کی تفسیر کے بالسو ترینسوین صفحہ مین لکھے ہین و ما اھل بہ یعنے و مگر آن جانور کہ آواز برآوردہ شدہ و شہرت دادہ شد
در حق آن جانور لغیر اللہ یعنے برای غیر خدا است خواہ آن غیر بت باشد یا روحی خبیث کہ بطریق بھوک کہ بنام او بنہند و خواہ جنی مسلط بر خانہ یا سرای
کہ بدون دادن جانور از ایذای سکنہ آنجا دست بردار نشود یا توپ را روان کردن ندہد و خواہ پیری یا پیغمبری را باین وضع جانوری زندہ مقرر کردہ
دہند کہ این ہمہ حرام است و در حدیث صحیح وارد است کہ ملعونٌ من ذبح لغیر اللہ یعنے ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا
بگیرد یا نے زیرا کہ چون شہرت داد کہ این جانور برای فلانی است ذکر نام خدا وقت ذبح فائدہ نکرد چہ آن جانور منسوب بآن غیر گشت و خبثی در وے پیدا
گشت کہ زیادہ از خبث مردار است زیرا کہ مردار بے ذکر نام خدا جان دادہ است و جان این جانور را از ان غیر خدا قرار دادہ گشتہ و آن عین شرک است و
ہرگاہ این خبث در وی سرایت کرد دیگر بذکر نام خدا حلال نمی شود مانند سگ و خوک کہ اگر بنام خدا مذبوح شوند حلال نمیگردند و کنہ این مسئلہ آن است کہ جان
را برای غیر جان آفرین نیاز کردن درست نیست و ماکولات و مشروبات و دیگر اموال را نیز اگرچہ از راہ تقرب بغیر اللہ دادن حرام و شرک ست اما
ثواب آن چیزہا را کہ عائد بندہ میشد از ان غیر ساختن جایز ست زیرا کہ انسان را میرسد کہ ثواب عمل خود را بغیر خود بہ بخشد چنانچہ میرسد کہ مال خود را
بغیر خود بدہد و جان جانور مملوک آدمی نیست تا او را بکسی تواند بخشید و نیز دادن مال از ینجہت مستوجب ثواب است کہ آدمیان بوی منتفع می شوند و چون
مردہ ہا بعد از مفارقت این جہان قابل انتفاع بعین مال نماندہ اند طریق نفع رسانیدن بآنہا در شرع چنین قرار یافتہ کہ ثواب اموال را کہ بہ مستحقان
برسانند بآنہا عائد سازند و چون جان جانور اصلا قابل انتفاع آدمی نیست در زندگی پس از مردگی نیز قابل انتفاع او نباشد آری اضحیہ از طرف مردہ
کردن در حدیث صحیح آمدہ است لیکن معنیش ہمین است کہ دادن جان برای خدا ثوابی کہ دارد بآن مردہ بخشیدہ شود نہ آنکہ ذبح برای مردہ کردہ اید و بعضے
جہال مسلمین درین مقام کج فہمی میکنند و میگویند کہ گوشت را پختہ بنام مردہ ہا دادن بلا شبہہ جایز است و ما نیز از ذبح کردن جانور بنام آن مردہ ہمین قدر
قصد مینمایم برای فہمانیدن ایشان یک نکتہ کافی است کہ با ایشان باید گفت کہ ہرگاہ شما ذبح کردن جانور بنام غیر خدا اندر میکنید اگر عوض آن جانور
گوشت بہمان مقدار خریدہ و پختہ بفقرا بخورانید در ذہن شما آن نذر ادا شود یا نے اگر می شود درست میگوئید کہ مقصود شما از ذبح غیر از

گوشت خورانیدن برای ثواب آن مرده نمود الا التقرب بذبح مذبوح نذر او کرده آید و شرک صریح لازم میآید و در لفظ این آیت که در چهار جا از قرآن مجید واقع شده تأمل باید کرد
ما اهل به لغیر الله فرموده اند نه ما ذبح باسم غیر الله پس ذبح کردن بنام خدا همراه شهرت دادن و آواز برآوردن باینکه فلانی گاو فلانی و بز فلانی میکنند هیچ فائده نمیکند و
گوشت آن جانور حلال نمیگردد و اهل را بر ذبح حمل کردن خلاف لغت و عرف است هرگز اهلال در لغت عرب و عرف آن دیار آن وقت بمعنی ذبح نیامده هیچ شعر و هیچ عبارت
بلکه اهلال در لغت عرب بمعنی بلند کردن آواز و شهرت دادن است چنانچه اهلال هلال و اهلال طفل نوتولد و اهلال بمعنی تلبیه حج وغیر ذلک مستعمل است و اگر کسی بگوید که
اهللت لله هرگز معنی ذبحت لله فهمیده نخواهد شد و نیز اگر اهل را بر ذبح حمل کرده شود پس ذبح لغیر الله مراد خواهد شد ذبح باسم غیر الله از کجا فهمیده شود تا مدعای
این مردم حاصل شود پس درین عبارت اهلال را بمعنی ذبح گرفتن باز لغیر الله را بجای باسم غیر الله ساختن قریب بتحریف کلام الهی میرسد و در تفسیر نیشاپوری میگوید
اجمع العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الی غیر الله صار مرتدا وذبیحته ذبیحة مرتد انتهی و کفار در جاهلیت در وقت
برآمدن از خانه و در راه بنام بتان آواز میکردند و چون بمکه معظمه میرسیدند طواف خانه کعبه مینمودند این طواف ایشان بجانب خدا هرگز از ایشان مقبول نبود و لهذا
حکم شد که فلا تقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا پس درین جانور چون آواز برآوردند و شهرت دادند که این جانور از فلانی است و بنام او است و برای
او می کشیم و در وقت ذبح بنام خدا ذبح کنانیدند اصلا موجب ترتب حلیت نگشت و سر آن آنست که نزد عوام طریق ذبح جانور بهر گونه که مقرر است متعین است برای
رسانیدن جان جانور برای هر که منظور باشد چنانچه فاتحه و قل و درود خواندن طریق متعین است برای رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح خواه بقصد
رسانیدن ثواب بآن ارواح نمایند یا بقصد تقرب دفع شر و چاپلوسی و تملق آری ذکر نام خدا بر آن جانور وقتی فائده میدهد که قصد تقرب بغیر خدا را از
دل دور کرده و خلاف آن شهرت و آواز شهرت آواز دیگر دهند که ما ازین کار برگشتیم انتهی اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں وما اهل بغیر الله کے معنی
یوں لکھے ہیں وقال ربیع ابن انس وابن زید یعنی ما ذکر علیه اسم غیر الله بہتر کہے کہ هذا القول اولی لانه اشد مطابقة للفظ
یعنی یہ قول اولیٰ اسلئے کہ نہایت مطابقت ہی لفظ کے ساتھ انتہی اور شمس العلوم میں بھی لکھا ہے کہ مراد اس سے ما ذکر علیه اسم غیر الله ہے اور
تاج المصادر اور صحاح اور صراح میں لکھا ہے وما اهل به لغیر الله یعنی ما نودی علیه بغیر اسم الله یعنے جو چیز کہ پکارا گیا سوا اسم اللہ کے نام کا
کا غیر انتہی - واخرج مسلم عن ابی الطفیل ان علیا رضی الله عنه اخرج صحیفة فیها لعن الله من ذبح لغیر الله یعنی مسلم ذکر کئے کہ ابو طفیل
نقل کئے کہ حضرت علی ایک کتاب نکالے کہ اسمیں یوں لکھا تھا کہ لعنت کرے اللہ اس شخص کو کہ ذبح کرے واسطے غیر اللہ کے انتہی اور در المختار میں
لکھا ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه اهل به لغیر الله ولو ذکر اسم الله تعالی علیه
اور منح الغفار میں مرقوم ہے لو ذبح لقدوم الامیر ولقدوم واحد من العظماء لا یحل اکله وان ذکر اسم الله تعالی علیه لانه ذبح
لتعظیم غیر الله ولهذا لا الضیف بین یدیه بخلاف الذبح للضیف فانه لتقدیم بین یدیه وهو العادة اور قنیہ میں لکھا ہے ذبح للضیف وسمی
الله تعالی علیه حل ولو ذبح لقدوم الامیر او واحد من العظماء وذکر اسم الله علیه لا یحل لانه میتة ویکفر بذلک والناس
عنه غافلون خواصهم فکیف عوامهم اور جامع الرموز میں ہے لو سمی وذبح لقدوم الامیر او غیره من العظماء لا یحل وهکذا فی
الزاهدی اور اشباه النظائر میں ہے لو ذبح لقدوم الامیر او واحد من العظماء یحرم وان ذکر اسم الله تعالی علیه لانه
مما اهل به لغیر الله انتہی ان سب قولوں کے معنی کا حاصل یہ ہے کہ ذبح کرنا قصد سے تقرب اور تعظیم کسی مخلوق کے حرام و کفر ہے اگرچہ بسم اللہ
بولکے ذبح کرے اور ذبح جو واسطے مہمان کے ہے سو روا ہے اسلئے کہ وہ ذبح تقرب و تعظیم کے قصد سے نہیں بلکہ اسمیں فقط مہمان کو کھلانا مقصود ہے
اور نہایہ میں لکھا ہے وفی حدیث ابن عباس لا تاکلوا من معاقرة الاعراب فانی لا آمن ان یکون مما اهل به لغیر الله وهو

عقرهم الابل كان يتبارى الرجلان في الجود والسخاء فيعقر هذا ابلا حتى يعجز احدهما الآخر وكانوا يفعلونه رياء وسمعة وتفاخرا ولا يقصدون به وجه الله فشبهه بما ذبح لغير الله یعنے ابن عباس کی حدیث میں ہے مت کھاؤ اُن جانوروں کو جو بدوؤں نے فخر کے واسطے ذبح کئے ہیں کیونکہ میں بے در ہین ہون جو ہوویں ان چیزوں میں سے جو اللہ کے غیر کے واسطے ذبح کئے گئے ہیں وہ کیا ہوا انکا اونٹان ذبح کرنا ہی جب دو شخص مقابلہ کرتے تھے سخاوت میں یہ بھی اونٹان ذبح کرتا وہ بھی اونٹان ذبح کرتا یہاں تک کہ ایک دوسرے کو عاجز کرتا اور یہہ کام کیا کرتے تھے دکھلانے اور سنانے اور بڑائی دکھلانے کے واسطے اور اللہ کے واسطے کا قصد نہیں رکھتے تھے سو اسواسطے اسکو حدیث میں اللہ کے غیر واسطے ذبح ہوئی سو چیز کی تشبیہ دئے ہیں انتہی اور شیخ ابو الفتح کمال الدین دمیری حیوۃ الحیوان میں ذکر الفرع میں لکھے ہیں روى ابو داؤد باسناد حسن ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن معاقرة الاعراب وهي مفاخرتهم فانهم كانوا يتفاخرون بان يعقر كل واحد منهم عددا من ابله فايهما كان عقره اكثر كان غالبا فكره النبي لحمها لئلا يكون مما اهل به لغير الله وروى ابو داؤد ايضا ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن طعام المتباريين فائده حكى الامام العلامة ابو الفرج الاصبهاني وغيره ان الفرزدق الشاعر اسمه همام بن غالب كان ابوه غالب رئيس قومه ووجه جفنة الى سحيم بن وثيل الرياحي رئيس قومه فلما وصلت الجفنة الى سحيم كفاها وضرب الذي اتى بها وقال سحيم انا مفتقر الى طعام غالب اذ نحر هو ناقة نحرت انا اخرى فوقعت المنافرة بينهما فعقر سحيم لاهله ناقة فلما كان من الغد عقر لهم غالب ناقتين فعقر سحيم لاهله ناقتين فلما كان اليوم الثالث عقر غالب لاهله ثلثا فعقر سحيم لاهله ثلثا فلما كان الرابع عقر غالب مائة ناقة فلم يكن عند سحيم هذا العدد فلم يعقر شيئا واسرها في نفسه فلما انقضت المجاعة ودخل الناس الكوفة قال بنو رياح لسحيم جررت علينا عار الدهر هلا نحرت مثل ما نحر وكنا نعطيك مكان كل ناقة ناقتين فاعتذر بان ابله كانت غائبة ثم عقر لها ثلثمائة ناقة وقال للناس شانكم والاكل وكان ذلك في خلافة علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاستفتي في حل الاكل منها فقضى بحرمتها وقال هذه ذبحت لغير ماكله ولم يكن المقصود منها الا المفاخرة والمباهاة فالقيت لحومها على كناسة الكوفة فاكلتها الكلاب والعقبان والرخم یعنے روایت کئے ابو داؤد اسناد حسن سے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمائے کھانے سے گوشت کو اُن جانوروں کے جو بدوان بڑائی اور فخر واسطے ذبح کرتے تھے اسطور سے کہ ہر ایک اُنمیں سے ذبح کرتا تھا کتنے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے یعنی جو اُنمیں بہت اونٹ ذبح کرتا تھا وہی غالب تھا اسلئے مکروہ رکھے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکا گوشت کھانیکو تاکہ نہووے اُس چیز سے جو ذبح کئی گئی ہے اللہ کے غیر کے واسطے اور بھی روایت کئے ابو داؤد کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منع کئے کھانیکو اُن دونوں کے جو آپس میں بڑائی جتلانے کیلئے ہیں فائدہ حکایت کئے امام علامہ ابو الفرج اصفہانی وغیرہ کہ فرزدق شاعر جسکا نام ہمام بن غالب تھا اُسکا باپ غالب اپنے قوم کا سردار تھا ایک کاسہ بھیجا سحیم بن وثیل ریاحی کو جو اپنی قوم کا سردار تھا جب وہ کاسہ سحیم کو پہنچا اُسکو اوندھا کر دیا اور مارا اسکو جو لایا تھا اور کہا کہ میں غالب کے کھانے کا محتاج ہوں جب وہ ایک اونٹ کاٹیگا میں اور ایک اونٹ کاٹونگا پھر دونوں میں برسائی جتلانا منظور ہوا سحیم اپنے لوگ واسطے ایک اونٹ کاٹا جب دوسرا روز ہوا غالب اپنے لوگ کے لئے دو اونٹ کاٹا پھر سحیم اپنی قوم کی خاطر دو اونٹ کاٹا پھر تیسرے دن غالب اپنے لوگ کے واسطے تین اونٹ کاٹا چوتھے روز غالب سو اونٹ کاٹا سحیم کے یہاں اتنا نہ تھا پھر کچھ ذبح نہیں کیا اور اپنے دل میں رکھ گیا پھر جب قحط کے دن جاتے رہے اور لوگ کوفے کو گئے بنی ریاح سحیم کو کہے ہمارے پر ہمیشہ عار رکھا کیوں تو ذبح نکیا جتنا اوس نے ذبح کئے تھے اور ہم تجھے دیتے ہر ایک اونٹ کی جگہہ دو دو اونٹان پھر عذر کیا سحیم کہ اونٹان اپنے غائب تھے پیچھے تین سو اونٹ کاٹا اور لوگوں کو کہا کہ کھاوین اور یہہ معاملہ ہوا تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلافت میں پس فتوی پوچھا گیا اُن اونٹوں کے گوشت کے حلال ہونے میں پر جناب امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ فتوی دئے اُسکی حرمت پر اور فرمائے کہ یہ کھانے واسطے ذبح نہیں ہوئے اور اُس سے مقصود تھا فخر اور بڑائی جتلانا پھر ڈالے گیا گوشت اُن اونٹوں کا کوفے کے گھورے پر اور اُسکو کتے اور عقاب اور رنگدھ کھائے انتہی اور قدری بن ابی حاتم عن الجارود بن ابی سبرہ قال کان رجل من بنی ریاح

يقال له ابن وثيل وكان شاعرا نافر غالبا ابا الفرزدق بماء بظهر الكوفة على ان يعقر هذا مائة من الابل وهذا مائة من الابل اذا وردت الماء
فلما وردت الماء قاما بالسيوف يكشفان عراقيبها قال فخرج الناس على الحمرات والبغال يريدون اللحم قال وعلي رضي الله عنه بالكوفة قال فخرج
علي على بغلة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم البيضا وهو ينادي يا ايها الناس لا تاكلوا من لحومها فانها اهل بها لغير الله يعنے

روایت کیا ہی ابی حاتم کے بیٹے نے ابی سبرہ کے بیٹے جارود سے کہ کہا ایک شخص تھا بنی ریاح میں کا جو ابن وثیل کہلاتا تھا اور شاعر تھا مقابلہ کیا فرزدق کے باپ غالب سے ایک پانی پر جو کوفہ کے سامنے تھا اس بات کا کہ جب اونٹ پانیکو آوین تو یہہ سو اونٹ ذبح کرے اور دسو اونٹ پھر جب اونٹ پانی کو آئے دونو تلوار لیکر کونچے مارتے کھڑے رہے راوی نے کہا کہ پھر لوگ گدھوں پر اور خچروں پر سوار ہو نکلے گوشت لینیکے واسطے اسوقت علی رضی اللہ عنہ کوفہ مین تھے سو نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خچر پر سوار ہوکر جسکا نام بیضا تھا اور پکارتے تھے ای لوگو انکا گوشت مت کھاؤ کیونکہ یہے ذبح ہوئے ہین اللہ کے غیر کے واسطے انتہی کیونکر یار واب اس مرغیکی بات رسمت ہم یا جو تمہہ بسو اسلمی جو کمال توہین و تحقیر امامین حسنین رضی اللہ عنہما اور اہانت فاحشہ مکہ معظمہ کی کیا اور حرام چیز و فعل شرک کو حلال و جایز جانا اور اُن آیت اور احادیث و فقہا کے اقوال کے خلاف اُسپر فتوی دیا سو اُن وجوہات سے بھی اسے نعوذ بے آپ کافر ہو گیا یہان ایک اور بات سن رکھیئے کہ مولوی ولایت علی رد شرک کی کتاب میں سولھوین صفحہ سے سترھوین صفحہ تک اسی آیت مذکورہ کے مضمون کی دوسری ایک آیت کی تفسیر انھوں نے اُستاد مذکور کے معنی کے مطابق یہہ لکھے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا حرمت علیکم المیتة والدم و لحم الخنزیر وما اهل لغیر الله بہ فرمایا اللہ تعالی نے حرام کیا ہم نے تم پر کھانا مردیکا اور خون اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ مشہور ہو سوا اللہ کے اور کے نام پر انتہی سو اُنپر قاضی صدر کورٹ اور اسلمی و فرنگی محلی وغیرہ شاگردان بے شعور اور یاران حماقت معمور اپنے اُستادون اور آقاؤن کے اعتراضون پر نازان ہوکے رات بار دن سے جھگڑتے ہین کہ دیکھو ولایت علی اس مقام مین قرآن کی معنی مین تحریف و تصحیف کیا ہی کیونکہ لکھا ہی کہ حرام کیا ہم نے تم پر کھانا مُردیکا یعنے طعام میتۃ افسوس صد افسوس ان بے شعورونکو ہندی سمجھنے کا بھی شعور نہین کہ وہان تو لفظ کھانا معنی سے خون کے مربوط و معقود ہی نہ معنی سے طعام کے یاروان مردون کے کھانے پر مرنیوالونکی سمجھہ ولیسی ہے جیسے ایک کوئی نے کسی کتاب فارسی مین لفظ کون بفتح کاف کہتین دیکھ کے کون بضم کاف سمجھا تھا آدیم بر سر مطلب اشتہار نامہ مذکور کے شروع مین لکھے ہین کہ چون کتاب تقویۃ الایمان مولوی محمد اسمعیل دہلوی در رسایل ولایت علی عظیم آبادی و خرم علی وغیرہ خلفاء سید احمد بزبان ہندی مشتمل بر تنقیص شان سرور عالم و انکار توسل و شفاعت وی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و انکار ربودن غرقی بآن جناب سوای رسالت و اہانت دیگر انبیا و اولیا از چند عرصہ درین ملک رواج یافتند الخ یار و ادنا جھوٹھ اُن جھوٹھون کا یہہ ہی کہ اس ملک مین سوائے تقویۃ الایمان اور نصیحت المسلمین کے رسائل ولایت علی رواج پایا تو کیا ذکر بلکہ اُنکے نام بھی کوئی نہ سنا تھا مگر اُسی فساد عظیم مین منشی منی کتب فروش ان رسالون کو لاکے دو تین رسالے بیچا تھا کہ نائب مختار خبر پاکر اُن سب رسالون کو اکیمشت خرید کئے اور پانی مین بھی غرق کروائے باوجود اسکے تقویۃ الایمان اور رسالہ خرم علی کے ساتھ شریک کرکے لکھے ہین کہ از چند عرصہ درین ملک رواج یافتند اور ادنا جھوٹ اُن جھوٹون کی یہہ ہی کہ رسالہ خرم علی یعنے نصیحت المسلمین پر سابق مین تو مہران کر دئیے تھے اسلئے نصیحت المسلمین کا نام نہ لکھہ کے فقط رسالہ خرم علی لکھے ہین غرض یہہ عاصی اُن کاذبون اور مفتریون کے ہر کذب و افترے کو اللہ تعالی کی توفیق سے اب مومنونکی خدمت مین بخوبی ظاہر کرتا ہی سنئے کہ ساتوین صفحہ مین نصیحت المسلمین کے لکھا ہی ہمارے حضرت بھی جب اللہ کا حکم پاوینگے تب قیامت کے دن شفاعت امت کی کرینگے اور نوین صفحہ مین اُسی کتاب کے مرقوم ہی جو پیغمبر کی شفاعت کی امید رکھتا ہو اسکو لازم ہی کہ پہلے اللہ کو راضی کرے انتہی اور تقویۃ الایمان کے اٹھاون صفحے سے چوسٹھوین صفحے تک لکھا ہی کہ اس جگہہ ایک بات بڑے کام کی ہی اسکو کان رکھکر سُن لینا نہایت ضرور ہی کہ اکثر لوگ انبیا و اولیا

مولوی الیاس علی نے رد شرک مین جواب وما اهل لغیر الله بہ کا معنی غلط بیان کیا

۱۵ صفحہ ... کا بیان

شفاعت پر بہت بھول رہے ہین اور اسکے معنے غلط سمجھکر اللہ کو بھول گئے ہین سو شفاعت کی حقیقت اب اون سمجھ لیا چاہیے یعنے شفاعت کہتے ہین سفارش کو اور دنیا مین سفارش کئی طرح کی ہوتی ہی جیسے ظاہر کے بادشاہ کے یہان کسی کی چوری ثابت ہو جاوے اور کوئی امیر وزیر اسکو اپنی سفارش سے بچا لیوے سو اسمین ایک تو یہہ صورت ہی کہ بادشاہ کا جی تو اس چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہی اور اسکی آئین کے موافق اسکو سزا ہی پہنچتی ہی مگر اس امیر سے دبکر اسکی سفارش مان لیتا ہی اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہی کیونکہ وہ امیر اسکی سلطنت کا بڑا رکن ہی اور اسکی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہی سو بادشاہ یہہ سمجھتا ہی کہ ایک جگہہ اپنے غصے کو تھام لینا اور ایک چور سے درگذر کر جانا بہتر ہی اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجیے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاوین اور سلطنت کی رونق گھٹ جاوے اسکو شفاعت وجاہت کہتے ہین یعنے اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اسکی سفارش چلی سو اس قسم کی شفاعت اللہ کے جناب مین ہرگز نہین ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی ولی یا امام و شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب مین اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہی اور بڑا جاہل کہ اسنے خدائی کے معنے کچھ بھی نہ سمجھے اور اس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی اس شہنشاہ عالی جاہ کی تو یہہ شان ہی کہ ایک آن مین ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑون نبی ولی اور جن و فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہما کے برابر پیدا کر ڈالے اور ایک دم مین سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اسکی جگہہ قایم کرے کہ اسکے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہی کسی کام کے واسطے کچھ اسباب و سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہین اور جو سب لوگ اگلے اور پچھلے آدمی اور جن جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاوین تو اس مالک الملک کی سلطنت مین انکے سبب کچھ رونق بڑھ نجاویگی اور جو سب لوگ ملکر شیطان اور دجال ہی سے ہو جاوین تو اسکی کچھ رونق گھٹ نجاویگی وہ ہر صورت سے بڑون کا بڑا اور بادشاہون کا بادشاہ ہی اسکا نہ کوئی کچھ بگاڑ سکے اور نہ کچھ سنوار دوسری صورت یہہ ہی کہ کوئی بادشاہزادون مین سے یا بیگمات مین سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی بنکر کھڑا ہو جاوے اور چور کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اسکی محبت سے لاچار ہوکر اس چور کی تقصیر معاف کر دے اسکو شفاعت محبت کہتے ہین یعنے بادشاہ نے محبت کے سبب سفارش قبول کر لی اور یہہ بات سمجھی کہ ایکبار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہی اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھکو ہوگا اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار مین کسی طرح ممکن نہین اور جو کوئی کسیکو اس جناب قدس مین اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہی اور جاہل جیسا اول مذکور ہو چکا وہ مالک الملک اپنے بندون کو بہتیرا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا کسیکو خلیل کا کسیکو کلیم کا کسیکو روح اللہ وجیہہ کا خطاب بخشے کسیکو رسول کریم و مکین روح القدس روح الامین فرماوے مگر پھر مالک مالک ہی ہی اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبے سے قدم باہر نہین رکھہ سکتا اور غلامی کے حد سے زیادہ نہین بڑھ سکتا جیسا اسکی رحمت کے سبب ہر دم خوشی سے جھکتا ہی ویسا ہی اسکی ہیبت سے رات دن زہرہ پھٹتا ہی تیسری صورت یہہ ہی کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہین چوری کو اسنے کچھ اپنا پیشہ نہین ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اسپر شرمندہ ہی اور رات دن ڈرتا ہی اور بادشاہ کی آئین کو سر اور آنکھون پر رکھکر اپنے تئین تقصیروار سمجھتا ہی اور لائق سزا کے جانتا اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہین ڈھونڈھتا اور اسکے مقابلے مین کسیکی حمایت نہین جتاتا اور دمبدم اسکا منہہ دیکھ رہا ہی کہ دیکھیے میرے حق مین کیا حکم فرماوے سو اسکا یہہ حال دیکھکر بادشاہ کے دل مین اسپر ترس آتا ہی مگر آئین بادشاہت کا خیال کرکے بے سبب درگذر نہین کرتا کہ کہین لوگون کے دلون مین اس آئین کی قدر گھٹ نجاوے سو اس مین کوئی امیر وزیر اسکی مرضی پاکر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہی اور وہ بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانیکو ظاہر مین اسکی سفارش کا نام کرکے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہی سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اسلیے نہین کی کہ اسکا قرابتی ہی یا آشنا یا اسکی حمایت اسنے اٹھائی ہی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھکر اسنے یہہ بات کی ہی کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہی نہ چورون کا تھانگی جو چور کا حمایتی بنکر اسکی سفارش کرتا تو آپ ہی چور ہو جاتا اسکو شفاعت بالاذن کہتے ہین یعنے یہہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہی سو اللہ کی جناب پاک مین اسی طرح

کی سفارش ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں مذکور ہے سو اسکے یہی معنے ہیں پس بندے کو چاہیے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے اور
اسی سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اسکی التجا کرتا رہے اور اسیکو اپنا مالک بھی اور حمایتی بھی سمجھے اور جہاں تک خیال دوڑاوے اللہ کے سوا کسی کو اپنا کہیں بچاؤ نجانے اور کسی کی حمایت
پر بھروسا نکرے کیونکہ وہ خود بڑا غفور رحیم ہے سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دیگا اور سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخشیگا اور جسکو چاہیگا وہ اپنے حکم سے اسکا شفیع
بنا دیگا غرض کہ جسطرح ہر حاجت اپنی اسکو سونپنا چاہیے اسی طرح یہہ حاجت بھی اُسکے اختیار پر چھوڑ دیجئے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہہ کہ کسیکی حمایت
پر بھروسا کیجئے اور اسکو اپنی حمایت کے واسطے پکاریئے اور اُسکو اپنا حمایتی سمجھکر اصل مالک کو بھول جائیے انتہی کہو ای ایماندارو ان عبارتوں میں انکار
شفاعت ہے یا اثبات شفاعت بالاذن ہے اور ایسے ہی دوسری تفسیروں اور کتب عقائد وغیرہ سے بھی دیکھلو چنانچہ تفسیر خازن میں جو شیخ علامہ زین الدین
بغدادی سے ہے لکھا ہے قال تعالی من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه ای بامره وهذا استفهام انکار والمعنی لا یشفع عنده احد الا بامره و
ارادته وذلک ان المشرکین زعموا ان الاصنام یشفعون لهم فاخبر انه لا شفاعة لاحد عنده الا ما استثناه بقوله الا باذنه یرید بذلک
شفاعة النبی صلی الله علیه وآله وسلم وشفاعة الانبیاء والملائکة وشفاعة المومنین بعضهم لبعض کما قال الله تعالی من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه
یعنے حکم سے اللہ کے اور یہہ استفہام انکاری ہے معنی یہہ ہے کہ نہ شفاعت کریگا نزدیک اسکے کوئی شخص مگر حکم سے اُسکے اور ارادے سے اُسکے اور یہہ اسواسطے کہ
مشرکان بولے کہ اپنے بتان شفاعت کرینگے پس خبر دیا اللہ تعالی کہ نہیں شفاعت کسیکی نزدیک اللہ کے مگر اذن سے اسکے اور ارادہ کیا اللہ تعالی اپنے قول
سے جو الا باذنہ ہے شفاعت کیتیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور انبیا کے اور ملائک کے اور مومنین کے جو بعض بعضوں کے لیئے کرینگے۔ انتہی جب کہ الا باذنہ میں ہمارے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیا اور ملائکہ اور مومنین داخل ہوویں تو پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن ہو چکا کہنا کیونکر ہو سکیگا حضرت کو حکم ہو چکا
کہیں تو لازم آتا ہے کہ سبکو بھی حکم شفاعت ہو چکا ہو حالانکہ یہہ بات باتفاق غلط ہے اور صاحب تفسیر نیشاپوری بھی اُسکا معنے یہی لکھے ہیں ویلزم منه
ان یکون حکمه جاریة فی الکل ولا یکون لغیره فی شیء من الاشیاء حکم الا باذنه وامره وهو المراد بقوله من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه
انتہی اور تفسیر کبیر میں جو امام فخر الدین رازی سے ہے لکھا ہے ان شفاعة الملائکة والانبیاء فی حق العصاة انما یکون باذن الله تعالی یعنے شفاعت
کرنا فرشتوں اور پیغمبروں کا گناہ گاروں کے حق میں نہوگا مگر حکم سے اللہ تعالی کے انتہی اور شیخ زین الدین بن علی المعبری شاگرد ابن حجر مکی کے کتاب مرشد الطلاب
میں لکھے ہیں۔ واعلم انه صلی الله علیه وآله وسلم لا یشفع لجمیع عباد الله بل یشفع لمن اذن الله فی شفاعته یعنے جانیو کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
شفاعت نکرینگے اللہ تعالی کے تمام بندوں کے لیئے بلکہ شفاعت کرینگے اسکے لیئے کہ جسکے لیئے شفاعت کا اذن اللہ تعالی نے دیا انتہی اور فرمایا اللہ تعالی لا یشفعون
الا لمن ارتضی وهم من خشیته مشفقون یعنے شفاعت نہیں کرینگے مگر اسکے حق میں کہ مرضی اللہ تعالی کی اسکی شفاعت میں ہو حالانکہ شفاعت کرنیوالے خوف سے خدا کے ترسان ہونگے
اور فرمایا اللہ تعالی لا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له یعنے ہرگز نفع نہ دیگی شفاعت کسیکی اللہ تعالی کے پاس مگر اسکے حق میں کہ جسکے لیئے اللہ
تعالی نے حکم دیا انتہی۔ قال صاحب تفسیر جامع البیان فی تفسیر قوله تعالی قل لله الشفاعة جمیعا الآیة ای هو مالکها لا یستطیع احد
ان یشفع الا باذنه ولا تنفع الا لمن اذن له یعنے کہے صاحب تفسیر جامع البیان تفسیر میں آیہ قل لله الشفاعة جمیعا کی یعنے اللہ ہی مالک شفاعت کا ہے نہیں
طاقت رکھتا ہے کوئی شفاعت کرنیکی مگر اذن سے اللہ تعالی کے اور نہیں نفع بخشیگی مگر اسکے حق میں کہ جسکے واسطے خدای تعالی حکم دیا انتہی اور محمد ہاشم بن
عبد الغفور بن عبد الرحمن السندی التتوی الحنفی کتاب فرائض الاسلام میں لکھے ہیں ان شفاعة نبینا صلی الله علیه وآله وسلم وسائر الانبیاء علیهم
الصلوات وشفاعة الاولیاء والعلماء والصلحاء بعد ان یاذن الله تعالی لهم حق یعنے تحقیق شفاعت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تمام انبیا
علیہم السلام کی اور اولیا اور علما اور صلحا کی حق ہے بعد اذن دینے اللہ تعالی کے ان سبھوں کو انتہی۔ اور امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھے ہیں قوله صلی الله

علیہ وآلہ وسلم فیاتونی فاستاذن علی ربی فیوذن لی قال القاضی عیاض رحمہ معناہ فیوذن لی فی الشفاعۃ الموعود بہا والصافاں عبا؟
جاء فی حدیث انس وحدیث ابی ھریرہ ابتداء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد سجودہ وحمدہ والاذن لہ فی الشفاعۃ بقولہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتی امتی یعنے قول نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کہ پس آوینگے آدمیاں نزدیک میرے تو اذن چاہونگا مین اپنے پروردگار سے
پھر اذن دیا جاویگا مجکو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اسکا معنے یہہ کہتے ہین کہ پس اذن دیا جاویگا مجھے شفاعت کا جو وعدہ کیا گیا تھا اُسکا اور پھر کہے قاضی
عیاض کہ آیا ہی حدیث مین انس اور ابی ہریرہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد سجدہ ہونے اور حمد کرنے اور اذن شفاعت پانے کے پہلا لفظ امتی
امتی فرماوینگے انتہی اور ملا جلال الدین دوانی شرح عقاید عضدیہ مین لکھے ہین والشفاعۃ لدفع العذاب ورفع الدرجات حق لمن اذن لہ
الرحمٰن من الانبیاء والمومنین بعضہم لبعض یعنے حق ہی شفاعت کرنا عذاب کے دور کرنے اور درجون کے بلند کرنیکے لئے اُنھونکا کہ جنھکو اذن دیگا رحمٰن یعنے
انبیاکو اور مومنونکو جو بعض کے لئے بعض کرینگے انتہی اور جامع صغیر کی شرح مین المناوی شرح مین حدیث شفاعتی لامتی کے لکھے ہین والشفاعۃ انما ہی لمن
شاء اللہ شفاعۃ لہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعنے شفاعت نہین ہوگی مگر اسکے لئے کہ جسکی شفاعت اللہ تعالی چاہے کون ایسا ہے
کہ سفارش کرے اسکے پاس مگر اسکے حکم سے انتہی اور مواہب اللدنیہ کے چھٹوین مقصد کے پانچوین نوع کے دوسرے فصل مین لکھا ہی ثم وعدہ بما یقربہ
عینہ وتفرح بہ نفسہ وینشرح بہ صدرہ وھو انہ یعطیہ فیرضی وھذا یعم ما یعطیہ من القرآن والھدی والنصر والظفر باعدائہ
یوم بدر وفتح مکۃ ودخول الناس فی الدین افواجا والغلبۃ علی بنی قریظۃ والنضیر وبث عساکرہ وسرایاہ فی بلاد العرب وما فتح علی
خلفاء الراشدین فی اقطار الارض من المداین وما قذف فی قلوب اعدائہ من الرعب ونشر الدعوۃ ورفع ذکرہ واعلاء کلمتہ و
وما یعطیہ بعد مماتہ وما یعطیہ فی موقف القیامۃ من الشفاعۃ والمقام المحمود وما یعطیہ فی الجنۃ من الوسیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ والکوثر وقال
ابن عباس یعطیہ الف قصر من لولو ابیض ترابہا المسک وفیہا ما یلیق بہا وبالجملۃ فقد دلت ھذہ الآیۃ علی انہ تعالی یعطیہ کلما یرضیہ
واما ما یغتر بہ الجہال من انہ لا یرضی وواحد من امتہ فی النار او لا یرضی ان یدخل احد من امتہ النار فھو من غرور الشیطان لہم ولعبہ بہم
فانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یرضی بما یرضی بہ ربہ تبارک وتعالی وھو سبحانہ یدخل النار من یستحقہا من الکفار والعصاۃ ثم یحد
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدا یشفع فیہم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعرف بہ وبحقہ من ان یقول
لا ارضی ان یدخل احد من امتی النار او یدعہ فیہا بل ربہ تبارک وتعالی یاذن لہ فی الشفاعۃ فیشفع فیمن شاء اللہ ان یشفع فیہ
ولا یشفع فی غیر من اذن لہ ورضیہ یعنے اللہ تعالی جو وعدہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس چیز کا جو خنک ہووے اُس سے آنکھ حضرت
کے اور خوش ہووے اُس سے جان حضرت کا اور کشادہ ہووے اُس سے سینہ حضرت کا سو وہ یہہ ہی کہ عطا کریگا حضرت کو ایسی چیزان جو حضرت راضی ہوجاوینگے
اور وہ وعدہ عام ہی عطا کرنے سے قرآن اور ہدایت کے اور فتح ونصرت دینے سے اعداپر روز بدر کے اور فتح مکہ کے اور فوج فوج دین مین داخل ہونے سے
لوگون کے اور بنی قریظہ اور نضیر پر غلبہ دینے سے اور پھیلانے سے لشکران اور ٹکڑیاں اُنکے بلاد عرب مین اور فتح پانے سے خلفائے راشدین کے روے زمین کے
شہرون پر اور ڈالنے سے رعب کے دلون پر اُنکے دشمنون کے اور دعوت اسلام کی پھیلنے سے اور ترقی پانے سے ذکر آنحضرت کے اور چیر چاپانے سے کلمے آنحضرت
کے اور عام ہی اُس چیز سے جو عطا کرے بعد رحلت حضرت کے اور قیامت مین شفاعت اور مقام محمود سے اور اُس چیز سے جو عطا کرے جنت مین وسیلہ اور مرتبہ درجہ
اور کوثر اور ابن عباس کہتے ہین اللہ تعالی اُنکو ہزار محل دیگا سفید موتی کے اور اسکی مٹی مشک ہی اور اس مین وہ چیز ہے جو لایق اُسکے ہی الغرض
یہہ آیت دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ اللہ تعالی اُنکو دیگا وہ جو اُنھون راضی ہوویں لیکن جاہلان جو مغرور ہوتے ہین اس بات سے کہ نہین راضی

ہونگے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخ میں رہنے سے کسی اپنے امتی کے یا نہیں راضی ہونگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہونیکو دوزخ میں کسی اپنے امتی کے لیکن یہ بات انکی غرور اور فریب سے شیطان کے ہے کیونکہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہونگے اس چیز سے جو راضی ہوگا اس چیز سے خدا تعالی اور سبحانہ دوزخ کے مستحقوں کو یعنے کافرون اور گنہگارون کو دوزخ میں ڈالیگا بعد اسکے مقرر کریگا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک حد واسطے عاصیون کے لئے شفاعت کرین اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو احکام الہی اور اسکے حقوق سے جیسا چاہئے ویسا عارف ہیں ایسا نہ کہینگے کہ میری امت سے کسیکو دوزخ میں داخل کرنے سے یا دوزخ میں رہنے سے راضی نہیں ہون بلکہ جب اللہ تعالی شفاعت کا اذن دیگا تو شفاعت کرینگے اسی کی کہ جسکے لئے اللہ تعالی انکو شفیع کریگا اور نہ شفاعت کرینگے اسکے سوائے جو اذن دیا گیا ہے اور راضی ہوا ہے اس سے اللہ تعالی انتہی اور اسی کتاب کے آخر میں لکھا ہے قال النووی ومن قبلہ القاضی عیاض انہ قد وقع فی حدیث حذیفۃ وابو ہریرۃ فیاتون محمدا فیقوم ویؤذن لہ فی الشفاعۃ الحدیث یعنے کہے ہیں امام نووی اور پہلے انکے قاضی عیاض بھی کہ تحقیق آیا ہے حدیث میں حذیفہ اور ابو ہریرہ کے آوینگے لوگ نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو کھڑے رہینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اذن دیا جاویگا انکو شفاعت کا انتہی اور تفسیر خازن میں لکھا ہے قال تعالی قل للہ الشفاعۃ جمیعا ای لا یشفع احد الا باذنہ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی لانہ ہو الشفیع فی الحقیقۃ وہو یاذن فی الشفاعۃ لمن یشاء من عبادہ یعنے کہا ہے اللہ تعالی کہ تو ای محمد اللہ ہی کو ہی شفاعت سب یعنے شفاعت کریگا کوئی شخص مگر اذن سے اللہ تعالی کے پس مشغول ہونا اسکی عبادت میں بہتر ہے کیونکہ حقیقت میں وہی شفاعت کرنیوالا ہے اور وہی اذن دیویگا شفاعت کا جسکو چاہیگا اپنے بندوں سے انتہی اور امام اجل ابن القیم زاد المعاد میں لکھے ہیں من ظن ان للہ تعالی ولدا او شریکا او ان احدا یشفع عندہ بدون اذنہ فقد ظن بہ اقبح الظن واسوأ یعنے جو کوئی گمان کیا کہ اللہ تعالی کو فرزند ہے یا شریک ہے یا کوئی شفاعت کرتا ہے نزدیک اللہ تعالی کے بغیر حکم اسکے پس وہ تحقیق نہایت بدگمانیاں کیا اللہ تعالی سے انتہی اور تفسیر کبیر میں ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا الایہ کی تفسیر میں لکھا ہے ان فی یوم القیمۃ لا یملک احد شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعۃ الا باذن اللہ تعالی فیکون الشفیع فی الحقیقۃ ہو اللہ الذی یاذن فی تلک الشفاعۃ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی من الاشتغال بعبادۃ غیرہ یعنے قیامت کے دن نہیں مالک ہوتا ہے کوئی شخص کسی چیز کا پس نہیں قدرت رکھتا ہے کوئی شفاعت کرنے پر مگر اذن سے اللہ تعالی کے ہوتا ہے شفاعت کرنہار حقیقت میں اوہی جو اذن دیتا ہے شفاعت کا پس مشغول ہونا عبادت میں اللہ ہی کے بہتر مشغول ہونے سے عبادت میں دوسرے کے انتہی اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ روزیکہ مالک نشود ہیچ نفسے برای ہیچ تنے چیزے را از منفعت یعنے ہیچکس نتواند کہ بقوت وقدرت خود نفعی بکسی رساند وحکم و فرمان آن روز مر خدا است شفاعت دہد آنرا کہ خواہد در حق آنکہ خواہد انتہی اور جواہر التفسیر میں لکھا ہے قال تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کیست آنکس استفہام است بمعنی انکار یعنی نیست چنان کسی کہ درخواست تواند کردن کسی را بدرگاہ جباری رسخن کفار قریش ست کہ میگفتند ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ حق سبحانہ میفرماید کہ مطلوب کافران درچیز توقف خواہند چہ ہیچکس را در قیامت زہرہ شفاعت نیست مگر بدستوری او دوستان را در شفاعت بت پرستان اذن نیست بلکہ دران روز ہر معبود باطل از عابد خود تبرا کنند اذ تبرأ الذین اتبعوا الایہ و نزد اصولیان آنست کہ چون مطلق یا مقید در یک حادثہ وارد شود حمل باید کرد مطلق را بر مقید انتہی اور تفسیر خطیب میں لکھا ہے قال تعالی من ذا الذی ای لا احد یشفع عندہ الا باذنہ لکبریائہ وانصافہ وانہ لا احد یساویہ او یدانیہ یعنے کون ہے وہ یعنے نہیں کوئی کہ شفاعت کرے نزدیک اللہ کے مگر اذن اسکے بسبب بزرگی اور انصاف اسکے اور تحقیق نہیں کوئی شخص کہ برابری کرے اسکی یا قریب ہووے اسکی انتہی اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ بیان لکبریاء شانہ وانہ لا احد یساویہ او یدانیہ یستقل بان یدفع ما یریدہ شفاعۃ واستکانۃ فضلا
ان یعاوقہ عنادا او مناصبۃ یعنے یہہ بیان ہے اسکی شان کی بزرگی کا اور یہہ کہ نہین کوئی اسکی برابری کرے نہ اسکے قریب قریب جو مستقل ہو اس طور پر کہ رد
کرسکے اللہ کے چاہئے کو شفاعت کے رو سے اور عاجزی کے رو سے اسکا تو کیا ذکر جو مانع ہوسکے اسکا عناد سے اور مقابلے سے انتہی۔ اور افضل المتاخرین امام محدثین
والمفسرین صاحب شہود و عرفان عارف اسرار حدیث و قران حنیفہ کے پیشوا مولانا شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز کہ جن سے علمائے ہند سند اور بخارا فتوی لیتے ہین اور انکے
کلام سے سند لیتے ہین سورۂ بقر کی تفسیر مین لکھے ہیں گویم کہ باین خیال غرہ مشوید و روز آخرت را بروز دنیا قیاس مکنید واتقوا یوما یعنی و بترسید از ان روز کہ
لا تجزی نفس یعنے ادا نخواہد کرد ہیچ نفس گو بمرتبہ اعلائے شکر رسیدہ باشد و تقرب تام بجناب الہی پیدا کردہ عن نفس یعنے از جانب ہیچ نفسی گو فرزند صلبی او باشد یا تمام
عمر نام او گرفتہ و خود را منسوب باو ساختہ چون ترک شکر کردہ باشد و کفر ورزیدہ شیئا یعنی چیزی را از حقوق شکر کہ بر ذمۂ او واجب اللہ داشت زیرا کہ در ان وقت
دادن شکر خود دیگری را ممکن نیست ولا یقبل منہا شفاعۃ یعنے و قبول کردہ نخواہد شد از ان نفس مقربہ کہ شکر گذار است شفاعتی در حق آن نفس تقصیر کنندہ
کہ ترک شکر کردہ و کفر ورزیدہ ولا یوخذ منہا عدل یعنے و گرفتہ نخواہد شد از ان نفس شکر گذار فدیہ یا عوضی کہ در عوض نفس کافر دہد اگر بالفرض داشتہ باشد
ولا ہم ینصرون یعنے و زاین تقصیر کنندگان را در شکر مددگاری خواہد بود کہ بزور و غلبہ از ایشان عذاب را دفع کند یہان تک لکھے ہین۔ کہ گوئیم آیات و احادیث
بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند پس تخصیص این آیت لابد است اہل سنت بکافر تخصیص میکنند و میگویند کہ معنی این آیۃ آن است کہ شفاعت بے حکم الہی در ان
روز مقبول نخواہد شد دلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید باین قید فرمودہ اند مانند یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمن و رضی لہ قولا و من
ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ و من حمیم ولا شفیع یطاع ولا تنفع الشفاعۃ الا لمن اذن لہ و احادیث متواترہ بیان کردند کہ بغیر از کافر در حق اہل
معاصی حکم شفاعت خواہد شد پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است و بس و مناسب مقام ہم نفی ہمین شفاعت است زیرا کہ این کلام برای رد خیال فاسد اہل کتاب
و نیز ہم مشربان ایشان است از اولاد انبیا و اولیا و متوسلان بزرگان دین کہ خود را بتوسل بزرگان مامون از مواخذہ و بازپرس میدانند و می فہمند کہ با وجود کفر و قبایح
دیگر بزرگان ما ما را از عذاب اخروی خلاص خواہند ساخت و طریق رد این خیال آنست کہ شفاعتی کہ شما بتوقع آن غرہ میشوید در ان روز واقع نخواہد شد زیرا کہ شفاعت
ہر شفیع در ان روز موقوف بر حکم الہی خواہد بود چون شفاعت موقوف بر حکم الہی شد جای اعتماد نماند چہ توسل بآن شفیع در حصول آن کفایت نخواہد کرد بلکہ حکم الہی ہم در کار
است و آن در خطر است شود یا نشود نشما بمحض توسل بکاہلی نازش مکنید کہ این توسل سبب مستقل نیست و لہذا بعض مفسرین ضمیر منہا را در ولا یقبل منہا شفاعۃ و لا یوخذ
منہا عدل راجع بنفس تقصیر دار ساختہ اند و آن را قید شفاعت منفیہ کردانیدہ یعنے قبول نخواہد شد شفاعتی کہ توسل این تقصیر دار در فریاد رسی زاری و ضعف کی او متوہم
باشند چنانچہ در دنیا می بود درین صورت در ضمایر سابقہ و لاحقہ ہم انتشار نمی شود و نفی شفاعت مطلقا ہم لازم نمی آید و اگر حقیقت شفاعت را بتعمق در یابیم مذہب
اہل سنت مانند آفتاب روشن میشود زیرا کہ حقیقت شفاعت آنست کہ کمال نفس کاملہ انسانیہ انبساط پیدا کند و نفوس ناقصہ را بتابع خود در خود گیرد و نقصان آنہا در ضمن
کمال او منجبر شود پس مدار این شفاعت بر دو چیز است اول انبساط کمال نفس کاملہ کہ روز قیامت محض بعنایت بی نہایت حق جل و علا موعود است بتوسط عمل و کوشش و سعی
و تلاش زیرا کہ منتہای عمل و کوشش تحصیل کمال خود است نہ احاطۂ آن کمال باتباع خود بوجہی کہ نقصانات آنہا را بپوشد و برنگ کمال ظاہر کند و این بسط و احاطہ
و ہمی را در شریعت تعبیر باذن و حکم فرمودہ اند اور سورۂ انفطار کی تفسیر مین لکھے ہین یوم لا تملک نفس لنفس شیئا یعنے روزیست کہ مالک نخواہد بود ہیچ نفس
برای ہیچ نفس ہیچ چیز را و از ہمین جا شدت آن روز و ان در یافت زیرا کہ در دنیا چون شخصی ببلای گرفتار می شود اول با عوام مردم آن بلا را در میان می نہند و
چارۂ کار میجویند چون از عوام کار او بر نمی آید بخواص کہ تعلق بدفع آن بلا دارند التجای برد مثل طبیبان حاذق در دفع امراض و جراحان چابکدست در مرہم و تعویذ و کحالان
تیز نظر در آفات العین و حاکمان عادل در مقدمۂ ظلم و ستم و تجربہ کاران افتعال در دیگر امور چون این مردم بحال او متوجہ نمی شوند ناچار بشفاعت محتشمان

بجهات انها استمداد می کنند و گمراهی او کار او شکستاید و دران روز علاقہ ہا ہمہ برباد خواہد رفت یا ہمین ہیچ علاقہ بیچکس منظور نخواہد ماند و دخل و سفارش دیگری زاید قاطع
ابهامیچکس را نخواہد بود و خواص انجا در رنگ عوام اسیر سیمہ و حیران و سرداران انتقام مانند رعایا سرگردان شفاعت دران روز بدون حکم مالک علی الاطلاق
محال و قبوع در ذاوی در رنگ تصبرو استقلال بی فائدہ و محض خیال و درین آیت تعمیم سہ اقسام است اول در نفس مالک دوم در نفس مملوکہ سیوم در شئ مملوک و ازین
تعمیم محال یا معنی فرمانیدہ اند چہار جونی ان نرم وم سیر سد چنانچہ پوشیدہ نیست والامر یومئذ للہ یعنی حکم دران روز محض برای خداست و چنانچہ در دنیا
حکم بادشاہ بر رعیت و حکم والدین بر فرزند و حکم آقا بر نوکر و حکم شوہر بر زن و حکم مالک بر مملوک جاری بود دران روز انقطاع پذیرد و غیر از حکم او تعالی دیگری را مجال حکم
نماندہ مر او تعالی بر جمیع وجوہ پسندیدہ نجات یافتہ ہر کرا بجمیع وجوہ ناپسند فرمود بہلاکت ابدی نصیب شد و ہر کرا از بعضی وجوہ پسند فرمود و از بعضی دیگر ناپسند
شفیعان را کہ بمیزان اولیا و علما و شہدا و دیگر شتگان خواہند بود حکم خواہد شد کہ شفاعت فلانی بکنید تا شما را عزت و جاہ حاصل شود و این قسم شفاعت کہ
موقوف بر حکم حاکم باشد مثل شفاعت دجال دخل و تصرف نیست و از ہمین تقریر معلوم شد کہ درین آیہ چنانچہ معتزلہ فہمیدہ اند نفی شفاعت اینجا مذکور نیست بلکہ شفاعت
را بحکم حاکم علی الاطلاق موقوف داشتہ است و ہمین است مذہب اہل سنت و جماعت انتہی کیون یارو تمام تفسیرون اور کتب عقاید وغیرہ کے مضامین صاف
معلوم کر چکے اور حنفیہ کے پیشوا مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز جو اس بات پر اہل سنت وجماعت کا فتوی بھی بیان کر چکے سو ظاہر ہو چکا پھر اگر کوئی گدھا
اسکا خلاف کھے تو ویسا ہی کوئی گدھا اسکو باور کریگا مثل ہے کہ خر را خری خر اشد و مکہنے الاادب کرنیوالا دونو دائرہ اہل سنت وجماعت سے باہر ہین
اور اب خوب غور کیجے تو صاف دکھلائی دیگا کہ تقویۃ الایمان کا تمام بحث شفاعت ان سب تفسیرون اور کتابون کا گویا خلاصہ ہے اور شفاعت وجاہت اور
شفاعت محبت جو اصطلاح ٹھہرا کر لکھا ہے سو تفسیر خطیب اور تفسیر بیضاوی اور تفسیر شاہ عبد العزیز کی عبارات مذکورہ کے مضمون کا بعینہ بیان ہے اور اصطلاح پر اعتراض
نہین پھر بھی کچہ شک ہو تو واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا الایہ کی تفسیر جو شاہ عبد العزیز لکھے ہین تمام و کمال دیکھ لیوین عاصی اس عبارت کو بہت
طول ہونیکے سبب سے یہان تمام و کمال لکھنا ضرور نجانا کیونکہ سمجھنے والونکے لئے اتنا بیان بس ہے اور نادان کتنا ہی دیکھین اور پڑھین تو کیا فائدہ جیسا
کُتّے کی دم آخر ٹیڑھی کی ٹیڑھی غرض تقویۃ الایمان پر تمامی ہندوستان مین کسی نے اعتراض کیا مگر کوئی حماقت و عداوت سے شفاعت کے بیان پر جو
عوام الناس کی تنبیہ اور تفہیم کے خاطر دنیا کے بادشاہ اور وزیر کا مثال و دیگر اقسام لکھا ہے اور اب تم لوگ اس بیان کو ان تفاسیر مذکورہ کے موافق و مطابق
بھی پا چکے ہو بیہودہ اعتراض کیا ہے تا ایسا بھی نام عالمون مین پردۂ زمین پر باقی رہے جیسا ارتضا علیخان قاضی گوپامئو نے نماز جمعہ متعدد مسجدون مین جایز
نہین کرکے اسلمی کے خلاف پر رسالہ لکھا تھا چنانچہ ان دونون مین ایک مدت تک رد و قدح رہا اور لعن طعن کی نوبت پہنچ چکی آخر اسلمی کی بات جو حق تھی
سو حق ہوئی اور سخن حق عجب اعجاز رکھتا ہے کہ دشمنون کے کلام سے بھی وہی نکلتا ہے دیکھئے اسلمی کے سفینۃ النجات کے دوسو ستر وین صفحہ مین مرقوم
ہے اذا اذن دستوری اذن است بعذر خواہی گناہگار اینکہ خود آمرزش و بخشایش از خدا تعالی نیافتہ اند ببرکت شفاعت ایشان آمرزیدہ شوند
و از عذاب نجات یابند و در طلب این دستوری از خدا تعالی ہیچ کس از انبیاء و ملائکہ علی نبینا و علیہم السلام یارای نباشد و جرأت نخواہند کرد جز
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین کہ بجرأت تمام قرع این باب خواہند فرمود و دستوری خواہند جست و اذن یافتہ مجاز شدہ اہل کبایر را از مومنین امت
خود و غیرہم آمرزیدہ خواہند کرد و از عذاب دوزخ خواہند بر آورد انتہی اور اسی کتاب کے دوسو ستر ہوین صفحہ مین لکھا ہے و آن حضرت اول شافع اند
بیچکس از انبیا جرأت در عذر خواہی کسی نخواہد بود و سلامت برای نفس خود ہر یکی از ایشان در خواہد و رحمۃ العالمین امت خود را از خدا تعالی در خواست
کند و از ہمہ بیشتر در عذر خواہی گناہگاران دستوری نخواہد یافت و ماذون و مجاز گردد چنانکہ درین باب اخبار صحیحہ بسیار وارد اند و انکار آن بدعت و فسق باشد اگر
بلا قصد اہانت بود و گرنہ کفر است انتہی بس جاہل فرنگی محلی جو شفاعت کا اذن ہو چکا کہتا ہے سو ان تمام آیات و احادیث وغیرہ کا منکر ہو کر اپنے فعل سے

بحث شفاعت کے درمیان لفظ مختار کی معنی کا بیان

آپکا فرہو گیا ہے دیکھو یہی کہ منبر پر چڑھ کر کوئی یا بولا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مختار ہے یعنی حضرت شفاعت و ہدایت کے مختار ہیں اور اُسکے اقوالِ ہی
صدر کوٹ اور اسلمی وغیرہ کے شاگردان اور طرفداران اور نام کے مشائخان اور اُنکے پیروان بد نفسی و کج فہمی سے اُس بات کی حقیقت پر دونن باندھ
کے ساتھ بڑی گرمی سے مقابلہ کرنے آخر دلایل حقہ کے طمانچے کھا منہ پر سے ٹل جاتے اور سرد ہو جاتے یا فرنگی محلی تو قسیس یعنے نصرانیوں کا پیرو معلوم ہوتا ہے
کیونکہ انھونکا بھی یہی عقیدۂ فاسد ہے کہ عیسی علیہ السلام تمام جہانکی شفاعت کے مالک و مختار ہیں اور جو چاہے سو کر سکتے ہیں اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم تو شفاعت و ہدایت کا مختار ہونے کر کے کہیں نہیں فرماتے ہیں تاہم بھی ایسا ہی عقیدۂ کہیں یہاں ذرا غور کیجیے کہ اگر حضرت شفاعت کے
مختار ہوتے تو آپ رحمۃ للعالمین ہیں چنانچہ اسکا منکر کافر ہے اور اپنی امت پر بڑے رحم فرمانیوالے اور شافع و مشفع ہیں قیامت کے روز جدا جدا کیون
شفاعت کا اذن پاتے جو تمام کتب احادیث میں لکھا موجود ہے اور اپنی امت کے عاصیوں کو اُس مدت تک دوزخ میں رہنیکو کیونکر گوارا فرماتے بلکہ دوزخ
میں جانیکے آگے ایک ہی بار میں سبکی شفاعت کر کے بخشواتے اور اگر ہدایت کے مختار ہوتے تو اپنے چچا ابو طالب کو ہدایت ایمانکی دیتے اور ابو جہل اور ابی لہب وغیرہ
ایمان سے مشرف ہوتے بلکہ اُسوقت روی زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہتا سبکے سب مسلمان ہو جاتے اللہ تعالی تو فرماتا ہے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی
سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم اور تمام کتب عقاید میں لکھا ہے کہ کل انبیا اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان
ارائت الطریق یعنے راہ دکھلانا ہے اور ایصال الی المطلوب یعنے ایمان بخشنا اللہ ہی کی طرف سے ہے دیکھیے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا ابو طالب
مسلمان ہونیکے واسطے بہت چاہتے ہیں مگر وہ مسلمان نہو چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے آوردہ اند آن حضرت بر ایمان عم خود ابو طالب بغایت حریص بود
بوقت وفات بر بالین او آمد گفت ای عم مر الکلمۂ لا الہ الا اللہ یاری دہ تا حجت آرم بدان نزدیک خدای از برای تو ابو طالب گفت ای برادر زادہ من
میدانم کہ تو راست گوئی اگر سرزنش پیر زنان قوم من نبودی کہ ابو طالب از مرگ بترسید کلمہ گفت من گفتمی این کلمہ ترا شادی ساختم آیۃ آمد انک بدرستی کہ تو ای
محمد لا تہدی قادر نیستی کہ راہ نمائی بایمان من احببت انرا کہ دوست میداری ہدایت او ولکن اللہ مگر اللہ یہدی من یشاء راہ مینماید بایمان ہر کرا
میخواہد وہو اعلم و او دانا تر است بالمہتدین براہ یافتگان یعنے انانکہ مستعد ہدایت اند آنہا کہ حکم ازلی بہدایت ایشان نفاذ گشتہ چہ اصل ہدایت
حکم ازلیست وہدایت لم یزلی ہ ہدایت ہر کرا داد از بدایت ٭ بد ہمراہ باشد تا نہایت ٭ انتہی اور تفسیر بغدادی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے انک
لا تہدی من احببت لا تقدر ان تدخل فی الاسلام یعنے نہیں قدرت رکھتا ہے تو یہ کہ داخل کرے اُسکو اسلام میں ولکن اللہ
یہدی من یشاء فیدخل فی الاسلام یعنے جسکو چاہتا ہے تو داخل کرتا ہے اُسکو اسلام میں اور سوائے اسکے اللہ تعالی فرماتا ہے یضل من یشاء
ویہدی من یشاء یعنے بھٹکاتا ہے اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور فرمایا ہے ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ یعنے جسکو
اللہ بھٹکاوے اُسے کوئی نہیں راہ دینے ہارا انتہی اور تفسیر حسینی میں سورۂ یونس کی تفسیر میں مرقوم ہے ویہدی و راہ مینماید من یشاء ہر کرا
میخواہد الی صراط المستقیم بسوی راہ راست کہ منتہی بدار السلام باشد و آن اسلام است یا طریق سنت شنیدم امام ای عزیز دعوت عام است بدلالت
حضرت رسالت پناہی وہدایت خاص اوست وابستہ توفیق الہی شیخ الاسلام قدس سرہ فرمودہ کہ رامیخواند انا کرا بہ سند قبول نشاند ہ
تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ٭ یا رود فرنگی محلی اس طوفان بے تمیزی میں اگرچہ آپ بھی بولی بکر جاہل لوگوں میں تری شان بہلا اپنی
میتی آئینے کی شکل اور الحان داؤدی کے ساتھ چلا چلا کے بھلی بری سب بکا ہے لیکن شعرمدون پر اُسکی حقیقت کھل گئی ہے کہ ایماندار دینی
مقدمے میں ہرگز ضد سے ایسا کلام نکریگا کہ جس سے جاہلان بد عقیدہ میں گرفتار ہو جاوین اور اپنا ایمان بھی صاف تھا سے دیو ضدی سے
تو ابلیس لعنتی ہو گیا ہے افسوس ہزار افسوس کہ مولویان کہلاوین اور لفظ مختار کا معنے نجانیں اور خلاف عقیدہ ایسا معنی کر لیوین مختار کا تو

معنے برگزیدہ ہی شک ہو تو کتب لغت مین اور شرح دلایل الخیرات مین جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامونکی شرح ہی دیکھلو فقط اپنے
زعم باطل اور ضد پر نازان ہونا بری جہالت وحماقت ہی اب ایک بات سنئے ذرہ کان لگا سن لیجیئے کہ ادنا اعلا پر ظاہر ہی کہ جتنے مقدمے اس عاصی
نے اس رسالہ مین بیان کیا سو سب نوابیہ فرقے والون کے اعتراضات تھے اور جب فرنگی محلی مجلس مین سید واعظ کے شفاعت کا اذن ہو چکا بولا تھا
تب نوابیہ فرقے والے مولویان سب کے سب اسی کی گانے لگے اور انکے شاگردان اور طرفداران طریقہ محمدیہ والون پر لگے طعن وتشنیع کرنے حتے کہ منکر رسول ہا کر
تکفیر بھی کر چکے اور اشتہار نامۂ مذکور مین بھی لکھ دئیے کہ تقویۃ الایمان وغیرہ رسایل مین انکار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا ہی ہر چند طریقۂ
محمدیہ والے دلایل حقہ آیات واحادیث اور ائمہ کے اقوال سے شفاعت بالاذن پر بیان کرتے اور اسلمی کی سفینۃ النجات کی سند بھی گذرانتے تھے پر وے
سرکشان کج بحثی کر اپنے بے اصل دعوے سے نگذرتے تھے اتفاقا جب شرف الملک بخشی نے سفینۃ النجات سے شفاعت بالاذن کی سند کو جیسے یہہ عاصی
آگے لکھ چکا ہی نائب مختار اس سند کو کسی چوبدار کے ہاتھ سے اسلمی کی پاس بھیجے اسلمی دیکھ کے بولا اسکا جواب لکھ بھیجونگا اور ایک رسالہ دو ورقی
جھٹ برخلاف سفینۃ النجات کے مضمون کے لکھا اور بری فخر وبزرگی سے بعض بعض اپنے ہم قوم اور طایفہ والے معتمد لوگون سے کہا کہ دیکھو شفاعت بالاذن
حق ہی لیکن مین اسکو منطق کے زور سے اڑا دیا حالانکہ جب اس دو ورقی رسالے کو اسکے شاگردان اور طرفداران کتاب آسمانی کے برابر جانکر طریقۂ
محمدیہ والون کو دکھلانے لگے تو ادنا شعورمند ان اعتراضات لا رد اور جوابات لا جواب سے اس رسالے کی دہجیان اڑا اخ تف کرنے لگے اس اثنا مین
نوابیہ فرقے والے مولویونکی زعم باطل کے خلاف ہندوستانی علما کی طرف سے تقویۃ الایمان کی صحت پر کلکتے سے متعدد فتوے چھاپے ہوئے پہنچے اور چو طرف سے
نوابیہ فرقے والے مولویون پر بلوہ ہونے لگا اور انکا قافیہ تنگ ہو گیا تب رفع ندامت کے لئے اس فتوی کا رد لکھنے کے درپے ہوئے سو تقویۃ الایمان کے
اُن سب مقدمات مذکورہ مین گنجایش رد کی ندیکھ اُن سبکو چھوڑ دیئے مگر دو چار مقام میں اُس کتاب کے گنجایس ایسے فریب طمع کے رد کی کہ کور سوادان
اور عوام لوگان دیکھتے اور سنتے ہی رد سمجھ لے سکے یا کر نوابیہ فرقے کا مجتہد اول ارتضا علیخان جرنیل قاضی کمپنی بہادر بل شراکت سے مجتہد ثانی النطقی اسلمی بالتعامی کے دو
مہینے تک فکر وتلاش کر ایک رسالہ فارسی مین مسمی بہ خیر الزاد لیوم المعاد تنتی کے آسرے لکھا یعنے اپنے بھائی خیر الدین کے نام سے مشہور کیا پر یہہ
نجانا کہ راست باز ان تنتی سمیت نشانہ پر تیر لگانیوالے ہین دیکھئے انشاء اللہ تعالی اب اُنکا کیسا چھل جاتا ہی اور اُنکا فریب طمع کیسا ہوا پر اُڑتا
ہی اور جہان کہین اس رسالۂ خیر الزاد یوم رب نزاد کا رد لکھا جاتا ہی وہان ایک اشارہ بین دکھن زادن کو معلوم ہو سرکا مرقوم ہوتا ہی قول
خیر الزاد یوم رب نزاد آنکہ معنی شفاعت وجاہت وشفاعت محبت نزد جمہور اہل سنت اینست کہ کسی برای اظہار عظمت شان وعلوی مرتبت
احدی از مقربین در عموم خلایق وابراز کمال محبت خود بوی بہ نسبت دیگر محبوبین او را برگزیند وبافزایش جاہ ومنزلت بر دیگران ترجیح دہد و
باقبال سعی وسفارش او علی العموم بمحض رحمت عام وبر اشراف اختصاص بخشد وظاہرست کہ این معنی شرعاً وعرفاً محمود اند نہ اینکہ بترس خرابی وتزلزل در
کار حاجات خویش یا بخوف ناخوشی محبوب چنانکہ مزعوم قایل است سعی وسفارش وی جبراً وکرہاً بدرجۂ اجابت رساند تا قبح لازم آید ولایق شان
ربوبیت نبود انتہی اگر یہہ تعریف وتوصیف سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہین تو بیشک صحیح ہی اور کوئی مومن اسکا انکار
کریگا لیکن شفاعت وجاہت کی تعریف جمہور اہل سنت ایسی کئے ہین قال المفسرون وجیہا ای ذا جاہ ومنزلۃ عندہ یعنے مفسران کہے ہین
کہ وجیہ وہ ہی کہ اللہ کنے عزت ومرتبے والا ہو انتہی چنانچہ یہہ قول امام سبکی کے شفاء الاسقام مین مرقوم ہی ظاہر ہی کہ جو اللہ کنے عزت ومرتبہ
رکھتے ہون وہی لوگ شفاعت کر سکینگے جیسے انبیا واولیا وغیرہم اللہ تعالی موسی علیہ السلام کے حقمین فرمایا ہی وکان عند اللہ وجیہا
اور عیسی علیہ السلام کے حقمین فرمایا ہی وجیہا فی الدنیا والآخرۃ پس اصل وجاہت مین سب داخل ہین اپنے اپنے مرتبے کے موافق تلک الرسل

رسالہ خیر الزاد کے رد کا شروع شفاعت بالاذن
شفاعت وجاہت کے معنی کا بیان

فضلنا بعضھم علی بعض اور شفاعت محبت کی تعریف تو اہل سنت سے کہین دیکھنے مین نآئی پس تقویۃ الایمان کا مصنف جو دنیوی سفارشونکی تمثیل عوام
کی تفہیم کے لئے بیان کیا اُنسکو قیامت کی سفارش پر حمل کرنا بڑی حماقت وجہالت ہی یارو ذرا تامل سے دیکھو تو شفاعت بالاذن کے ذکر مین مفسرین وغیرہ
اہل سنت وجماعت کے مطابق تقویۃ الایمان مین بھی وجاہت کا بیان صاف مذکور ہی یہہ کہ او وہ بادشاہ اس میر کی عزت بڑھانیکو ظاہر مین اسکی سفارش کا نام کر
اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہی انتہی اور بعد اسکے پھر ترغیب طمع کا ایک مضمون پوربی نژادنے لکھدیا ہی مگر قسم خبر کہ اِن اذن روز قیامت محتمل است تو دیا نشود آن
درحق کسانی است کہ در دنیا موعود بشفاعت نباشند اما درحق آنسرور انبیاء وسالار اصفیا کہ بنصوص قطعیہ صریحہ واحادیث صحیحہ در دار دنیا موعود بقبول شفاعت قطعاً یقیناً
درحق عامۂ مومنین وکافۂ مسلمین است ہرگز احتمال عدم اذن نیست از انکہ خلف وعدہای الٰہی روا نبود انتہی اور اس بات پر آیات واحادیث سند لایا ہی تا لوگ یقین کرین کہ
تقویۃ الایمان کی عبارت مین اس بات کا انکار پایا جاتا ہی یارو تقویۃ الایمان کی عبارت کا تو حاصل یہہ ہی کہ ہر بندیکو جیسا ہر حاجت اپنی اللہ پر سونپا چاہئے ویسا
یہہ حاجت بھی اسی پر چھوڑ دینا ہی سب گناہ اللہ اپنی رحمت سے بخشیگا اور جسکو چاہیگا ہمارا شفیع کر دیگا یہہ حاصل اس عبارت کا ہی کہ سید المرسلین کو جو دنیا مین شفاعت
کا وعدہ اللہ تعالی قرآن مین دیچکا سو قیامت کے روز اسکے اذن نہونے مین احتمال ہی کہ ہو یا نہو معاذ اللہ بلکہ اُسمین شفاعت موعود کے اذن کا بیان صاف ظاہر ہی یہہ کہ
جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث مین ذکر ہی سو اسکے یہی معنی ہین انتہی تقویۃ الایمان کی عبارت مذکور کو ذرہ غور وانصاف سے دیکھو تو سب باتان اور
پوربی نژاد کے طمع اور فریب صاف صاف کھل جاوینگے اور وہ عقیدہ موافق عقاید اہل سنت وجماعت کے ہی انشاء اللہ تعالی آیندا اچھی طور سے معلوم ہو جائیگا اور پوربی نژاد
حدیث اعطیت الشفاعۃ کے تحت مین لکھا ہی قال الامام النووی رح فی شرح ھذہ الحدیث المراد منھا الشفاعۃ العامۃ لان الشفاعۃ الخاصۃ
جعلت لغیرہ ایضا انتہی حالانکہ اصل عبارت امام نووی کی شرح مسلم مین یہہ ہی قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعطیت الشفاعۃ ھی الشفاعۃ العامۃ التی
تکون فی الحشر بفزع الخلائق الیہ صلی اللہ علیہ وسلم لان الشفاعۃ الخاصۃ جعلت لغیرہ ایضا یعنی عطا کیا گیا مین شفاعت کتین یعنے
وہ شفاعت عامہ ہی جو ہوئیگی محشر مین خلائق گھبرا کے رسول خدا کے پاس آنیکے وقت اسلئے کہ شفاعت جو خاص ہو گی سو گردانی گئی ہی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے سوا اور ون کو بھی انتہی شفاعت عظمی بھی اسیکا نام ہی دیکھئے اس مقام مین دغابازی سے بیچ کی عبارت حذف کر کے برخلاف مقصد امام نووی کے
اُسکے ترجمہ مین اپنی خاطر خواہ لکھدیا ہی کہ امام نووی در شرح این حدیث میگوید کہ مراد شفاعت شفاعت عامہ است شاملہ تمامی محال ومواطن را تا ہر
کوئی یقین جان لیوے کہ یہان ہر ہر مقام کی شفاعت سے مقصود ہی افسوس یہہ پوربی نژاد بوڑھا ہوا اپنی قدیم دغابازی نچھوڑا ما ردسہ این مراتب کہ دیدہ
جز ویست ؛ کار کلی خود زدر قدر یست ؛ انشاء اللہ تعالی آیندہ اسکی اور دغابازیان آئینہ کے سرکے معلوم ہو جاوینگے - قول خیر الزاد پوربی نژاد ومزید بالا
الوقوف بعرفہ مشکوٰۃ شریف آمدہ عن عباس بن مرداس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ فاجیب الی
قد غفرت لھم ما خلا الظالم فانی اخذ للمظلوم منہ قال ای رب ان شئت اعطیت المظلوم من الجنۃ وغفرت الظالم فلم یجب عشیتہ فلما
اصبح بالمزدلفۃ اعاد الدعاء فاجیب الی ما سال فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قال تبسم فقال ابوبکر وعمر بابی انت وامی ان ھذہ
الساعۃ ما کنت تضحک فیھا فما الذی اضحکک اضحک اللہ سنک قال ان عدو اللہ ابلیس لما علم ان اللہ عز وجل قد استجاب دعائی وغفر
لامتی اخذ التراب فجعل یحثوہ علی راسہ ویدعو بالویل والثبور فاضحکنی ما رایت من جزعہ رواہ ابن ماجہ ترجمہ یعنی مرویست از عباس بن
مرداس بدرستیکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرد برای امت خود در شبانگاہ روز عرفہ بمغفرت گناہان پس مستجاب شدہ دعای آن سرور باین طریق کہ
امرزیدم ہمہ گناہان ایشان را جز مظالم کہ آن حقوق العباد است وبتحقیق من گیرندہ ام حق مظلوم را از ظالم در این قسم گناہان نمی بخشم گفت ای پروردگار
من اگر خواہی تو بدہی مظلوم را از نعیم بہشت در مقابل حق وی کہ ظالم گرفتہ است و امرزی ظالم را پس نہ پذیرانشد دعای حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شبانگاہ

عرفہ پس ہنگامیکہ صبح کرد آنسرور عالم بمزدلفہ باز دعا نمود در بارگاہ رب العزت پس مستجاب و مقبول گردید دعا و مزید شدن تمام گناہان امت اگرچہ مظالم باشند پس خندید
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس عرض کردند ابوبکر و عمر کہ مادر و پدر ما فدائے تو باد کہ این ساعتی نبود کہ درین ساعت خندہ میکردی پس چہ چیز در خندہ آورد ترا در ینوقت ہمیشہ خندان
دارد حق تعالی دندان ترا و این کنایہ است از خشنودی و خوشحالی فرمود کہ بتحقیق دشمن خدا کہ ابلیس است چون دانست کہ حق عزوجل دعاے من قبول فرمود و بیامرزید امت مرا پس
گرفت خاک را و می انداخت بر سر خود و دعا میکند بویل و ہلاکت و میگوید یا ویلاہ یا ثبوراہ پس در خندہ آورد مرا آنچہ دیدم از بی صبری و نالہ و فریاد وی
انتہی یار و اس حدیث کا معنے یورب تراد نے لکھا سو دیکھ چکے لیکن شیخ عبدالحق دہلوی محدث قدس سرہ اس حدیث کی شرح کتاب سفر السعادت کے باب الحج مین
لکھے ہین سو اسکو بھی دیکھ بوجھ لیجئے کہ ابو داؤد و ابن ماجہ از عباس بن مرداس آوردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرد مر امت خود را در شب عرفہ بمغفرت
جواب آمد کہ مغفرت کردم مگر ظالم را البتہ اور از جہت مظلوم بگیرم پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پروردگار من تو قادری اگر خواہی مظلوم را بجنتی و ران
وقت جواب این دعا نیامد چون در مزدلفہ صبح کرد اعادہ کرد این دعا را جواب آمد اجابت کردم آنچہ تو خواستی پس بخندید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما گفتند یا رسول اللہ مادر و پدر ما فدائے تو باد ساعتے بود کہ تو در آنجا بخندی ہمیشہ خندان دارد ترا خدا تعالی فرمود عدو اللہ ابلیس چون دانست
کہ اجابت کرد حق تعالی دعاء مرا و بخشید امت مرا خاک بر سر ریخت و واویلا و فریاد کرد پس در خندہ آورد مرا آنچہ دیدم از جزع و فزع وی و گفتہ اند کہ امر او با امت در ینجا
واقفان عرفہ اند و از ینجا گفتہ اند بعضی کہ حج مکفر حقوق العباد نیز میشود و طبرانی گفتہ این محمول است بر ظالمی کہ توبہ کرد و عاجز آمد از وفای حق و بیہقی نیز
مانند وی گفتہ و ابو داؤد و ابن ماجہ آوردہ و گفتہ این را شواہد بسیار است اگر صحیح است حجت است وگرنہ قول سبحانہ ویغفر ما دون ذلک کافیست و ظلم نیز مادون شرک است
و بالجملہ حقوق اللہ مغفور است از حجاج و در حقوق عباد خلاف است و فضل اللہ واسع و ظاہر احادیث عام است و اللہ اعلم انتہی پس مجتہد وقت کے کلام مین اور
یورب تراد کی معنی مین کسقدر تفاوت عظیم ہے سو ظاہر ہے ۵ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ اسیطرح اور مقامونمین کیا کیا لکھا ہے سو خدا جانے
اور یورب تراد تفسیر فتح العزیز کی عبارت جو لایا ہے کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم شفاعت خواہد شد انتہی سو اسپر یہہ حاشیہ لکھا ہے حکم شفاعت
در حق ہمہ اہل معاصی شدن و باز در حق بعضے قبول کردن و بعضے قبول نکردن نہایت معیوب است و اللہ تعالی منزہ عن ذلک نشد برا انتہی عبدالحق محدث کی شرح
مشکات مین متفق علیہ دوسری حدیث انس مین مرقوم ہے فیقال پس گفتہ میشود یا محمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع فاقول یا رب
ائذن لی فیمن قال ای محمد بردار سر خود را و بگو ہرچہ گوئی شنیدہ شوی و بطلب ہرچہ خواہی دادہ شوی و شفاعت کن مقبول الشفاعت شوی پس میگویم من
ای پروردگار من اذن دہ مرا از برای شفاعت کسیکہ گفتہ است لا الہ الا اللہ و ہیچ نیکی زیادت بر آن ندارد فقال لیس ذلک لک میگوید پروردگار تعالی
نیست شفاعت کردن مر کسی کہ گفتہ است لا الہ الا اللہ را مر ترا و نیست این کار تو ولکن و عزتی و جلالی و کبریائی و عظمتی و لیکن سوگند بعزت و جلال
و کبریا و عظمت ذات و اسماء و صفات و افعال خود لاخرجن منہا ہر آئینہ بیرون می آرم از آتش من قال کسی کہ گفتہ است لا الہ الا اللہ انتہی دیکھئے اسطور کا حکم شفاعت
ہوتے ہوئے پھر جو مقبول نہوا تو صاف معلوم ہو گیا کہ جس شفاعت سے اللہ تعالی راضی ہوگا سو ہی شفاعت کو قبول فرماویگا اور سواے اسکے اسی کتاب کی متفق علیہ
پہلی حدیث انس رضی اللہ عنہ کو جو یورب تراد نے خود ذکر کیا ہے سو اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ جتنے گناہگارونکی شفاعت کے لئے اللہ تعالی حد معین کریگا
انہون ہی کی شفاعت مقبول ہوگی اور اسی عبارت تفسیر مذکور مین جو مرقوم ہے زیرا کہ شفاعت ہر شفیع دران روز موقوف بر حکم الہی خواہد بود الخ سو لفظ
ہر شفیع پر بھی یہہ حاشیہ لکھا ہے یعنے ہر شفیعیکہ اہل کتاب و ہم مثبتان ایشان را گمان شفاعت از انہاست شفاعتش در خطر است حکم شود یا نشود بخلاف
شفاعت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم در حق مومنین اہل کبائر کہ آن متیقن القبول است چنانچہ گذشت انتہی فتح العزیز کی وہ عبارت مضمون آیہ ما من شفیع
الا من بعد اذنہ کا لفظ شفیع جو نکرہ ہے نفی کے بعد واقع ہوئی ہے جب نکرہ نفی کے سیاق آوے تو فائدہ عموم کا بخشتا ہے پس اسی عموم کو خاص کرکے حاشیہ

لکھا سو نص قرآن کا خلاف ہے سوا آپکے سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس جملہ سے مستثنی کئے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شفاعت کا حکم ہو چکا حالانکہ خود آگے لکھا ہے در شفاعت بالاذن ما را نزاع نیست فافہم خبر از ادیوربنڑ اد وحال آیات مستشہد بہا نیز ہمچنین ست آنچہ از ان آیات بینات ثابت میشود جز شفاعت بالاذن برای مومنین و دران ما را نزاع نیست بلکہ نزاع ما درین ست کہ خصم قائل باذن محتمل است علی العموم و سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم را از ان تخصیص نمیکنند و ما میگوئیم کہ آنسرور قطعاً و یقیناً برای شفاعت ہر مومن ماذون خواہد شد انتہی دیکھئے اپنی تحریر میں بات پر سند ان لاکے اوپر آپکے جو لکھا ہے وحال آیات مستشہد بہا نیز ہمچنین ست سو اس سے صاف معلوم ہوا کہ کلکتہ کے فتوی کی سندون کے بھی یہی معنی ہیں پھر چہ از ان آیات بینات ثابت نمیشود جز شفاعت بالاذن برای مومنین الخ لکھنا طرفہ حماقت و جہل ہی بار دو سمجھوں پر ظاہر ہے کہ یہہ بعینہ ان شفاعت بالاذن کا دعوی کس منہ سے دو دم سے کرکے شفاعت بالاذن کے قائلوں پر تکفیر شدید کئے تھے اور مجتہد ثانی اسلمی لطعامی اپنی سفینۃ النجات میں شفاعت بالاذن لکھہ چکے تو پھر اسکے برخلاف شفاعت بلااذن کی اثبات پر دو ورقی مہمل رسالہ بھی لکھا تھا اُسکو کتاب آسمانی جانتے تھے اور سوا اسکے تکفیری اشتہار نامہ مذکور میں لکھہ چکے تھے کہ تقویۃ الایمان وغیرہ رسایل میں انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت کا ہی پھر اب شفاعت بالاذن کے قائل ہو کے لکھے ہیں کہ تحقیق کہ شفاعت بالاذن میں ہمکو نزاع نہیں مگر اور ایک بات طمع کی ساتھہ لگا دیئے کہ بلکہ ہمکو نزاع اس بات میں ہی کہ وے لوگ قائل اذن محتمل کے ہیں علی العموم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس بات سے تخصیص نہیں کرتے یارو اس اذن محتمل کے فریب و طمع کی حقیقت آگے تو خوب معلوم کر چکے پھر آپ لکھنا کیا حاجت اب ذرا غور سے دیکھئے کہ یوربنڑ ادیکے قول فریب سے ثابت ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت کا مطلق انکار تقویۃ الایمان میں نہیں تھا باوجود اسکے مطلق شفاعت کا انکاری کرکے اشتہار نامہ مذکور میں لکھنا آئین اسلام سے بعید تھا ای منصوح حق پرستو پہلے اُن بے دینوں اور کاذبوں کی بیدادی اور آہ گوئی پر جو کہنا ہو سو کہہ لو بعد اسکے انکی باتوں کا جواب دندان شکن سنلو وہ جو لکھا ہی کہ و ما میگوئیم کہ آنسرور قطعاً و یقیناً برای شفاعت ہر مومن ماذون خواہد شد اب جواب اسکا ذرہ سمجھ بوجھ کے ساتھہ سن لیجئے کہ یہہ حدیث شریف دمیری کی کتاب حیوۃ الحیوان میں تحت میں اویس قرنی کے مناقب کے ترجمہ میں لفظ اویس کے لکھے ہیں روی احمد فی الزہد عن الحسن البصری انہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل من امتی اکثر من ربیعۃ و مضر قال الحسن ہو اویس القرنی یعنے روایت کئے امام احمد کتاب میں زہد کے حسن بصری سے کہ کہے فرمائے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم داخل ہوینگے جنت میں شفاعت سے ایک مرد کے امت سے میرے زیادہ ربیعہ اور مضر کے قوم سے کہے حسن بصری وہ مرد اویس قرنی ہے انتہی اور یہہ حدیث شریف ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھے ہیں اخرج ابن عساکر عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیدخلن بشفاعۃ عثمان سبعون الفا کلہم قد استوجب النار الجنۃ بغیر حساب یعنے روایت کئے ابن عساکر نے ابن عباس سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمائے کہ مقرر شفاعت سے عثمان کے جنت میں بے محاسبہ چلے جاوینگے ستر ہزار شخص جن سبھوں پر آگ یعنے عذاب دوزخ کا واجب ہو چکا ہو انتہی اور عبد الحق دہلوی کی شرح مشکات کے باب الشفاعۃ میں جو ابی سعید خدری سے ایک متفق علیہ حدیث طویل مذکور ہے سو اسمیں یہہ لکھا ہی حتی اذا خلص المومنون من النار تا آنکہ چون خلاص شوند این مسلمانان کہ افتادہ بودند در آتش و بیرون آیند از آتش یعنے بعضے از ایشان بعد از چشیدن عذاب بقدر معصیت و پاک شدن از آلایش و ازین جا معلوم شد کہ مومنان ہمیشہ در عذاب نمی باشند بیرون می آیند آخر از ان و شفاعت میکنند دیگران را کہ ہنوز از آتش برآمدہ اند بسبب کثرت معاصی ایشان و مبالغہ میکنند در مطالبہ و مسئلت از حق عز و علا بر آمدن ایشان را چنانچہ فرمود فو الذی نفسی بیدہ ما من احد منکم باشد مناشدۃ بجدا سوگند کہ نیست ہیچ یکے از شما سخت تر از روئے طلب و سوال و مخاصمت فی الحق قد تبین لکم در حقیکہ بتحقیق ظاہر و ثابت شد مر خصم من المومنین للہ یوم القیمۃ لاخوانہم الذین فی النار از مومنان در مناشدت و مطالبت و مسئلت کردن مر خدا را روز قیامت مر بر آوردن خود را کہ در آتش دوزخ اند یعنے

شما در حقیقت ثابت و ظاهر می باشند بر خصم چگونه مطالبت و مواخذت بجد مبالغه میکنید مومنان در شفاعت کردن برادران خود را که در آتش دوزخ مانده اند و بیرون آوردن ایشان ازان بجد مبالغت و مسئلت از جناب حقتعالی بیشتر می نمایند یقولون ربنا کانوا یصلون معنا و یصومون و یحجون میگویند مومنان ای پروردگار ما بودند ایشان که نماز میگزاردند با ما و روزه میداشتند و حج میکردند فیقال لهم اخرجوا من عرفتم پس گفته میشود مر ایشان را بیرون آرید کسی را که می شناسید که از اهل خیر و صلاح است چنانکه از سیاق حدیث ظاهر است فتحرم صورهم علی النار پس حرام گردانیده می شود صورتهای ایشان یعنی رویهای مومنان که در دوزخ اند تا شناخته شوند فیخرجون خلقا کثیرا پس بیرون میآرند خلق بسیار را ثم یقولون ربنا ما بقی فیها احد ممن امرتنا به پس میگویند ای پروردگار ما باقی نماند در آتش هیچ یکی ازان کسانیکه امر کردی تو مارا به برآوردن آنها فیقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال دینار من خیر فاخرجوه پس میگوید پروردگار تعالی باز گردید پس کسیکه یابید در دل وی مقدار دینار از نیکی پس بیرون آرید او را فیخرجون خلقا کثیرا پس بیرون می آرند مردم بسیار را ثم یقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال نصف دینار من خیر فاخرجوه فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال ذرة من خیر فاخرجوه فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقولون ربنا لم نذر فیها خیرا پس میگویند مومنان ای پروردگار ما نگذاشتیم در آتش نیکی را یعنی از اهل نیکی کسی را که ادنی نیکی و ذره ازان زیاده بر اصل ایمان داشت خواه از اعمال جوارح یا افعال قلوب فیقول الله تعالی پس میگوید الله تعالی شفعت الملائکة و شفع النبیون و شفع المومنون شفاعت کردند فرشتگان و شفاعت کردند پیغمبران و شفاعت کردند مومنان و شفاعت همه ایشان بخصوص بود بکسانیکه نیکی کردند اگرچه مقدار ذره باشد زیاده بر اصل ایمان و لم یبق الا ارحم الراحمین و باقی نماند مگر صرف رحمت پروردگار تعالی که مهربان ترین مهربانان است فیقبض قبضة من النار پس میگیرد پروردگار تعالی و تقدس یک مشت مردم را از آتش دوزخ فیخرج منها قوما لم یعملوا خیرا پس بیرون میآرد وی تعالی از آتش گروهی را که نکرده اند هیچ نیکی را هرگز زیاده بر اصل ایمان انتهی اور اسی کتاب کے باب صفة الجنة مین یہہ حدیث مرقوم ہی عن عثمان بن عفان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم یشفع یوم القیمة ثلثة شفاعت میکنند روز قیامت سه قوم الانبیاء نخست پیغمبران ثم العلماء پستر علما ثم الشهداء پستر شهیدان رواه ابن ماجه باید دانست که تخصیص شفاعت باین سه گروه بجهت زیادت فضل و کرامت ایشان است و الا همه اهل خیر از مسلمانان را ثابت است و احادیث مشهوره درین باب وارد خواه از برای مغفرت معاصی باشد یا رفع درجات و انکار شفاعت بدعت و ضلالت است چنانکه خوارج و بعض معتزله بدان رفته اند انتهی اور جمع الفوائد کے باب فضائل هذه الامة مین یہہ حدیث شریف مرقوم ہی عبد الله بن ابی الجدعاء رفعه یدخل الجنة بشفاعة رجل من امتی اکثر من بنی تمیم قلنا سواک یا رسول الله قال نعم سوای یعنی عبد الله بن ابی جدعاء روایت کرتے ہین کہ پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم فرمایے جنت مین جاوینگے بہت کسی ایک امتی کی شفاعت سے بنی تمیم کے قبیلے سے بھی زیادہ ہم پوچھے یا رسول الله آپکی شفاعت کے سوائے فرمایے ہان میری شفاعت کے سوائے انتہی اور امام شمس الدین رملی کتاب غایة البیان شرح زبد مین اقسام شفاعت مین لکھے الثالثة فی ناس استحقوا دخول النار فلا یدخلونها قال القاضی و غیره یشرکه فیها من یشاء الله و تردد النووی فی ذلک قال السبکی لانه لم یرد بصریح ذلک و لا نفیه قال و هی فی اجازة الصراط بعد وضعه و یلزم منها النجاة من النار الرابعة فی اخراج من دخل النار من الموحدین و فی قلبه مثقال ذرة من ایمان و هی مختصة به الخامس فی اخراج من ادخل النار من الموحدین غیر هولاء و یشارکه فیها الانبیاء و الملائکة و المومنون یعنی تیسرے قسم کی شفاعت ان لوگون کے حق مین ہی جو مستحق ہووے دوزخ مین جانیکے پس نجا دینگے انہین کہے قاضی عیاض وغیرہ شریک ہونگے آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم کے اس قسم کی شفاعت مین جسکو چاہا الله اور نووی کو اس بات مین تردد ہی کہا سبکی نے سبب تردد کا یہہ ہی کہ اس بات کی

کہ خاص بات کی تصریح آئی نفی اسکی اور کہا یہہ شفاعت ہے گذر جانے سے صراط پر بعد رکھنے صراط کے اور لازم آتا ہی اس سے نجات آتش سے چوتھی شفاعت نکالنے مین اُسکے جو دوزخ مین داخل ہوا موحدین سے جس حال مین کہ اسکے دل مین ذرہ بھر ایمان رہا اس قسم کی شفاعت خاص نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی پانچوین شفاعت نکالنے مین اسکے ہی جو آتش مین ڈالا گیا ہو موحدین سے سوا ان لوگون کے جو چوتھے قسم مین مذکور ہوئے اور شریک ہین انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قسم کی شفاعت مین انبیا اور ملایک اور مومنین انتہی اور امام لقانی بھی ہدایت المرید شرح جوہرۃ التوحید مین ایسا ہی لکھے ہین دیکھلو اور امام نووی شرح مسلم مین لکھے ہین الثالثۃ الشفاعۃ لقوم استوجبوا النار فیشفع فیہم نبینا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن یشاء اللہ تعالی الرابعۃ فیمن دخل النار من المذنبین فقد جاءت ھذہ الاحادیث باخراجہم من النار بشفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والملئکۃ واخوانہم من المومنین یعنے تیسری قسم کی شفاعت اس قوم کے لئے ہی جو مستوجب نار کے ہوے پس شفاعت کرینگے انکی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ شخص کہ جسکو اللہ تعالے چاہتا ہی چوتھی شفاعت اسکے حقمین جو داخل ہوا دوزخ مین گنہگارون سے پس مقرر آئے حدیثیان نکالنے مین ان لوگون کے آتش سے شفاعت سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ملایک کی اور اپنے مومنین بھائیونکی انتہی اور یہ سب تراد جو امام نووی کا قول شرح مین حدیث اعطیت الشفاعۃ کی لایا ہی سو اسمین بھی یہی مضمون مرقوم ہی دیکھلو اور امام جلال الدین سیوطی اتمام الدرایہ مین لکھے ہین الرابعۃ الشفاعۃ فی اخراج من ادخل النار من الموحدین ویشارکہ فیہا الانبیاء والملائکۃ والمومنون یعنے چوتھی قسم شفاعت کی دوزخ مین جو مومنان داخل ہوئے ہین سو انکے نکالنے مین ہی اور اس مین انبیا اور ملایک اور نیک مسلمان بھی شریک ہین انتہی اور ہدایت المرید شرح جوہرۃ التوحید مین مرقوم ہی انہ یجب ان یعتقد ان غیر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الرسل و الانبیاء والملئکۃ والصحابۃ والشہداء والاولیاء علی اختلاف مراتبہم ومقاماتہم عندہم یشفع علی قدر جاہہم عند اللہ ووجاہتہم الاخبار صحیحۃ جاءت بذلک یعنے تحقیق واجب ہی اعتقاد کرنا اس بات کا کہ مقرر سوا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسولون سے اور انبیاؤن سے اور ملایکو سے اور شہیدون سے اور ولیون سے اپنے اپنے مرتبے اور مقامون کے موافق جو اللہ کنے رکھتے ہین شفاعت کرینگے اپنے مرتبے کے اندازہ پر جو اللہ کے پاس ہی اور یہہ بات ثابت ہوئی ہی صحیح حدیثون سے انتہی اور امام سبکی شفاء الاسقام مین لکھے ہین الشفاعۃ الرابعۃ فی من دخل النار من المذنبین فقد جاءت الاحادیث الصحیحۃ باخراجہم من النار بشفاعۃ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء والملئکۃ واخوانہم من المومنین یعنے چوتھی شفاعت ان گناہگارون کے حقمین جو داخل ہو چکے ہون دوزخ مین سو مقرر آئے ہین صحیح حدیثیان انکے نکالے جانے مین دوزخ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے اور تمام انبیا اور ملایک کی شفاعت سے اور اپنے مومنین بھائیونکی شفاعت سے پھر بعد چند سطر کے لکھا ہی وھذہ الشفاعۃ والشفاعۃ الاولی العظمی تواترت الاحادیث بھما یعنے اور یہہ شفاعت جو چوتھی قسم کی ہی اور شفاعت عظمے ان دونون پر تواتر احادیث آئے ہین انتہی ظاہر ہی کہ تواتر کا منکر کافر ہی اور عبد الحق دہلوی قدس سرہ شرح مشکات کے باب الشفاعت کے شروع مین لکھے ہین ششم در گناہگاران کہ بدوزخ در آمدہ باشند وبشفاعت بر آیند و این شفاعت مشترک ست میان تمامہ انبیاء وملائکہ وعلماء وشہدا انتہی اور مولانا محمد ہاشم بن عبد الغفور بن عبد الرحمان السندی التتوی الحنفی کتاب بین فرایض الاسلام کے لکھے ہین ان الشفاعۃ نبینا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وسائر الانبیاء علیہم الصلواۃ والسلام وشفاعۃ الاولیاء والعلماء والصلحاء بعد ان یاذن اللہ تعالی لہم حق انتہی اور ملا جلال الدین دوانی شرح عقاید عضدیہ مین لکھے ہین والشفاعۃ لدفع العذاب ورفع الدرجات حق لمن اذن لہ الرحمن من الانبیاء والمومنین بعضہم لبعض لقولہ تعالی یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا وقولہ تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ انتہی چنانچہ یہ دونو سند ان مع ترجمہ آگے مرقوم ہو چکے ہیں اسلئے یہان

پھر ترجمہ لکھنا زاید جانا اور عقاید نسفی مین مرقوم ہی والشفاعة ثابتة للرسل علیهم الصلوة والسلام والاخیار في حق اهل الکبائر بالمستفیض
من الاخبار یعنے شفاعت ثابت ہی رسولان علیہم الصلوة والسلام کی اور دوسرے نیکونکی اہل کبایر کے حقمین متواتر احادیثون سے انتہی دیکھئے تو اتر احادیث
سے اور کتب عقاید سے اور بخاری احادیث کے کتابون سے صاف صریح ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور دوسرے بھی شفیع ہونگے اگر
کسی نے اسکے برخلاف کچھ کہا تو کیا اعتبار اور سوا اسکے امام محمد غزالی احیاء العلوم کی دوسری جلد مین خود پسندی کی چیزونکے بیان اور اسکے علاج کی تفصیل
لکھے ہین فاعلم ان کل مسلم فهو منتظر لشفاعة رسول اللہ صلے اللہ علیه وآله وسلم والنسیب ایضا جدیر بان یرجوها ولکن بشرط ان یتقی
اللہ ویخاف ان یغضب علیه فلا یاذن لاحد في الشفاعة له فان الذنوب منقسمة الی ما یوجب المقت والبعد فلا یوذن في الشفاعة
لصاحبها والی ما یعفی عنه بسبب الشفاعة کالذنوب عند ملوک الدنیا فان کل ذی مکانة عند الملک لا یقدر علی الشفاعة فیمن
اشتد علیه غضب الملک فمن الذنوب ما لا تنجی عنه الشفاعة وعند العبادة لقوله تعالی لا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له وبقوله
تعالی ولا یشفعون الا لمن ارتضی وبقوله تعالی من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه وبقوله تعالی لا تنفع الشفاعة الا لمن اذن له الرحمن
ورضی له قولا واذا انقسمت الذنوب الی ما یشفع فیها والی ما لا یشفع فیها وجب الخوف والاشفاق لا محالة ولو کان کل ذنب تقبل فیه
الشفاعة لما امر قریشا بالطاعة ولما نهی فاطمة عن المعصیة ولکان یاذن لها في اتباع الشهوات لتکمل لذتها في الدنیا ثم یشفع
لها في الاخرة لتکمل لذتها في الاخرة فالانهماک في الذنوب وترک التقوی اعتمادا علی رجاء الشفاعة یضاهی انهماک المریض
في شهواته وترک الاحتماء اعتمادا علی طبیب حاذق قریب له مشفق من اب او اخ او غیره وذلک جهل لان سعی الطبیب وهمته
وحذقه ینفع في ازالة بعض الامراض لا في کلها فلا یجوز ترک الحمیة مطلقا اعتمادا علی مجرد الطبیب بل للطبیب اثر علی الجملة ولکن
في الامراض الخفیفة وعند غلبة اعتدال المزاج فهکذا ینبغی ان یفهم عنایة الشفعاء من الانبیاء والصلحاء والاقارب والاجانب
فانه کذلک مجرد الطلب قطعا وذلک لا یزیل الخوف والحذر فکیف یزیل وخیر الخلق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم
اصحابه وقد کانوا یتمنون ان یکونوا بهایم من خوف الاخرة مع کمال تقویهم وحسن اعمالهم وصفاء قلوبهم وما سمعوه من وعد
رسول اللہ صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم ایاهم بالجنة خاصة ولسایر المسلمین بالشفاعة عامة ولم یتکلوا علیه ولم
یفارق الخشوع والخوف قلوبهم فکیف یعجب بنفسه ویتکل علی الشفاعة من لیس له مثل صحبتهم وسابقتهم یعنے جانیو کہ جو مسلمان
ہو سو وہ منتظر ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا اور قرابتی بھی لایق اسکے ہی کہ اسکا امیدوار رہے لیکن شرط یہ ہی کہ اللہ سے ڈرتا رہے
اور اندیشہ مند رہے کہ کہین اسپر غصے نہو کہ اُس سبب سے کسیکو شفاعت کرنیکا حکم ندے کیونکہ گناہ منقسم ہین دو قسم پر ایک وہ چیز جو غرور اللہ
تعالی کی ناخوشی لاتی ہی سو اس سبب سے شفاعت کا حکم نہین ہوگا اسکے کرنے والے کو دوسری وہ چیز جو شفاعت کے سبب سے بخش دی جاویگی جیسا
تقصیرین دنیا کے بادشاہونکے یہان کیونکہ بادشاہ کے یہان کا کوئی صاحب مرتبہ طاقت نہین رکھتا شفاعت پر اس گناہگار کے جسپر بادشاہ
کمال غضب ہو پھر کوئی گناہ ایسا ہی جس سبب سے شفاعت نہین چھٹکارا اور وہی مطلب ہی اللہ کے فرمانے مین لا تنفع الشفاعة عنده
الا لمن اذن له کے اور فرمودے مین ولا یشفعون الا لمن ارتضی کے اور فرمودے مین من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه کے اور فرمودے مین
لا تنفع الشفاعة الا لمن اذن له الرحمن ورضی له قولا کے اور جب گناہون کے دو قسم ہوئے ایک وہ کہ جسمین شفاعت ہو سکے دوسرے وہ کہ جسمین
شفاعت نہو سکے تو ضرور ڈر اور اندیشہ البتہ اور اگر ہر گناہ کے لئے شفاعت قبول کی جاتی تو حضرت حکم نکرتے قریش کو عبادت کرنیکا اور

ہر آئینہ منع فرماتے فاطمہ کو معصیت سے اور البتہ حکم دیتے فاطمہ کو خواہش کی چیزونکی پیروی کا تاکہ پورا لذت پاوین دنیا میں پھر آخرت میں شفاعت
کرتے انکی کہ پوری لذات پاوین آخرت مین پس گناہون مین ڈوبے رہنا اور اللہ کا ڈر چھوڑ دینا شفاعت کے بھروسے پر سو بیمار طبیب کے بھروسے
پر خود کامی اور بدپرہیزی مین پڑے رہینگے مرینگے ہی اور ویسا ہی جیسا مریض اپنے قرابتی مشفق طبیب کے بھروسے پر جیسا باپ یا بھائی یا سوا انکے ہوا ہے
من بھاتے کام مین پڑے اور پرہیز چھوڑ دے اور یہ ہر تو نادانی ہے کیونکہ طبیب کی سعی اور ہمت اور محنت بعض بیماریون کے دفع کرنے کام
آتی ہے نہ سبھی بیماریونکے دفع کرنے مین پھر طبیب کے بھروسے ہی پر پرہیز مطلق چھوڑ دینا روا نہیں بلکہ طب کا اثر نی الجملہ ہے لیکن ہلکی بیماریون
اور مزاج کے اعتدال کے غلبہ مین پھر اسیطرح شفیعونکی عنایت کو سمجھا چاہئے جو انبیا اور نیکو کاران اور یگانے اور بیگانے سے ہین کیونکہ شفاعت
فقط مانگنا ہے پس ادب سے تو ڈر اور حذر کو دور نہین کر سکتے اور بہتر سب خلق سے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب تھے سو وے
ڈر سے آخرت کے ارمان کرتے تھے کہ کاش چار پائے ہوتے باوصف اپنے کمال تقوی اور نیک عملون اور دلونکی صفائی کے اور باوجود
اسکے جو سنے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے جنت کا وعدہ کئے ہین خاص اور باقی مسلمانونکی خاطر شفاعت کا عام اور بے
اصحاب اس بات پر تکیہ کر کے بیٹھ نرہے اور خدا کا ڈر نچھوڑے پھر کسطرح تکیہ کرتا ہے شفاعت پر وہ شخص جسکو صحبت ہی رسول اللہ سے اور نہ
صحبت صحابہ کے اور نہ رکھتا ہے اُنکا عمل اور سابقہ انتہی اور امام محمد غزالی اس عبارت کا خلاصہ کیمیای سعادت مین بھی ذکر فرماے ہین سو یہ ہے وچون
این آیت فرود آمد وانذر عشیرتک الاقربین رسول گفت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فاطمہ یا دختر محمد تدبیر خود کن کہ فردا من ترا سود ندارم
وصفیہ را رضی اللہ عنہا گفت یا عمہ محمد بکار خویش مشغول شو کہ من ترا دست نگیرم واگر خویشان ویرا قرابت وی کفایت بودی بالیستی کہ
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا را از رنج پرہیز وتقوی برہانیدی تا خوش میزیستی و ہر دو جہان او را بودی اما در جملہ قرابت را زیادت امید داری
ہست شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما باشد کہ گناہ چنان بود کہ شفاعت نپذیرد چنانکہ گفت ولا یشفعون الا لمن ارتضی وفراخ
رفتن بامید شفاعت بدان ماند کہ بیمار احتیاط نکند وہمہ چیز خورد اعتماد آنکہ پدرم طبیب استاد است گویند باشد کہ بیماری چنان شود کہ علاج
نپذیرد و استادی طبیب سود ندکہ باید کہ مزاج چنان بود کہ طبیب آن بر آمد تواند داد چنانکہ نہ ہر کہ نزدیک ملوک محلی دارد در ہر گناہی شفاعت تواند کرد
بلکہ کسیکہ ملک ویرا دشمن گرفت شفاعت نپذیرد و ہیچ گناہ نبود کہ تواند بود کہ سبب مقت باشد وحقتعالی سخط خود در معصیتہا پوشیدہ کرد تا باشد
کہ آنچہ کمتر چیزی بود سبب مقت آن بود چنانکہ حقتعالی گفت وتحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم شما آنرا آسان میگیرید ونزد خدا تعالی
بزرگ ست وہمہ مسلمان را نیز امید شفاعت ست وبامید شفاعت بر اس برنخیزد وبار اس عجب کردن نباید باللہ التوفیق انتہی اور وہی امام اپنے
عقاید مین لکھے ہین وان یومن بشفاعة الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء ثم سائر المومنین کل علی حسب جاہہ ومنزلتہ عند اللہ
تعالی ومن بقی من المومنین ولم یکن لہ شفیع اخرج بفضل اللہ تعالی ولا یخلد فی النار مومن بل یخرج من النار من کان
فی قلبہ مثقال ذرة من ایمان یعنے اور یہہ کہ ایمان رکھا چاہئے شفاعت پر انبیا کی بعد عالمونکی بعد شہیدونکی بعدہ سب مومنونکی انکی عزت
و مرتبے کے موافق جو اللہ تعالی کے پاس ثابت ہے اور جو باقی رہگیا مومنون سے اور نہین ہوا اُسکے لئے کوئی شفیع تو نکالیگا اللہ تعالی کے فضل
سے اور ہمیشہ نرہیگا نار مین کوئی مومن بلکہ نکالیجایگا نار سے جسکے کہ دلمین رہے ذرہ بھر ایمان سے انتہی اور افضل المتاخرین حنفیہ کے
پیشوا مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقرہ کی تفسیر کے تین سو دسوین صفحے مین لکھے ہین دینرا باید فہمید کہ اہل قبلہ
را درین مسئلہ اختلاف عظیم رو داده بعضے از ایشان مرتکب کبیرہ را وعید قطعی دائمی ثابت میکنند ومیگویند کہ اگر صاحب کبیرہ

بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافران ست و ہمین ست مذہب معتزلہ و خوارج ہر چند معتزلہ میگویند کہ ھو فی منزلۃ بین المنزلتین و خوارج میگویند
کہ ھو کافر لیکن چون از ایمان بر آمد نزد معتزلہ ہم حکم کافران گرفت پس او را در مقابر مسلمین دفن نباید کرد و بر وی نماز جنازہ نباید خواند و برای او
صدقات و استغفار نباید کرد کہ این امور مشروط بایمان اند و اذا فات الشرط فات المشروط و بعضے از ایشان وعید قطعی منقطع را برای او
ثابت میکنند و میگویند کہ اوشان یا عفو ندارد البتہ معذب خواہد شد اما عذاب او منقطع خواہد گشت و آخرہا نہ بہشت خواہد رفت و ہمین
ست مذہب بشر مریسی و خالدی و دیگر جاہلان بی توقف و بعضے گویند کہ اصلا فساق را وعید نیست ہر وعیدے کہ در قرآن و حدیث وارد است
کافران است کہ ہمراہ فسق کفر ہم دارد و چون شخص بر ایمان مرد او را ہیچ معصیت باک نیست قول ایشان اینست کہ لا یضر مع الایمان
معصیۃ کما لا ینفع مع الکفر طاعۃ و ہمین ست قول مرجیہ قاتلہم اللہ و در حق آنہا در حدیث صحیح وارد شدہ کہ صنفان من امتی لیس
لہما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ مذہب صحیح کہ صحابہ و تابعین آنرا مشرحا بیان فرمودہ اند اہل سنت و جماعت آنرا
اختیار نمودہ آن ست مرتکب کبیرہ قابل عفو ست اگر بے توبہ بمیرد و او مانند سایر مسلمین ست در نماز جنازہ و استغفار و اعانت بصدقات
و میراث در حق او و شفاعت پیغمبر صلعم و رحمت الہی را امیدوار باید بود بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالی برحمت بے غایت خود یا بشفاعت پیغمبر صلعم از
بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود و گو بعضے را از ایشان عذاب ہم کند و نیز یقین باید کرد کہ ہر کہ از ینہا معذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت
عذاب ابدی خاصہ کفر ست ہیچ گناہ مستحق آن نتوان شد لیکن ما را معلوم نیست کہ مدت عذاب بر کبایر چہ قدر خواہد بود و نیز معلوم نیست کہ کدام
یک از اصحاب کبایر معذب خواہد شد و کدام یک را عفو مطلق خواہد فرمود ازین جہت در امید و بیم میمانیم و امیدوار باین ہم آیات قرآنی مانند ان اللہ لا یغفر ان
یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء و غیر آن صریح نص اند درین مذہب و نیز قرآن مجید مملو و مشحون ست ازین صفات کہ کان اللہ عفوا غفورا و رحیما
و دیگر اسماء و اگر احادیث نظر کنیم بالاتر از حد تواتر این مضمون را خواہیم یافت و لہذا یحیی بن معاذ رازی در مناجات خود فرمودہ اند کہ الٰہی چون ایمان یک ساعت کفر ہفتاد
سال را نیست و نابود بسازد پس ایمان ہفتاد سال چگونہ گناہ یکساعت را نیست و نابود نخواہد ساخت انتہی اور فرائض الاسلام مین مولانا محمد ہاشم سندی لکھے ہین
ان المؤمنین العاصین فی مشیۃ اللہ تعالی فان شاء عفی عنہم و ادخلہم الجنۃ بفضلہ و ان شاء عذبہم فی النار بعدلہ ثم یخرجہم من النار
و یکون مرجعہم الی الجنۃ یعنے معتبر گناہگار مومنان مشیت مین اللہ تعالی کی ہین پس اگر چاہے مغفرت کرے انکو اور داخل کرے انکو جنت مین اپنے فضل سے اور
اگر چاہے عذاب دیوے انکو آتش مین اپنے عدل سے بعد سکے نکالے انکو آتش سے اور ہوگا جانا انکا جنت کی طرف انتہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر
کی شرح شمس الانوار مین مرقوم ہے واعلموا ان من مات علی الایمان من فساق المؤمنین قبل التوبۃ فانہ فی مشیۃ اللہ تعالی ان شاء عذبہ و ان
شاء غفر لہ من غیر عذاب بشفاعۃ کانت او بدونہا یعنے جان لیجیے مقرر جو شخص مرا ایمان پر گناہگار مومنون سے اگے توبہ کے پس تحقیق وہ اللہ تعالی
کی مشیت مین ہے اگر چاہے عذاب دے اسکو اور اگر چاہے مغفرت کرے اسکو بدون عذاب کے شفاعت سے ہو یا بغیر شفاعت کے انتہی اور امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ کی فقہ اکبر کی شرح جو شیخ الازہری سمین مرقوم ہے و قد یعاقب علی الذنب عدلا منہ و قد یعفو عن السیئۃ فضلا منہ سواء یکون
بواسطۃ شفاعۃ او بدونہا یعنے اور کبھو عذاب کریگا اللہ گناہ پر اپنے عدل کے رو سے اور کبھو عفو کریگا گناہ سے از رو فضل اپنے خواہ یہہ عفو کرنا شفاعت
کے واسطے سے ہو یا بغیر واسطے شفاعت کے انتہی کیون یارو احادیث متواترہ اور امامون کے اقوال اور کتب عقاید وغیرہ کے مطالب و معانی اچھی طرح سے پا چکے
اور خوب سمجھ بوجھ چکے اس سے تو یہی ثابت ہو چکا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا اور بھی شفیعان ہونگے اور ہر مومن کو چاہئے کہ شفاعت
کے بھروسے پر اللہ تعالی کا خوف دل سے دور نکرے اور ہر بندہ اللہ کی مشیت کے موافق کونسے طبقہ مین اور کس گروہ مین داخل اور شمار کیا جایگا

سو معلوم نہین پس اسواسطے مصنف تقویۃ الایمان کا مولانا اسمعیل شہید نے مذہب صحیح جو اہل سنت وجماعت کا تھا سو برہانگی معلوم ہونیکے لئے لکھ دیا کہ جیسا ہر حاجت اپنی اللہ سے مانگنا چاہئے ویسا یہ حاجت بھی اسی پر چھوڑ دیجے سب گناہ اپنی رحمت سے بخشیگا اور جسکو چاہیگا ہمارا شفیع کر دیگا نہ کہ یہ کسیکی حمایت پر بھروسا کیجئے اور اسکو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جاوے بھلا اسمیں عموم شفاعت مومنین کا انکار کہاں ہے اگر پورب نژاد کے طمع پر فریب کھا کر ہی فرض کرتے ہو تو پھر یہ سب احادیث صحیحہ مذکورہ غلط ہو گئے معاذ اللہ اور محدثان اور مفسران اور ائمہ رحمہم اللہ تعالی جو اسطور پر لکھے ہین سو سب کے سب منکر عموم شفاعت مومنین کے ہو گئے نعوذ باللہ منہا یا رد عموم شفاعت سرور انبیا کی وہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود مین فتح باب شفاعت فرماوینگے تو سارے شفیعون کی شفاعت زیر لواء محمدی واقع ہوگی پس سب شفیعونکی شفاعت گویا حکم مین آپکے شفاعت کے ہے چنانچہ تقویۃ الایمان کا مصنف خود اپنی کتاب صراط المستقیم مین نعت مین لکھا ہے درود محدود بر علم عرصہ وجود دفتا مقام محمود مطلع جریدہ اصفیا مقطع قصیدہ انبیار ونق افزا انجمن اصطفا گل سر سبد گلشن اجتبا مضمون کتاب ایجاد وتکوین مقصود خطاب ارشاد وتلقین الخ اور عبدالحق محدث قدس سرہ بھی شرح مشکوٰۃ کے باب شفاعت کے شروع مین ایسا لکھے ہین انواع شفاعت ہمہ ثابت ست مر سید المرسلین را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعضے بخصوص وی وبعضے بمشارکت واول کسی کہ فتح باب شفاعت کند آن حضرت باشد پس درحقیقت شفاعات ہمہ راجع بحضرت وی بود واوست صاحب شفاعات علی الاطلاق انتہی الحمد للہ ہمارا اس اعتقاد پاک سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع الشفعا ہین اور پورب نژاد کے عقیدہ سے تو فقط شفیع ٹھہرے جسمین تنقیص شان سرور انبیا پائی جاتی ہے افسوس صد افسوس یہ پیران نابالغ پندنامہ حضرت شیخ سعدی اور عقاید مولانا جامی رحمہما اللہ تعالی کی ابیات کو جو لڑکائی سے ابتک پڑھتے پڑھاتے ہوئے داڑھیان پکالئے سو اسکے معنے سمجھ لیے ہوتے تو انکار سے اُن احادیث صحیحہ کے اور اقوال مشاہیر علما محدث اور مفسر اور ائمہ کے مردود دارین نہوتے وہ ابیات یہہ ہین ؎ ندارم غیر از تو فریادرس تو ئی عاصیان را خطا بخش وبس ؎ ہر کہ افتد بدوزخ از کفار ؛ جاودان جای او بود در نار ؛ ور بود مومنی فتادہ ز راہ ؛ سوزد آنجا بقدر جرم وگناہ ؛ یا خود او را شفاعت شفعا ؛ برہاند ازان جزا وسزا ؛ ور در آن از شفیع نکشاید ؛ ارحم الراحمین ببخشاید ؛ انتہی پس ان پیران نابالغ کا وہی مثل ہے کہ ع گوسالہ پیر شد وگاو نشد ؛ للہ الحمد والمنہ سب مومنان جواب دندان شکن پورب نژاد کے کلام کا جان بوجھ چکے سوا اسکے جو پورب نژاد نے مومنون کو دھوکے مین ڈالنیگے لئے کلکتہ کے فتوے کے بعض سندون پر دھوکے کی تقریر لکھ دیا ہے سو اُسکی حقیقت بھی غور سے سن لیجئے قول خیر الزاد پورب نژاد وانکہ بایہ کریمہ اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون قل للہ الشفاعۃ جمیعا وبایہ کریمہ یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ تمسک کردہ اند مطابقت بمطلوب شان ندارد زانکہ این آیات برای رد زعم کفار اند ونفی معبودیت از شفیع چنانچہ عبارت تفسیر خازن وتفسیر کبیر کہ خود نقل کردہ اند بران دال وظاہرست کہ مومنی قابل معبودیت شفیع خود نیست تا وی مصداق این آیہ باشد قال الشیخ المحقق ابو سعید الرومی رح فی التفسیر الاکبر قل بعد تبکیتہم وتجہیلہم بما ذکر تحقیقا للحق للہ الشفاعۃ جمیعا ای ہو مالکہا لا یستطیع احد شفاعۃ ما الا ان یکون مرتضی والشفیع ماذونا لہ وکلاہما مفقودان ہہنا انتہی یعنی بگوای محمد از کافران بعد تسکیت وتجہیل ایشان بآنچہ مذکور شد از روی تحقیق حق کہ مالک شفاعت حق سبحانہ تعالی است طاقت نمیدارد کسی را از اقسام شفاعت مگر اینکہ مشفوع از اہل آن وشفیع ماذون بدان باشد ودرینجا ہر دو مفقود اند نہ مشفوع اہل ومستحق آن ونہ شفیع ماذون بہ وقال الامام محی السنۃ فی تفسیر معالم التنزیل یوم لا تملک نفس لنفس شیئا قال مقاتل یعنی لنفس کافرۃ شیئا من المنفعۃ والامر یومئذ للہ ای لم یملک اللہ فی ذلک الیوم احدا شیئا کما ملکہم فی الدنیا انتہی یعنی در روز قیامت ہیچ ایک نفس مالک نخواہد شد برای کسی نفسی ہیچ چیز را گفت مقاتل یعنی برای نفس کافرہ مالک نفع رسانی ہیچکس نخواہد شد وحکم وفرمان آن روز محض برای خداست یعنی مالک نخواہد ساخت حق سبحانہ تعالی دران روز کسی را

۹ کلکتے کے فتوی کے بعضی اسناد پر پورب نژاد نے دھوکے کی تقریر لکھ دی ہے سو اسکا بیان ہے

ہیچ چیز را اختیار نچہ مالک کردہ است آنہا را در دنیا کہ ہر چہ خواہند بلا اذن تصرف کنند انتہی کلام پوریب نراد غور کیجیے کہ کلام تو مسلمانون ہی کی بہان مشفوع
اہل اور شفیع ماذون ہے نہ کلام کافرون مین کہ وہان نہ مشفوع اہل اور مستحق شفاعت ہے نہ شفیع ماذون ہے اسوا تفسیر خازن اور تفسیر کبیر کے سیر کا
تفسیر ابو سعید رومی اور تفسیر معالم التنزیل کی عبارت سے بھی جو خود پوریب نراد نے نقل کیا ہے مومنون کے حق مین وہی بات صاف ظاہر ہے یہہ کہ مالک شفاعت
حق سبحانہ تعالی است طاقت نمیدارد کسی قسمی را از اقسام شفاعت مگر اینکہ مشفوع از اہل آن و شفیع ماذون بدان باشد و حکم و فرمان آن روز محض برای
خدا است یعنے مالک نخواہد ساخت حق سبحانہ تعالی دران روز کسی را ہیچ چیز را اختیار نچہ مالک کردہ است آنہا را در دنیا کہ ہر چہ خواہند بلا اذن تصرف کنند انتہی ظاہر
ہے کہ مومن ہے مشفوع اہل اور مستحق شفاعت ہے اور اسکے لئے شفیع ماذون بھی ہوگا اور نفس کافرہ کے لئے کوئی شخص منفعت نہ پہنچا سکیگا اور وہ عبارت
تفسیر خازن اور تفسیر کبیر کی جو امام فخر الدین رازی سے ہی یہہ ہے تفسیر خازن ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء یعنے الاصنام قل یا محمد او
لو کانوا یعنی الا لہة لا یملکون شیئا ای من الشفاعة ولا یعقلون ای انکم تعبدونہم وان کانوا علی ہذہ الصفة قل للہ الشفاعة
جمیعا ای لا یشفع احد الا باذنہ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی لانہ ہو الشفیع فی الحقیقة وہو یاذن الشفاعة لمن یشاء من عبادہ
یعنے بلکہ انھون نے پکڑے ہین اللہ کے سوا کوئی سفارش والے یعنے بتان تو کہہ ای محمد اگر چہ انکو یعنے الہون کو اختیار نہو کسی چیز کا یعنے شفاعت سے اور نہ سمجھ
رکھین تحقیق تم پوجتے ہو انکو اور اگر ہوگے اس صفت پر یعنے سمجھ بھی رکھین تو بھی کہہ تو اللہ کے اختیار ہے سفارش سب یعنے شفاعت نہین کریگا کوئی
شخص مگر اذن سے اللہ تعالی کے پس مشغول رہنا اسی کی عبادت مین اولی ہے کیونکہ حقیقت مین اللہ ہی شفاعت کرنیوالا ہے اور وہی اذن دیگا شفاعت
کا جسکو چاہیگا اپنے بندون سے انتہی تفسیر کبیر واعلم ان الکفار اوردوا علی ہذا الکلام سوالات قالوا نحن لا نعبد الاصنام لاعتقاد
انہا الہة تنفع وتضر وانما نعبدہا لاجل اشخاص کانوا عند اللہ من المقربین فنحن نعبدہا لاجل ان یصیروا اولئک الاکابر
شفعاء لنا عند اللہ فاجاب اللہ عنہ قال ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون وتقریر
الجواب ان ہولاء الکفار اما ان طمعوا تلک الشفاعة من ہذہ الاصنام او من اولئک العلماء والزہاد الذین جعلت ہذہ
الاصنام تماثیل لہا فالاول باطل لان ہذہ الاصنام جمادات فلا یملک شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعة الا باذن اللہ
فیکون الشفیع فی الحقیقة ہو اللہ الذی یاذن فی تلک الشفاعة فکان الاشتغال بعبادتہ اولی من الاشتغال بعبادة غیرہ
وہذا ہو المراد من قولہ تعالی قل للہ الشفاعة جمیعا ثم بین انہ لا یملک احد غیر اللہ لقولہ لہ ملک السموات والارض ثم الیہ
ترجعون یعنے جانئے کہ کافرون لائے اس کلام پر کئی سوال اور کہے کہ ہم نہین پوجتے ہین بتونکو اس اعتقاد سے کہ وہ معبود ان ہین کہ نفع پہنچا دین
اور ضرر دین مگر یہی بات ہے کہ پوجتے ہین ہم خاطر سے اُن شخصونکی جو اللہ تعالی کے پاس مقربون سے ہین پس ہم پوجتے ہین اُن بتون کو
اسلئے ہون یے بندگان خدا کے پاس ہمارے شفیعان پس جواب دیا خدا نے اسکا اور فرمایا ام اتخذوا من دون اللہ الایہ تقریر جواب
کی یہہ ہے کہ یے کفار یا طمع رکھتے ہین شفاعت کی ان بتون سے یا اُن عالمون اور زاہدون سے جو یے بتان اُنھونکی مورتان ٹھہرائے گئے ہین
پس پہلی بات تو باطل ہے اسلئے کہ یے بتان پتھرے ہین پھر کسی چیز کے مالک نہین اور خلاف عقل ہے ہونا شفاعت کا اُنھون سے اور
دوسری بات بھی باطل ہے اسلئے کہ قیامت کے دن نہین مالک ہوگا کوئی کسی شئے کا پس قدرت نہین رکھیگا کوئی شخص شفاعت کرنیکی مگر حکم
سے اللہ تعالی کے تو ہوتا ہے شفاعت کرنیہارا حقیقت مین اوہی جو اذن دیتا ہے شفاعت کا پس مشغول ہونا عبادت مین اللہ ہی کے بہتر
ہے مشغول ہونے سے عبادت مین دوسرے کے اور یہی مراد ہے قول سے اللہ تعالی کے جو قل للہ الشفاعة جمیعا ہے پھر بیان کیا ہے کہ

٨- شیئا ولا یعقلون صفة لہم ہذہ الشفاعة عنہم والثانی باطل لان فی یوم القیامة لا یملک احد

نہین اختیار رکھتا ہی کوئی شخص سوائے اللہ کے قول سے اپنے جو لہ ملک السموات والارض ثم الیہ ترجعون ہی انتہی پوربپ نژادونے اُن تفسیرون کی عبارت
کو نقل نکر کے جو لکھا ہی کہ این آیات برای رد زعم کفار اند و نفی معبودیت از شفیع چنانچہ عبارت تفسیر خازن و تفسیر کبیر کہ خود نقل کردہ اند بران دال انتہی سو یہہ بات
صرف غلط ہی کیونکہ اس عبارت سے تو صریح ظاہر ہی کہ کافران اپنے شفیعونکو معبود نہین جانتے تھے بلکہ انکار معبودیت کا اقرار کرتے تھے مگر یہہ کہ انکو شفاعت
کا واسطہ ٹھہراتے تھے سو خاص اُنکی شفاعت کی نفی اسمین صاف مذکور ہی اور بعد اسکے جو لکھدیا ہی کہ ظاہر است کہ مومنین قایل معبودیت شفیع خود نیست
تا دی مصداق این آیۃ باشند انتہی اگر یہہ آیت کافرون ہی کیلئے ہی اور مومن مصداق اس آیت کا نہین جیسا مزعوم پوربپ نژاد ہی تو اس آیت مین جو
حکم شفاعت مذکور ہوا ہی سو وہ بھی کافرون ہی کے حقمین ہوا ہی معاذ اللہ یہہ تو خلاف قرآن و حدیث اور عقاید کے ہی اور سوائے اسکے اُس آیت کی معنی اسی طور
پر علی العموم دوسرے عمدہ عمدہ تفسیرون مین بھی مرقوم ہی سو دیکھیے تفسیر بیضاوی ام اتخذوا بل اتخذ قریش من دون اللہ شفعاء یشفع لهم عند اللہ قل
اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون ایشفعون ولو کانوا علی هذه الصفة کما یشاهدون وهم جمادات لا تقدر ولا تعلم قل للہ
الشفاعة جمیعا لعله رد لما عسی یجیبون به وهو ان الشفعاء اشخاص مقربون هی تماثیلهم والمعنی انه مالک الشفاعة کلها لا یستطیع
احد شفاعة الا باذنه ولا یستقل بها ثم قرر ذلک فقال له ملک السموات والارض فانه مالک الملک کله لا یملک احد ان یتکلم فی
امره دون اذنه ورضاه ثم الیه ترجعون یوم القیمة فیکون الملک له ایضا حینئذ انتہی ام اتخذوا یعنی بلکہ ٹھہرالئے ہین قریش نے من دون
اللہ شفعاء اللہ کے سوائے شفیعون کو جو شفاعت کرین انکی اللہ کے پاس قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون کہہ دے کیا اگرچہ نہ مالک
رہین کسی چیز کے اور نہ سمجھتے رہین کیا شفاعت کرینگے اگرچہ اس صفت پر رہین جیسا کہ دیکھا کرتے ہین انکو پتھر ہے کہ نہ قدرت رکھتے ہین نہ سمجھ قل للہ الشفاعة
جمیعا تو کہہ اللہ ہی کی شفاعت ہی سب شاید کہ یہہ بات رد ہی اس بات کا جو وہ جواب کہینگے کفار وہ یہہ ہی کہ شفیعان مقرب شخص ان مین جو یہ بت ان
انکی مورتان ہین اور معنی آیت کا یہہ ہی کہ اللہ تعالی مالک سب شفاعتون کا ہی کوئی نہین طاقت رکھتا ہی شفاعت کرنیکی بغیر اذن اسکے اور نہ آپ ہی مستقل ہوتا
ہی اُسکا پھر اسی بات کو ثابت کر کر فرمایا لہ ملک السموات والارض ہین وہ مالک سارے ملک کا ہی اختیار نہین کسیکا ہی جو کوئی جو بات کرے اسکے کام مین بے اذن
اور رضا اسکے ثم الیہ ترجعون پھر اسی کی طرف پھر جاؤگے تم قیامت کے دن سو تب بھی ملک اُسیکا ہوگا - اور امام نسفی تفسیر مدارک مین لکھے ہین ام اتخذ
وا بل اتخذ قریش من دون اللہ من دون اذنه شفعاء حین قالوا هؤلاء شفعاؤنا عند اللہ ولا یشفع عنده احد الا باذنه
قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون معناه ایشفعون ولو کانوا لا یملکون شیئا قط ولا عقل لهم قل للہ الشفاعة جمیعا ای
هو مالکها فلا یستطیع احد شفاعة الا باذنه له ملک السموات والارض تقریر لقوله للہ الشفاعة جمیعا لانه اذا کان له الملک
کله والشفاعة من الملک کان مالکا لها انتہی یعنے بلکہ کرلیے قریش نے من دون اللہ سوائے اللہ کے بغیر اسکے اذن کے شفعاء شفیعونکو وقتیکہ
کہے یہے ہمارے شفیعان ہین اللہ کے پاس حال یہہ ہی کہ کوئی شخص شفاعت نکریگا اسکے پاس مگر اسکے اذن سے قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون
اسکا معنی یہہ ہی کہ کیا شفاعت کرینگے اگرچہ مالک نہووین کسی چیز کے ہرگز اور نہ عقل ہووے انکو قل للہ الشفاعة جمیعا تو کہہ اللہ ہی کی شفاعت
ہی سب یعنے وہ شفاعت کا مالک ہی پھر کوئی شفاعت نہین کرسکتا بغیر اذن اسکے لہ ملک السموات والارض ثابت کرتا ہی اللہ کا فرمودہ
للہ الشفاعة جمیعا کا کیونکہ جب ہووے سب بادشاہی اسی کی اور شفاعت بھی بادشاہی سے ہی تو ہوا مالک اُسکا بھی اور تفسیر خطیب شربینی مین
مرقوم ہی قل ای لهم للہ ای الذی له کمال القدرة والعظمة الشفاعة جمیعا ای هو مختص بها فلا یشفع احد الا باذنه ثم
قرر ذلک فقال له ملک السموات والارض ای فانه مالک الملک کله لا یملک احد ان یتکلم دون اذنه ورضاه ثم الیه ترجعون

ای یوم القیمۃ فیکون الملک لہ انتہی یعنے کہدے ای محمدؐ ان لوگ سے کہ شفاعت خاص ہے اللہ کے ساتھ جو بڑی قدرت اور بزرگی والا ہے
پس کوئی شفاعت نہ کریگا بغیر اسکے حکم کے کیونکہ اللہ جلشانہ مالک ہے سب ملک کا اور نہیں اختیار رکھیگا کوئی اس دن بات کرنیپر بدون
پروانگی اور رضامندی اس مالک الملک کے پھر اسی کی طرف پھر جاوگے تم قیامت کے دن پس ملک اُسیکا ہوا اور شیخ علی مہائمی قدس اللہ سرہ العزیز
تفسیر رحمانی مین لکھے ہین ام اعرضوا عنہا اعتمادا علی شفاعۃ شفعائہم حیث اتخذوا علی تکذیب آیات اللہ والاعراض عن
التفکر فیہا من دون جعل اللہ شفعاء قل ایعتقدون انہم یغلبون مالک الاشیاء کلہا ولو کانوا لا یملکون شیئا او یعتقدون
انہم یمنعونہ من ارادۃ علی وفق عملہ ولو کانوا لا یعقلون شیئا وان زعموا انا وجدنا من شفاعتہم شیئا لا یتأتی لنا انکار
ہا قل تلک الاشیاء من فعل اللہ لا من شفاعتہم اذ لا یملکونہا بل للہ الشفاعۃ جمیعا یملکہا اذ لہ ملک السموات
والارض ثم لو ملکوہا فالقبول مفوض الیہ اذ الیہ ترجعون انتہی یعنے کیا منہ پھیر دے اُن سے پھر وسے پر اپنے شفیعون کی شفاعت
کے اس رو سے کہ پکڑے اور جھٹلائے آیتان اللہ کی اور منہ پھیرنے تفکر کرنے سے اُن آیتون مین بدون واسطے اللہ کے شفیعان کہہ تو کیا اعتقاد رکھتے
ہین وے کہ ماسوی اللہ غالب ہونگے سب چیزون کے مالک پر اگرچہ وے رہین نہ کسی چیز کی اختیار رکھنے ہارے یا اعتقاد رکھتے ہون کہ مقرر وے بچار رکھینگے اس
شخص کو ارادے سے اللہ کے اسکے عمل کے موافق اگرچہ ہون بے سمجھ اور اگر زعم کرین کہ ہم پایے انکی سفارش سے چیزان کہ ممکن نہین ہمارے تئین انکار
اُنکا تو کہہ یہ چیزان اللہ کے کامان ہین نہ انکی سفارش سے کیونکہ وے اسکا اختیار نہین رکھتے بلکہ اللہ ہی کی شفاعت ہے سب جو اختیار رکھتا ہے اُسکا
اسلئے کہ اسیکو ہے سلطنت پھر اگر اختیار رکھین اسکا تو قبول کرنا اللہ ہی پر مفوض ہے کیونکہ اسیکی طرف پھر جاوگے اور آیہ کریمہ یوم لا تملک نفس
لنفس شیئا والامر یومئذ للہ کی تفسیر بطور تعمیم تفسیر حسینی مین مجمل اور تفسیر شاہ عبد العزیز مین مفصل مذکور ہے جو آگے جان چکے پھر اب دوسری عمدہ تفسیر
مین بھی ویسی ہی بلا تخصیص اُسکی تفسیر مرقوم ہے سو دیکھ لیجیے تفسیر جلالین مین مرقوم ہے یوم لا تملک نفس لنفس شیئا من المنفعۃ والامر یومئذ للہ لا
لغیرہ فیہ ای لم یمکن احدا من التوسط فیہ بخلاف الدنیا انتہی یعنے جس دن کہ مالک نہوسکے کوئی نفس کے لئے کچھ منفعت سے اور حکم اس روز اللہ کا
ہے نہین ہے حکم اسکے غیر کو اسدن یعنے دخل نہین کسیکو واسطہ بنے کا اس دن برخلاف دنیا کے اور امام نسفی تفسیر مدارک مین لکھے ہین یوم لا تملک نفس
لنفس شیئا ای لا یستطیع دفعا عنہا ولا نفعا لہا بوجہ وانما تملک الشفاعۃ بالاذن والامر یومئذ للہ ای لا امر الا للہ وحدہ فہو القاضی
فیہ دون غیرہ انتہی یعنے سکتا نہین دفع کرنے اس سے اور نہ نفع پہنچانے اسکو کسی وجہ سے اور بات یہہ ہے کہ شفیع ہوگا اذن ہی سے اور حکم اُسدن
اللہ ہی کا ہے یعنے نہین ہے کوئی حکم اُسدن مگر ایک اللہ ہی کا پھر وہی قاضی ہے اُسدن نہ غیر اُسکا اور تفسیر خطیب شربینی مین مرقوم ہے یوم لا تملک
ای بوجہ من الوجوہ فی وقت ما نفس ای نفس کانت لنفس شیئا ای قل او جل والامر ای کلہ یومئذ ای اذا کان البعث الجزاء للہ
ای ملک الملوک لا امر لغیرہ فیہ فلا یملک اللہ تعالی فی ذلک الیوم احدا شیئا کما ملکہم فی الدنیا انتہی یوم لا تملک جس روز کہ مالک
نہوگا کسی وجہ سے کسی وقت مین نفس یعنے کوئی ذات ہی ہو لنفس شیئا یعنے کسی ذات واسطے نہ چھوٹی چیز کا نہ بڑی چیز کا والامر یومئذ للہ یعنے اور
سب حکم اسدن یعنے جب اپنے اعمال کی جزا پانے کے لئے جی اٹھینگے اللہ ہی کا ہے جو شاہون کا شاہ ہے اور اُسدن اللہ جلشانہ کے سوائے کسی کا کچھ حکم نرہیگا
پس مالک نکریگا اللہ جلشانہ اُسدن کسیکو کسی چیز کا جیسا کیا تھا انکو مالک دنیا مین اور اس آیت کی تفسیر مین قول بیضاوی جو تقریر لشدہ ہو
اجمالا ہے سو اُسپر حاشیہ شیخ زادہ کا یہہ ہے کہ من حیث عرفہم انہ لا یغنی عنہم الا البر والطاعۃ یومئذ دون سائر ما کان قد یغنی
عنہم فی الدنیا من مال وولد واعوان وشفعاء فان اہل الدنیا قد کانوا یتقلبون علی الملک ویعین بعضہم بعضا فی امورہ ویحمی

بعضهم لبعض فاذا كان يوم القيمة بطل ذلك كله لان الله تعالى لم يملك في ذلك اليوم احدا شيئا من الامور كما ملكهم في دار الدنيا فكيف
يكون حال من خالفه وعصاه انتهى يعنے اس روسے کہ سمجھایا ہی انکو کہ نفع نہ دیوئگی انکو مگر نیکی اور بندگی اسدن سوائے تمامی اُن چیزونکے جو نفع دیتے تھے انکو
کو دنیا مین مال ومتاع اور فرزند اور مددگاران اور سفارشیان سو فقر دنیا کے عالم مین تھے پھرنے والے ملک پر اور مدد کرتے تھے ایک کو ایک اور آتا تھا ایک
کے پاس ایک جب وے ہونگے روز حشر مین باطل ہوجاوینگے یہ سب چیزان اسلئے کہ اللہ تعالی مالک نہین کریگا اُسدن کسیکو کسی کام کا جیسا مالک کیا تھا اُنکو دنیا
مین پس کیسا ہوگا حال اُسکا جو مخالفت کیا ہی اللہ کی اور نافرمانی اسکی۔ اور تفسیر رحمانی مین لکھے ہین شیخ علی مہایمی قدس سرہ يوم لا تملك نفس لنفس شيئا
من الشفاعة والنصر والامر في شفاعة من ينفعه الشفاعة يومئذ لظهور نهاية عظمته فيه لله فمن ارتضاه من وجه امر الشفاعة
بشفاعته والا فليس لهم شفاعة اصلا انتهى یعنے جسدن کہ نہ مالک ہوگا کوئی نفس کسی نفس کے لئے کسی چیز کا شفاعت سے اور یاری سے اور حکم شفاعت
مین اس شخص کی جو نفع بخشیگی اُسکو شفاعت اسدن بسبب ظاہر ہونے اللہ جلشانہ کے نہایت عظمت کے اُسدن اُسی کو ہی پس جس سے کہ راضی ہوا کسی وجہ
سے حکم کریگا شفیعونکو اسکی شفاعت کا اور اگر نہین راضی ہوا تو نہین ہی اُنکے لئے شفاعت ہرگز اور امام سیوطی بدور السافرہ فی امور الاخرہ مین لکھے ہین
واخرج عن مجاهد في قوله لله الشفاعة جميعا قال لا يشفع احد الا باذنه ثم قال واما قوله يوم لا تملك نفس لنفس شيئا فانه لا يلي فيه الشفاعة
لان المراد بالملك الدفع بالقوة كما يكون في الدنيا ان يدفع الناس بعضهم عن بعض وعن انفسهم بالقوة ولا يكون ذلك يوم الدين
والشفاعة ليست من هذا الباب لانها تذلل من الشافع للمشفوع عنده واقامة التشفيع تذلل من المشفوع له یعنے بیہقی روایت کئے مجاہد سے
اللہ تعالی کے قول مین جو لله الشفاعة جميعا ہی کہے مجاہد کہ نہین شفاعت کریگا کوئی مگر اُسکے حکم سے پھر کہے مجاہد لیکن اللہ تعالی کا قول جو يوم لا تملك
نفس لنفس شيئا ہی پس تحقیق وہ قول شفاعت کو نہین اُٹھا دیتا ہی کیونکہ مراد ملک سے دفع کرنا ہی قوت کے ساتھ جیسا دنیا مین ہوتا ہی کہ لوگ ایک
دوسرے سے اور اپنی ذات سے بھی قوت کے ساتھ دفع کرتے ہین اور نہوگا ایسا قیامت کے دن اور شفاعت اس قبیل سے نہین ہی کیونکہ شفاعت جانب
سے شفاعت کرنیوالیکے عاجزی ہی جسکے پاس کہ شفاعت کرتا ہی اور کھڑا کرنا شفیع کا بھی عاجزی ہی شفاعت چاہنے والیکی طرف سے انتہی۔ یاد رہے قطع نظر
ان باتونکے یوربتہ ترار کا طرفہ فریب یہہ ہی کہ اصول کا مشہور کلیۃ قاعدہ جو العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب ہی سو اُسکو دغابازی سے نقل
مین داب کھکے لکھدیا ہی کہ کوئی مومن مصداق اس آیت کا نہوسکیگا پھر اس چلن پر دینداری احمد رستگوئی کا دعوا غضب ہی چنانچہ اس قاعدہ
کلیہ اصولیہ کو جواہر التفسیر کی سند مین آیہ کریمہ من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه کی تفسیر کے درمیان آگے دیکھ چکے ہو پھر اب دوسری کتاب معتبر سے بھی
دیکھ لیجیے سبح الازہر جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر کی شرح ہی اُسکے بحث توبہ مین مرقوم ہی كان السلف خائفين من قوله تعالى ومن الناس
من يقول امنا بالله وباليوم الاخر وما هم بمؤمنين اي حالا ومالا والعبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب فلا يرد انه نزل في حق المنافقين
انتہی یعنے خوف کرتے تھے سلف کے لوگ فرمودے اللہ تعالی کے یہہ کہ بعضے لوگون سے جو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین اللہ پر اور روز قیامت پر حالانکہ نہین ہین
وے مومنون سے یعنے نہ اب اور نہ آئندہ اور اعتبار عموم لفظ کو ہی نہ خصوص سبب کو پس نہین کہا جائیگا کہ یہہ آیت نازل ہوئی ہی منافقونکے حق
مین اور اس مقام مین بطور فائدے کے مومنون کے لئے ایک آیت کی تفسیر معتبر ومشہور تفسیرون سے لکھ دیتا ہون خوب سمجھ بوجھ لیجیے تا کسی دجال کے دہوکھے
مین پڑکے عاقبت کو ہاتھ سے نہ دین شیخ علامہ زین الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن مین لکھے ہین قال تعالى وانذر به يعني وخوف بالقرآن
والانذار اعلام مع تخويف الذين يخافون ان يحشروا الى ربهم قال ابن عباس يريد المؤمنين لانهم يخافون يوم القيمة وما فيه من شدة
الاهوال وقيل معنى يخافون يعلمون والمراد بهم كل معترف بالبعث من مسلم وكتابي وقيل المراد بهم الكفار وقيل المراد بالانذار جميع الخلق فيه حل

[illegible]

فیہ کل مومن یعترف بالحشر وکل کافر منکر لہ لیس لہم من دونہ یعنی دون اللہ ولی ای قریب ینفعہم ولا شفیع یعنی شفیع لہم فیہ ہذا اشکال وہو ان
فسرنا الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم ان المراد بہم الکفار فلا اشکال فیہ لقولہ تعالیٰ ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع وان فسرنا الذین
یخافون ان یحشروا الی ربہم ان المراد بہم المومنین ففیہ الاشکال لانہ قد ثبت بصحیح النقل شفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للمذنبین
من امتہ وکذلک یشفع الملئکۃ والانبیاء والمومنون بعضہم لبعض والجواب عن ہذا الاشکال ان الشفاعۃ لا یکون الا باذن اللہ
عزوجل لقولہ تعالیٰ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ واذا کانت الشفاعۃ باذن اللہ صح قولہ لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع
یعنی حتی یاذن لہم فی الشفاعۃ فاذا اذن فیہا کان للمومنین ولی وشفیع - انتہیٰ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے انذر بہ الذین یخافون ان یحشروا
الی ربہم یعنی ڈرا قرآن سے اُن لوگوں کو جو ڈرتے ہیں اس بات سے کہ محشور ہونگے اپنے رب کے طرف کہے ابن عباس رضی اللہ عنہما مراد الذین سے جو اس آیت
مین مذکور ہے مومنان ہین کیونکہ وے ڈرتے ہین قیامت کے دن سے اور اُس دن آفتون اور سختیون سے اور بعضے کہتے ہین کہ معنی یخافون کا یعلمون
ہے اور مراد الذین سے کل وے لوگ ہین جو مُقر اور قائل ہین پھر جی اٹھنے کے یعنے مسلمان اور اہل کتاب اور بعضے کہے ہین مراد اس سے کافران ہین اور تھوڑون کے
پاس مراد الانذار سے یعنے ڈرانے سے سب خلق اللہ ہے پس داخل ہوے اس مین سارے مومنان قائل حشر اور تمام کافران منکر حشر لیس لہم من دونہ
ولی ولا شفیع یعنے جو حشر کے روز سے ڈرنے والے ہین اللہ تعالیٰ کے سوا انکا نہ کوئی یار نفع پہنچانیوالا ہے اور نہ کوئی سفارش کرنیہارا اور یہان اک
اشکال وارد ہوتا ہے یہہ کہ اگر ہم کہین کہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم سے مراد فقط کافران ہین پس اسمین کچہ اشکال نہین کہ انکو نہ کوئی
قریب ہے اور نہ کوئی شفیع جیسا فرمایا ہے اللہ جلشانہ ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع اور اگر ہم کہین کہ مراد اُس سے مسلمانان ہین پس
اسمین اشکال ہے کیونکہ ثابت ہوا ہے صحیح حدیثون سے شفاعت کرنا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت کے گناہگارون کے واسطے اور
اسیطرح شفاعت کرنا فرشتون اور پیغمبرون کا اور مومنون کا بعض بعضو کے لئے اور جواب اس اشکال کا یہہ ہے کہ مقرر ہوگی شفاعت مگر اذن سے اللہ
پاک کے جیسا فرمایا اللہ جلشانہ نے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کون ہے جو وہ شفاعت کرے اُسکے پاس مگر اُسکے حکم سے پس صحیح ہوا کہنا
اسکا لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع یعنے جبتک کہ اللہ تعالیٰ حکم شفاعت کا نہ دیگا تب تک کوئی کسیکا نہ ولی ہوگا نہ شفاعت کرنیہارا لیکن جب
حکم ہوگا تب مومنون کے واسطے ولی بھی ہونگے اور شفیع بھی ٹھہرینگے اور تفسیر خطیب شربینی مین مرقوم ہے وانذر ای خوف اذ الانذار اعلام مع تخویف بہ
ای القرآن وقولہ تعالیٰ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم اما قوم داخلون فی الاسلام ومقرون بالبعث الا انہم مفرطون فی العمل
واما اہل الکتاب لانہم مقرون بالبعث واما ناس من المشرکین علم من حالہم انہم یخافون اذا سمعوا بحدیث البعث ان یکون
حقا فیہلکوا فہم من یرجی ان ینجع فیہم الانذار دون المتمردین منہم وقولہ تعالیٰ لیس لہم من دونہ ای غیر اللہ ولی ای ینصرہم
ولا شفیع ای یشفع لہم حال من ضمیر یحشرون یعنی یخافون ان یحشروا غیر منصورین ولا مشفوعا لہم ولا بد من ہذہ الحال
لان کلا محشورون فان المخوف ہو الحشر علی ہذا الحال فان قیل اذا فسر ما ذکر بالمومنین کان مشکلا لانہ قد ثبت بصحیح النقل شفاعۃ
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم للمذنبین من امتہ وکذلک تشفع الملائکۃ والانبیاء والمومنین بعضہم لبعض اجیب بان الشفاعۃ لا تکون
الا باذن اللہ فصح قولہ لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع حتی یاذن لہم بالشفاعۃ فاذا اذن فیہا کان للمومنین ولی وشفیع انتہیٰ
انذر یعنے ڈرا کیونکہ انذار کا معنے خبردار کرنا ہے ڈرانیکے ساتھہ بہ یعنے قرآن سے اور قول اللہ تعالیٰ کا الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم وے
لوگ کو جو ڈرتے ہین اس بات پر کہ حشر کئے جاوین اپنے رب کی طرف یا مراد اس سے وے لوگان ہین جو اسلام مین داخل ہیں اور قیامت

کے دن اٹھنے کے قایل مگر یہہ کہ وے عمل میں قصور کرتے ہیں و یا مراد اُس سے اہل کتاب ہیں کہ باوجودیکہ وے بھی قیامت میں اُٹھنے کے قایل ہیں و یا مراد یعنے مشرکوں میں کے لوگونسے

کہ اُنکے حال سے ایسا بوجھے گیا ہی کہ وے لوگ جب قیامت کے دن پھر اُٹھنے کی بات سنتے ہیں تو ڈرتے ہیں کہ اگر وہ بات سچ ہو تو آپ ہلاک ہووینگے پس

یے وے لوگ ہیں کہ امید ہی کہ ڈرانا انپر تاثیر کرے سوا انہیں کے سرکشونکے لیس لهم من دونه یعنے نہیں سوا اللہ کے ولی یعنے حامی جو مدد کرے ولا شفیع

یعنے اور نہ شفاعت کرنیوالا جو سفارش کرے اُنکی یہہ حال ہی اُس ضمیر کا جو یحشروا میں ہی اس معنی سے کہ وے ڈرتے ہیں کہ اُٹھیں حشر میں اس حال سے جو نہ یاری دیے

گئے ہیں اور نہ شفاعت کئے گئے یعنے کوئی اُنکا یار اور مددگار اور شافع نہ ہووے اور ایسا حال تو ہوتا ہی ہی کیونکہ ہر شخص پھر اُٹھنے والا ہی اور ڈر کی بات

یہہ ہی کہ ایسے حال پر حشر ہو پھر اگر کوئی کہے کہ جب تفسیر کیا جاوے یہہ آیت مومنوں پر جیسا مذکور ہوا ہی تو مشکل ہوویگی کیونکہ صحیح حدیثوں سے ہمارے پیغمبر کی

شفاعت اُنکے گناہگار امتیونکے واسطے اور اسیطرح ملایک اور انبیا اور مومنوں کی شفاعت ثابت ہوئی ہی جواب دیا جاتا ہی کہ تحقیق شفاعت نہیں

ہوویگی مگر اللہ کے حکم سے جیسا کہ اللہ تعالی فرمایا من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه کون ہی وہ جو شفاعت کرے اُسکے کنے مگر اُسکے حکم سے جب

جب شفاعت بغیر حکم اللہ کے نہوگی تو صحیح ہوا قول اللہ تعالی کا لیس لهم من دونه ولی ولا شفیع یہانتک کہ حکم دیا جاوے اُنکو شفاعت کا پس جب شفاعت

کا حکم ہوگا ہووینگے مومنونکے واسطے ولی اور شفیع قول خیر الزاد یوریب نژاد آنکہ گفتند کہ صاحب مواہب لدنیہ در فصل ثانی مقصد خامس میگوید و اما ما

یغتر به الجهال من انه لا یرضی ان یدخل احد من امته النار فهو من غرور الشیطان لهم ولعبه بهم فانه صلی الله علیه وسلم یرضی

به ربه تبارک وتعالی وهو سبحانه یدخل النار من یستحقها من الکفار والعصاة ثم یحد لرسول الله صلی الله علیه وسلم حدا یشفع

فیهم کما سیاتی فی المقصد الاخیر ورسوله علیه الصلوة والسلام اعرف به ویحفظ من ان یقول لا ارضی ان یدخل احدا من امتی النار

او تدعه فیها بل ربه تبارک وتعالی یاذن له فی الشفاعة فیشفع فیمن شاء الله تعالی ان یشفع فیه ولا یشفع فی غیر من اذن له

ورضیه انتهی و آن دلالت دارد که در حق آنسرور صلی اللہ علیه وسلم نیز اذن محتمل است نه مقطوع به کما هو المدعی جوابش آنکه این عبارتش که در فصل

ثانی مقصد سادس ست نه خامس مناقض تصریحات او و مخالف احادیث و آیاتی ست که وی خود در مقصد عاشر ازین کتاب بکمال تفصیل و تحقیق بیان

کرده شاید که قایل همین عبارت را که تحفه اہل التنقیص است جائے بطریق نقل از کتاب مذکور یافته و با انتها آنرا الشیخ الهند شاه عبد الحق دہلوی رح

در باب سیوم جلد اول کتاب مدارج النبوه با حسن وجه رد کرده لفظ عبارت الشیخ هکذا و عجب ست از صاحب مواهب اللدنیه که گفته اما افترا میکنند جهال که آنحضرت هرگز

راضی نشود که در آید هیچ یکے از امت وی در آتش این از فریب دادن شیطان است ایشان را و لعب کردن وی با ایشان زیرا که وی صلی الله علیه وسلم راضی است

بهرچه راضی ست خدای عزوجل و وی سبحانه در آرد کفار و عاصیان را در آتش بعد از ان حدی از انها مقرر فرماید برای رسول خود که شفاعت کند در حق ایشان

و رسول خدا عرف است بخدا و بحق وی مبراست از آنکه گوید بخدا من راضی نیستم که کسیرا از امت من در آتش در آری یا بگذاری در ان بلکه پروردگار تعالی

اذن میکند او را لشفاعت پس شفاعت میکند مر کسیرا که خواهد اذن میکند و راضی میشود و شفاعت نمیکند کسی را که اذن نداده و راضی نیست انتهی ترجمه

کلامه پوشیده نماند که در حدیث شفاعت آمده است که آن حضرت شفاعت میکند طوایف عصاة را بترتیب چنانکه زانیان و سارقان و شاربان

را مثلا پس از ان باقی مانند آن کسانیکه نیست در ذات ایشان خیر جز ذره ایمان یا حبه لذان پس بگوید پروردگار تعالی انها از ان من اند و

خاصگان من آنرا من خود ایشان را شفاعت میکنم پس آمرزیده شوند و بر آورده شوند از آتش بغیر شفاعت آنحضرت صلی الله علیه وسلم و معلوم است که شفاعت

بے اذن حق و بے رضای او نمی باشد و لیکن وے تعالی اذن میکند و رضا میدهد بشفاعت همه بمقتضای وعده خود که کرده است بارها و ان الله لا یخلف المیعاد و مراد

قایل از در آمدن در آتش بطریق تابید ست و مقرر است که عاصیان دایم در دوزخ نمی باشند انتهی یہان سے قول خیر الزاد یوریب نژاد کا تمام ہوا اور

مواہب لدنیہ کی اس عبارت کو مع ترجمہ آگے مذکور کرچکا ہون اسکو خوب انصاف سے دیکھ لیجئے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن ہونے مین بھی
اختلاف ہی کر سکے وہ عبارت کہان دلالت کرتی ہی جیسے وہابیہ دنیا یارون کا پیر اپنی فریبی بناکی رعایت ہر کہین کرتا چلا آتا ہی بلکہ اس عبارت
سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین اذن مقطوع بہ صاف ظاہر ہی چنانچہ اسمین یہہ مرقوم ہی دیکھلو کہ حق سبحانہ دوزخ کے منتحقو
یعنے کافرون اور گنہگارون کو دوزخ مین ڈالیگا ابتدا اسکے مقرر کریگا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک حد تا عاصیون کے لیے
شفاعت کرین اور وہ اصل عبارت مواہب لدنیہ کے نسخون مین واما ما یفتریہ الجہال مرقوم ہی چنانچہ اسکے بعد کا فقرہ فہو
من خدع الشیطان اسپر صریح دلالت کرتا ہی مگر جو نسخہ کہ شیخ عبدالحق دہلوی کو پہنچا سو اسمین واما ما یفتریہ الجہال نظر آیا سو
شیخ نے تامل کئے بغیر لکھدیا کہ اینکہ افترائی کنند جہال الخ اور ظاہر ہی کہ اس تمام عبارت مواہب لدنیہ کا مضمون دوسرے مفسرین و محدثین اور ائمہ
اہل سنت وجماعت کے اسناد مذکورہ کے سراسر مطابق ہی اسیواسطے اگلے حفاظ حدیث جیسے ابن حجر مکی اور امام سیوطی اور ملا علی قاری اور امام
شعرانی وغیرہم سارے محققین کوئی اسپر اعتراض نکئے پھر اب شیخ عبدالحق کا رد اسپر کیسا ہو سکیگا اور سوا اسکے مواہب لدنیہ کے اس قول کا خلاصہ
مضمون شیخ عبدالحق کے قول مین بھی موجود ہی یہہ کہ معلوم است کہ شفاعت بے اذن حق و رضای او نمی باشد۔ ہو وہ جو قول شیخ کا ہی کہ لیکن وی بے
اذن میکند و رضا میدہد بشفاعت بیہودہ قول بھی انہی کی تصریحات کے خلاف ہی جو شرح مشکات کے باب شفاعت وغیرہ مین خود لکھے ہین چنانچہ رے
مسندات آگے مذکور ہو چکے ہین دیکھلو اور سوا اسکے شیخ عبدالحق اسی کتاب کے باب استحباب المال والعمر الطاعت کے دوسرے فصل کے آخر مین خود
لکھے ہین و عن شداد بن اوس برادرزادہ حسان بن ثابت است در او دیدار او صحبت است نزول کرد بہ بیت المقدس معدود است در شامیین
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکیس من دان نفسہ زیرک و فرزانہ و توانا کسیست کہ مطیع و فرمان بردار و زبون گرداند
نفس خود را و عمل لما بعد الموت و کار کند برای ثواب و جزا کہ بعد از موت بیاید والفاجر من اتبع نفسہ ہواہا و تمنی و نادان و ناتوان کسی
ست کہ پیروی گرداند نفس خود را ہوای نفس را یعنی ہرچہ نفس خواہد از محرمات و شہوات بدہد او را و با نفس بر نیاید و در دست شہوت وی عاجز بود و
اسیر ہوای نفس گردد و تمنی علی اللہ با وجود آنکہ معصیت می ورزد و بر خلاف فرمان حق میرود و عمل خیر نمیکند و توبہ و استغفار نمی نماید آرزو و
خواہش دارد بر خدا کہ راضی گردد و بہ بخشد و بہ بہشت در آرد رواہ الترمذی و ابن ماجہ شیخ ابن عباد شاذلی رحمۃ اللہ علیہ در شرح
حکم میگوید کہ علماء باللہ گفتہ اند رجاء کاذب کہ مغرور گرد صاحب آن بدان و باز ماند از عمل و دلیر گرداند او را بر گناہان بحقیقت رجا نیست
بلکہ آن آرزو و فریب شیطان است معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ گوید کہ گفتہ اند طلب جنت بے عمل گناہی است از گناہان و امید شفاعت بے
سبب علاقہ نوعیست از فریب و امید داشتن رحمت از کسی کہ فرمان برداری نکند او را حمق و جہالت است و حسن بصری گوید کہ قومی را بآن
داشت آرزوہای آمرزش تا بیرون رفتند از دنیا و حال آنکہ نیست ایشان را حسنہ میگوید یکے از ایشان نیک دارم گمان را بر پروردگار خود
کہ آمرزندہ است دروغ میگوید اگر نیک بودے گمان وی بہ پروردگار نیک کردی عمل را میگوید دور باشید ای بندگان خدا ازین آرزوہے
باطل کہ اینہا وادیہای احمقان است کہ افتادہ اند در وے بخدا سوگند نداد خداوند تعالی ہیچ بندہ را بآرزوہای او خیرے نہ در دنیا و نہ در آخرت و
عمرو بن منصور یکی از یاران خود نوشت کہ تو امل داری بدرازی عمر خود و آرزو می داری بر خدا انکار بد خواہش دارے کہ آہن سرد میکوبی اعاذ
نا اللہ منہ انتہی یارو اس عبارت کو اول سے آخر تک خوب دیکھئے اور غور کیجئے کہ کیا لکھا ہوا ہی پھر شیخ عبدالحق کا رد صاحب مواہب لدنیہ
کے اس قول پر کیونکر ہو سکیگا بلکہ تعجب شیخ سے ہی جو صاحب مواہب لدنیہ کے قول پر تعجب کرکے خود ہی تعجب کے مورد بنگئے قول خیر الزاد پوشیدہ تر از قولی

مراد از کسانیکہ حقسبحانہ ایشانرا بلا شفاعت دیگرے از آتش دوزخ نجات دہد مردمانی اند کہ ایمان بانبیای سابقین آوردند و ہیچ عمل صالح بجز ایمان از

ایشان بوجود نیامد و آن فرقہ خارج اند از امت محمدیہ کذا فی المرقات شرح مشکات انتہی یار و یہہ قول بعض کا ہی لیکن بڑے بڑے محققان اسکا خلاف

لکھے ہین چنانچہ قاضی عیاض اس بات کو ترجیح دیتے ہین کہ وے لوگ امت محمدیہ سے ہونگے اور ابن حجر عسقلانی صحیح بخاری کی شرح فتح الباری مین کتاب التوحید

کے درمیان شفاعت کی حدیث مین لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو ضم نفرمانی سو وجہ تین لکھے ہین قولہ من کان یشہد ان

لا الہ الا اللہ قال القرطبی لم یذکر الرسالت اما لانہا لما تلازمہا فی النطق غالبا وشرطا اکتفی بذکر الاولی ولان الکلام فی حق جمیع

المومنین من ہذہ الامۃ وغیرہا ولو ذکرت الرسالت لکثر تعداد الرسل قلت الاول اولی انتہی یعنے قرطبی کہے کہ یہان حدیث مین ذکر

رسالت کی نہین آئی سو یا اسواسطے ہے کہ جبکہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ رسالت کا ذکر کرنا اکثر لازم پڑا ہے نطق کے رو سے اور اسکا شرط پڑا ہے اسلئے اکتفا

کیا توحید کی ذکر پر یا یہہ ہے کہ یہہ کلام حق مین سارے مسلمانونکے ہے اس امت کے اور اگلی امتون کے پس اس صورتمین اگر ذکر رسالت کی کیا جاوے تو بہت رسولون

کو ذکر کرنا پڑیگا اور ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ اپنے پاس پہلی بات اولا ہے خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ جب لا الہ الا اللہ کہا تو حقیقت مین محمد رسول اللہ کہہ چکا

اور اسی بحث شفاعت مین باسٹھوین صفحہ مین شفاعت بالاذن کے بیان کے شروع مین لکھا ہے تیسری صورت یہہ ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی

مگر وہ ہمیشہ کا چور نہین چوری کو اسنے کچہ اپنا پیشہ نہین ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اسپر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے بادشاہ کی آئین

کو سر اور آنکھون پر رکھکر اپنے تئین تقصیروار سمجھتا ہے اور لایق سزا کے جانتا انتہی اس عبارت سے بعضے بدگمان جو کہتے ہین کہ گناہ کبایر کے بخشے جانیکا انکار

پایا جاتا ہے سو انھونکی کور باطنی اور بدگوہری ہے کیونکہ نفس کی شامت سے قصور ہو وہی گناہ کبیرہ ہے چنانچہ گناہ کبایر بخشے جانیکے باب مین چھتیسوین صفحہ مین پہلے ہی مفصل

لکھ چکا ہے کہ اخرج الترمذی رضی اللہ عنہ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللہ تبارک وتعالی

ابن آدم لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا لاتیتک بقرابہا مغفرۃ مشکوۃ کے باب الاستغفار مین لکھا ہے ذکر کیا

ترمذی نے کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ ای آدم کے بیٹے بیشک جو تو مجھسے ملے دنیا بھر گناہ لیکر پھر ملے تو مجھسے کسی نہ شریک ٹھہرا ہوا

کسیکو تو بیشک لاؤن مین تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر یعنے اس دنیا مین سب گنہگارونے گناہ کیے ہین فرعون بھی اسی دنیا مین تھا اور ہامان بھی اسی دنیا مین بلکہ

شیطان بھی اسی مین پھر یون سمجھے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگارون سے ہوئے ہین سو ایک آدمی وہ سب کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اسکے گناہ ہین اللہ صاحب

اتنی ہی بخشش کریگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہین جیسے کہ شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہین اور یہی حق ہے اسلیے

کہ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہوا کہ کسیکو اللہ کے سوا مالک نسمجھے اور اسکے سوا کہین بھاگنے کی جگہہ نجانے اور یہہ اسکے دلمین خوب ثابت ہو جاوے کہ اسکے تقصیروار

کو اس سے بھاگ کر کہین پناہ نہین اور اسکے مقابل کسی کا زور آور کار نہین چل سکتا اور اسکے روبرو کسیکی حمایت نہین چلتی اور کوئی کسیکی سفارش اپنے اختیار

سے نہین کر سکتا سو جب یہہ بات خوب دلمین ثابت ہو جاوے پھر جتنے گناہ اس سے ہونگے بشریت کی راہ سے ہونگے یا بھول چوک کر اور ان گناہونکا ڈر اسکے دل میں

گھر رہا ہوگا اور انکے لیے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا او بیشک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت بہت آتی ہے جون جون اس سے گناہ

ہونگے اسکے موافق اسکی یہہ حالت بڑھیگی اسی قدر اللہ کی رحمت بھی بڑھیگی سو یہہ سمجھ لیا چاہیے کہ جسکی توحید کامل ہے اسکا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی

عبادت وہ کام نہین کر سکتی فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے یعنی تقصیروار ہزار درجہ بہتر ہے باغی خوشامدی سے کہ یہہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور

وہ اپنے فریب پر مغرور انتہی اور کتاب صراط المستقیم جو تقویۃ الایمان کے مصنف مولانا اسمعیل شہید کی تصنیف ہے اسکے دوسرے تیسوین صفحہ مین بھی مفصلا

لکھا ہوا ہے باید دانست کہ آنچہ از تہذیب اخلاق بہ تخلی از رذائل و تحلی بفضائل و اصلاح اعمال و عبادات مفصلا بیان شدہ این ہمہ برائے کسیست کہ طالب رضای خدا

حق تعالی باشد و بار رضا دی مقبولیت وعزت و اعتبار بارگاہ حضرت ذوالجلال حاصل نماید و مدار نجات بر این موقوف نیست بلکہ مدار نجات صرف کلمہ ایست کہ از صدق

دل و اعتقاد درست گوید و از اعتقاد بد و کلمہ کفر محترز باشد ہر چند کبائر عمدہ مثل زنا و غیرہ از وی صادر شود لیکن ہر کہ بتصدیق دل و اذعان دل کلمہ گفت نجات خواہد یافت

و بہشت خواہد رسید و ہر کہ معتقد و مصدق مضمون کلمہ خواہد بود لابد کہ قبائح را قبیح خواہد دانست و بیزار و پشیمان از ان خواہد شد گو بالکل آن را ترک نکند بلکہ

مرتکب آن ہر روز چند بار بلکہ صد بار شود و ارتکاب گناہ ہم صور مختلفہ دارد ارتکاب گناہ باین صورت کہ گناہ کند و در عین مشغولی بگناہ حقتعالی را غفور رحیم داند و ہمینرا

دانست موجب جرأت و دلیری او بر گناہ گردد اقبح صور ارتکاب معاصی ست چہ باین صورت مرتکب گناہ شدن گویا استہزاء بحضرت حق جلشانہ کردن ست

معاذ اللہ من ذلک و این صورت موجب توجہ غضب الہی بر مرتکب گناہ میگردد و شخصی در وقت گناہ خود را ہالک و از کار رفتہ مستحق عقاب داند گو من بعد توبہ بکند

انجام اینچنین شخص انشاء اللہ تعالی نیک خواہد شد و تعیین نیک انجامی وی حوالہ مشیت ایزدی ست اگر خواہد او را توفیق چنان عمل نیک دہد کہ مکفر تمامی سیئات

و ماحی ہمہ خطیئات شود یا آنکہ شفاعت شافعی در حق او مقبول فرماید و شافع را توفیق وقت شفاعت دہد یا آنکہ بدون ہر دو امر خود امرزش کند یا سزای

آن در دنیا یا در گور یا در حشر یا در جہنم چشانیدہ بہشت رساند انتہی۔ اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ جو فرماتے ہیں ؎ محمد کسی را شفاعت گر ست ؛ کہ بر جادۂ

شرع پیغمبر ست ؛ سو اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شفاعت مخصوص صالحون اور نیکو کاروں کو ہی بھلا اب انکے حق میں کیا کہینگے شاید انکو بھی منکر

کے سر کیا گناہ کبائر کی بخشایش کے منکر جانکر کافر کہینگے اور جناب غوث محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں قد قنعت من طاعۃ

الحق بقولک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ھذا لاینفعک حتی تضیف الیہ شیئا آخر الایمان قول و عمل لا یقبل منک ولا ینفعک اذا

اتیت بالمعاصی والزلات ومخالفۃ الحق عز وجل واصررت علی ذلک وترکت الصلوۃ والصوم والزکاۃ والحج والصدقۃ وافعال الخیر فبای

شی ینفعک الشہادتان اذا قلت لا الہ الا اللہ فقد ادعیت یقال ایہا القائل الک بینۃ ما البینۃ امتثال الامر والانتہاء

عن النہی والصبر علی الآفات والتسلیم الی القدر ھذا ھو بینۃ ھذہ الدعوی یعنے تحقیق کہ قناعت کیا تو طاعت سے اللہ تعالی کی کہنے لا

الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے یہ نہیں نفع دیگا تجھے جبتک کہ زیادہ کرے تو اسکے ساتھہ دوسری چیز کو وہ کیا ہی ایمان ہی از روی قول کے اور عمل

کے نہیں قبول کیا جاتا ہی ایمان تیرا لیسے اور نہیں نفع دیتا ہی وہ تیرے تئین جب کہ اختیار کرے تو گناہونکو اور زلات کو اور حق تعالی کی مخالفت کو اور

اصرار کرے تو اسپر اور چھوڑے تو نماز اور روزہ اور زکات اور حج اور صدقہ اور نیک کاموں کو پس کس چیز سے نفع دینگے تجھے شہادتین جبکہ کہیگا تو لا الہ

الا اللہ تو تحقیق دعوا کیا تو پوچھا جائیگا ای کہنے والے آیا ہی تیرے لئے کوئی دلیل کیا ہی وہ دلیل بجالانا حکم کا اور باز رہنا نہی سے اور صبر کرنا آفتوں

میں اور راضی رہنا قدر پر ہی سو یہہ دلیل اس دعوی کی ہی انتہی۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ جبتک ایمان کے دعوے پر اعمال نیک کا بینہ نگذارے

تو بسبب گناہون کے ایمان نفع ندیویگا پس گناہ کبیرہ کی بخشایش کی امید منقطع پایجاتی ہی کیونکہ نفع ایمان کا نجات ہی اور اعمال نیک کا نفع ترقی درجات

ہی شاید اس جناب مقدس کو بھی منکر بخشش گناہ کبیرہ کے سمجھکر معاذ اللہ اسپر طعن تشنیع کرینگے اور تقویۃ الایمان کے ساٹھویں صفحہ میں قسم سوم

شفاعت کے ضمن میں مرقوم ہی کہ اس شہنشاہ عالی جاہ کی تو یہہ شان ہی کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی و ولی اور جن و فرشتے

جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہما کے برابر پیدا کر ڈالے اور ایکدم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے انتہی۔ یاد رہے یہہ قضیہ شرطیہ ہی اور

علماء اصول وغیرہ تصریح کرتے ہیں کہ قضیۂ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہیں یعنے ہونا اسکا لازم نہیں چنانچہ ابن حجر عسقلانی کتاب اصابہ میں لکھتے ہیں حدیث

لو عاش ابراہیم لکان نبیا قال النووی فی ترجمۃ ابراہیم من تہذیبہ واما ما روی عن بعض المتقدمین لو عاش ابراہیم لکان

نبیا فباطل وجسارۃ علی الکلام علی المغیبات ومجازفۃ وھجوم علی عظیم انتہی۔ وھو عجیب مع ورودہ عن ثلاثۃ من الصحابۃ

۱۱۱ جواب تقویۃ الایمان کے قول کا جو مرقوم ہی کہ چاہے تو کروڑوں نبی و ولی اور جن و فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہما کے برابر پیدا کر ڈالے ۱۵

دکان لم یظهر لہ وجہ تاویلہ فبالغ فی انکارہ وجوابہ ان القضیۃ الشرطیۃ لا تستلزم الوقوع ولا یظن بالصحابی انہ یہجم علی مثل ہذا الظنہ

واللہ اعلم یعنے ابراہیم جیتے تو نبی ہوتے امام نووی اپنی کتاب تہذیب میں ابراہیم کے ترجمہ میں ذکر کئے کہ جو روایت کی گئی بعضے متقدمین سے کہ حدیث

لو عاش ابراہیم لکان نبیا کی باطل ہی اور جرات ہی غیب کی چیزونکے بیان کرنے پر اور اٹکل کرنا ہی اور بے اندیشہ آنا ہی وے بڑے کام کے انتہی سو یہہ بات

عجب ہی باوجود وارد ہوا اس حدیث کے تین صحابی سے اور گویا کہ نہین ظاہر ہوئی اُسکو وجہ تاویل اُسکی سو مبالغہ کئے اُسکے انکار مین اور جواب اُسکا یہہ ہی کہ

قضیہ شرطیہ نہین مستلزم ہی واقع ہونیکو اور نہین گمان کیا جاتا ہی صحابی سے کہ وے ہجوم کئے ہون ایسی بات پر اپنے گمان سے واللہ اعلم انتہی پس اُس عبارت سے

تقویۃ الایمان کی لازم نہین آتا ہی کہ محمد کے برابر کا دوسرا کو پیدا کرے کیونکہ نقلاً ثابت ہوا ہی کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیا ہین اور اللہ تعالے ایسی

بزرگی کے ساتھ کسیکو پیدا نکیا اور نہ پیدا کریگا یہان ایک پیرنابالغ یعنے فرقہ نوابیہ کا مجتہد ثانی اسلمی بلعامی اس قضیہ شرطیہ کے رد مین جو بیہودہ

سعی کیا ہی سو اُسکے کلام کا حاصل یہہ ہی کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کا دوسرا کو پیدا کرنا محالات عقلیہ کے قبیل سے ہی اور قدرت باری محال کے

ساتھ علاقہ نہین رکھتی ہی پس محمد کے سا پیدا کرنا قدرت الہی سے باہر ہی یا رو یہہ کلام بدیہی البطلان ہی بلکہ اندیشہ کفر کا ہی کیونکہ منکر قادر تو انا کی

قدرت کا ہوا ہی اور جو شخص کہ واجب و ممکن و ممتنع مین فرق نجانے مباحثہ اسکے ساتھ کیا فائدہ ظاہر ہی کہ جو شخص ایک فرد کے پیدا کرنے پر قادر ہیگا سو

اُسکا مثل پیدا کرنے پر زیادہ تر قادر ہیگا چنانچہ آیہ کریمہ واللہ علے کل شیٔ قدیر اور آیہ کریمہ اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموٰت والارض

قادر علی ان یخلق مثلہم اس بات پر ناطق ہی اور وہ جو امام غزالی کے کلام سے سند گردانتا ہی کہ لیس فی الامکان ابدع مما کان اس پیرنابالغ کی

غباوت و جہالت پر دلیل ہی کہ ابھی اُس کلام کے مغز کو نہ پہنچا اور علما جو اس عبارت پر اعتراضات وغیرہ کئے او جم غفیر علما اس قول پر طعن و تشنیع کئے ہین سو

نہین سنا یہانتک کہ شیخ برہان الدین بقاعی اس عبارت کی تاویل مین دو نسخہ تصنیف کئے ہین اور قطب وقت امام شعرانی اسکا معنی ایسا کہے کہ لعل مراد

ان جمیع الممکنات ابرزہا اللہ تعالی علے صورت ما کانت فی علمہ تعالی القدیم وعلم القدیم لا یقبل الزیادۃ وفی القرآن العظیم اعطے

کل شیٔ خلقہ فلو صح ان فی الامکان ابدع مما کان ولم یسبق بہ علمہ تعالی للزم علیہ تقدم جہل تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا

یعنے شاید مراد غزالی کی یہہ ہی کہ سب ممکنات کو اللہ تعالے اپنے علم قدیم مین جو صورتان تھے سو اُسکے مطابق ظاہر کیا اور اللہ تعالی کا علم قدیم زیادتی قبول نہین

کرتا قرآن مجید مین بھی آیا ہی کہ دیا ہر شی کو اُسکی صورت پھر اگر صحیح ہو کہ امکان مین ابدع ہی اس سے جو ہی اور علم اللہ تعالے کا اُس طرف سبقت نہین کیا

ہی تو البتہ لازم آتا ہی کہ اللہ تعالی جاہل ہونا اللہ اس سے برتر ہوا انتہی۔ اور کتاب طبقات مین اسی امام کے ہی کہ کہے سید محمد مغربی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کہ مراد

قول ہی امام غزالی کے جو لیس فی الامکان ابدع مما کان ہی یہہ ہی لیس فی الامکان ابدع حکمۃ من ہذا العالم بحکم بما عقلنا بخلاف ما استاثر

اللہ بعلمہ وبادراکہ وبابدعیتہ خاصتہ بہ فہو اکمل وابدع حسنا من ہذا العالم بالنسبۃ الیہ تعالی وحدہ یعنے نہین ہی امکان مین نہین

ہی حکمت کے رو سے جسپر ہماری عقل حکم کرتی ہی بر خلاف اسکے جو کچہ اللہ تعالی اپنے علم خاص اور ادراک خاص و ابدعیتہ خاص مین پسند کر رکھا ہو پس وہ

چیز اس عالم سے بہت نادر اور بہت کمال خوبی مین ہو گی انتہی بقدر الحاجۃ اس پیرنابالغ کے شعور پر کہ غزالی کے قول کے ظاہر مطلب کو بھی نپا سکا انھین تو لفظ ابدع یعنے

خوشتر منقول ہی سبحان اللہ پھر اُسکو مثل پیدا کر سکنے کے قول کے رد پر سند گردانتا ہی یہہ وہی مثل ہی کہ سوال از ریسمان جواب از آسمان انتظام اُس مین بطور

فائدہ کے ایک حدیث فتح الباری سے نقل کرتا ہون حدیث ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم

وعیسے کعیسے اخرجہ البیہقی عن ابن عباس یعنے روایت کئے بیہقی اس حدیث کو کہ ابن عباس کہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کہ اللہ تعالی

سات زمین پیدا کیا ہی ہر زمین مین ایک نبی ہی تمہارے نبی سریکا اور آدم آدم سریکا اور نوح نوح سریکا اور ابراہیم ابراہیم سریکا اور عیسی عیسی سریکا انتہی

یا رد تقویۃ الایمان کے مصنف نے جو کہا ہی سو محض قدرت اور سکت قادر توانا کی بیان کیا ہی جیسا امام فخر الدین رازی تفسیر مین آیہ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم کی لکہتے ہین انہ یجوز علی مذہبنا اللہ تعالی ان یدخل الکفار فی الجنۃ وان یدخل الزہاد والعباد فی النار لان الملک ملکہ لا اعتراض لاحد علیہ یعنے تحقیق کہ جائز ہی ہمارے مذہب مین یہہ کہ چاہے اللہ تعالی داخل کرے کافرون کو جنت مین اور ڈالے زاہدون اور عابدونکو دوزخ مین اسلیئے کہ تحقیق ملک اُسیکا ملک ہی نہین ہی اعتراض کسیکا اُسپر انتہی حالانکہ اللہ تعالی قرآن مین کئی جگہہ فرما چکا ہی کہ مومنون اور نیکوکارون کو جنت دونگا اور کافرونکو جہنم مین ڈالونگا پھر جو امام ایسا کہے سو اس سے یہہ نہین ثابت ہوا کہ اللہ تعالی ایسا ہی کریگا محض اُسکا اختیار اور مالکیت بیان کئے کہ جو چاہے سو کر سکتا ہی اور اسیطرح مسیح الازہر مین لکھا ہی قد ورد فی حدیث دوی موقوفا ومرفوعا لو ان اللہ عذب اہل سمواتہ واہل ارضہ عذبہم وہو غیر ظالم لہم ولو رحمہم کانت رحمتہ خیرا لہم من اعمالہم رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ یعنے تحقیق آیا ہی حدیث مین جو موقوف و مرفوع مروی ہی کہ اگر تحقیق اللہ تعالی عذاب دیوے اپنے آسمان و زمین کے لوگون کو تو عذاب دیوے اُنکو جس حال مین کہ غیر ظالم ہی اور اگر رحم فرماوے اُنپر تو ہووے رحمت اُسکی بہتر اُنکے لئے اُنکے عملون سے روایت کئے اُسکو احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ انتہی ظاہر ہی کہ سارے انبیا اور املاک و شہدا وغیرہم لایق عذاب کے نہین اور مغفور ہین بلکہ شفیع ہونا اُنکا ثابت ہی پھر جو حدیث شریف مین ایسا آیا ہی سو یہان سمجھ لیجئے اور ایسا ہی قطب وقت امام شعرانی طبقات مین لکھتے ہین کہ کہا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ فرمایے عطا رضی اللہ عنہ ما من ملک مقرب ولا نبی مرسل الا وللہ الحجۃ علیہ ان شاء غفر لہ وان شاء عذبہ یعنے نہین کوئی مقرب فرشتہ اور پیغمبر مرسل مگر یہہ کہ ثابت ہی حجت اللہ تعالی کی اُسپر اگر چاہے بخشدے اُسکو اور اگر چاہے عذاب کرے اُسکو انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی بھی شرح مین فتوح الغیب کی حدیث عایشہ کے بیان مین لکہتے ہین انہا سألت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یدخل الجنۃ بعملہ فقال لا الا برحمۃ اللہ فقالت ولا انت فقال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ ووضع یدہ علی ہامتہ وذلک لان اللہ عز وجل لا یجب علیہ لاحد حق ولا یلزمہ الوفاء بالعہد یعنے لازم نیست حق تعالی را بسر بردن عہد وعدہ از جہت غنای ذاتی ولاابالی درگاہ وی اگرچہ بتفضل وکرم خود چیزے چند را برا بندگان ضامن شدہ برخود گرفتہ چنانچہ رزق رسانیدن در دنیا و ثواب دادن در آخرت اما بروی واجب لازم نیست کہ اگر نکند بروے اعتراض لازم آید سے پروردگار آن کند کہ خود خواہد؛ حکم بر کردگار نتوان کرد؛ بل یفعل ما یرید یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء ویرحم من یشاء فعال لما یرید لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون انتہی اور اُسی عبارت مذکورہ تقویۃ الایمان کی جو یورپ نژاد نے اعتراض کیا ہی سو اُسکا رد بھی ہو چکا یا رو ظاہر ہی کہ لفظ ڈالنا ہندی زبان مین جب فعل امر سے لاحق ہوتا ہی تو ایک کام کے اتمام کی تاکید کا فائدہ بخشتا ہی جیسے کر ڈالنا دے ڈالنا مار ڈالنا دھو ڈالنا کھو ڈالنا وغیرہ مگر یورپ نژاد نے پیدا کر ڈالے کا ترجمہ پیدا کردہ انداختن لکھا ہی سبحان اللہ قاضی ہا زیل کو ہنوز ہندی بات مین خوب دخل نہین تسپر علم و فضل مین کوس انا ولا غیری بجانا طرفہ حماقت ہی اگرچہ یہہ حماقت اُس یورپ نژاد بلائے آوردہ ہی جاوے تاہی کہا وتا ہی لینے والے سے کچھ عجب نہین لیکن تر اعجب یہان کے تربیت یافتہ امرا ملک سارے نوابیہ فرقے سے ہی کہ ایسے بے شعور بلائے کو اپنا مجتہد وقت مانتے ہین اور اُسکی بات کو وحی کی سر کیا جانتے مصرع آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت ۱۲ قول خیر الزاد یورپ نژاد وجای گفتہ اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے آدمی اور جن جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاوین تو اس مالک الملک کی سلطنت مین اُنکے سبب کچھ رونق بڑھ نجاویگی اور جو سب لوگ مثل شیطان اور دجال ہی سے ہو جاوین تو اسکی کچھ رونق گھٹ نجاویگی انتہی باید دانست کہ اگر شیطان و دجال مثال پیغمبر و جبرئیل شدن و پیغمبر و جبرئیل مثل شیطان و دجال گردیدنز داین ناکسان استحقار و استخفاف نیست باید

جواب میں لفظ تقویۃ الایمان [illegible] جو یورپ نژاد نے [illegible]

کردست از ایمان بشنوید وہر چہ در دل آید بگوئید انتہیٰ سچ ہی کہ یہہ عبارت صفحۂ مذکور مین تقویۃ الایمان کے مرقوم ہی لیکن وہ مضمون ہی حدیث قدسی کا چنانچہ مولانا محمد حیات سندی محدث رحمۃ اللہ علیہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اربعین یعنی چہل حدیث کی شرح مین لکھے ہین یا عبادی لو ان اولکم واٰخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما زاد ذلک فی ملکی شیئا لان الکمال ذاتی الذی لا یحتاج الی الزیادہ ولا یقبلہا بل من کمالہ بنشاء کونکم علی اتقی قلب رجل منکم یا عبادی لو ان اولکم واٰخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم ما نقص ذلک الکون من ملکی شیئا لان الکمال ذاتی لا ینقص بکونکم کذلکم الحدیث رواہ مسلم یعنی اے مرے بندو اگر تم مین کا اول اور آخر اور آدمی اور جن تم مین کے ایک بڑے پرہیزگار مرد کے دل پر بن جاوین مانند محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو نہ بڑھا دیگا تمھارا ایسا ہو جانا میری بادشاہی کے کمال مین کچھ کیونکہ کمال ذاتی ہی جو بڑھاؤ کا محتاج نہین اور بڑھاؤ کو قبول بھی نہین کرتا بلکہ اسیکے کمال سے یہہ پیدا ہوگا جو تم تمھارے مین کے ایک بڑے متقی کے دل کے حسب پر ہو جاؤگے اے مرے بندو اگر تم مین کا اول اور آخر اور آدمی اور پری تم مین کے ایک بڑے گنہگار مرد کے دل پر ہو جاوین تو گھٹا نیکا نہین ایسا ہو جانا میری بادشاہی مین کچھ کیونکہ کمال ذاتی ہی جو گھٹتا نہین تم ایسے ہو جانے سے الحدیث روایت کیا اسکو مسلم انتہیٰ ظاہر ہی کہ جب اتقی قلب رجل سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہوے تو افجر قلب رجل سے مراد شیطان و دجال ہوے یا دیوبندی بوربی بوڑہ ذرا دیکھیے یا اپنے دین کو نظر کیجیے کہ اس مشہور حدیث قدسی کو جانتے بوجھتے ہوے ظاہر الفاظ کو اس حدیث کے عوام کی سمجھ اور عادت کے خلاف پا کر اپنے گھر کی پاس سے کس زور و شور سے اس حدیث کو تکفیر کی دلیل گردانا ہی تا عوام یقین جان لین کہ ہان ایسا ہی ہی علاوہ یہہ کہ اس حدیث قدسی کو اصلاح بھی دیا ہی یہہ کہ ادا مضمون بدین طریق نیز متصور بود کہ کسیکی عبادت اور طاعت سے سلطنت مین اس مالک الملک کی زینت اور رونق بڑھ نہین جاتی اور نافرمانی اور بغاوت سے کسیکی اس سلطنت کی رونق اور زینت گھٹ نہین جاتی لیکن چہ کند کہ آنچہ در دل است بے اختیار بر زبانش می بر آید انتہیٰ بس وہ دیوبند بوڑہ اپنے نقل سے آپ ان بیدیان فاحشہ سے کافر ہو گیا اور اسیکا قول جو لما جاء فی الآثار نقلا عن مسند البزار لا ایمان من لا ادب لہ ہی سو اسی پر صادق آیا ہے بر بلندان سخن لسوی خود است تف بر وی فلک بر وی خود است ای مومنو دیوبندو بوربی بوڑہ جو دینی مقدمون مین کئی جگہہ دغا کھیلا ہے کہ حدیث قدسی میں بھی ایسا فریبی کلام کیا سو تمکو خوب معلوم ہو چکا پھر اس دغاباز سخن ساز کے دوسرے فریبی سخنون کو بھی اسی پر قیاس کر لیجیے اور دیکھے دکھائے اسکے فریب کے کنوے مین نہ پڑیے اور اسکے ملمع کلام پر نہ بھولیے اللہی ہمکو اور سارے مسلمان بھائیون کو ایسی دینی اور فریبی باتون سے بچا رکھنا آمین یا رب العالمین - اور جو تنہا نامہ مذکور مین لکھے ہین کہ انکار توسل ان کتابون مین ہی سو انکی یہہ بات محض غلط ہی اور حرف بہتان چنانچہ توسل کے مقدمہ مین نصیحت المسلمین کے بیسوین صفحہ مین یہہ لکھا ہی کہ لیکن یہہ جانا چاہیے کہ اولیا انبیا کو دو طرح وسیلہ پکڑنا شرک نہین ہی - اول یہہ کہ خدا کے جناب مین یون عرض کرے کہ الہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے یا علی مرتضیٰ کے تصدق سے میری فلانی حاجت روا کر دوسرے یہہ کہ ان سے اور مزار انکے کی جا کر یون کہے کہ یا حضرت تم پاک بندے ہو میرے واسطے حق تعالیٰ سے دعا کرو انتہیٰ اور تقویۃ الایمان کے ایک سو گیارھوین صفحہ مین لکھا ہی اخرج ابوداود عن جبیر ابن مطعم قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعرابی فقال جہدت الانفس وجاع العیال وہلکت الاموال وہلکت الانعام فاستسق اللہ لنا فانا نستشفع بک علی اللہ ونستشفع باللہ علیک فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان اللہ سبحان اللہ فما زال یسبح حتی عرف ذلک فی وجوہ اصحابہ ثم قال ویحک انہ لا یستشفع باللہ علی احد شان اللہ اعظم من ذلک ویحک اتدری ما اللہ ان عرشہ علی سمواتہ ہکذا وقال باصابعہ مثل القبۃ علیہ وانہ لیئط بہ اطیط الرحل بالراکب مشکوۃ کے باب بدء الخلق مین لکھا ہی کہ ابوداود نے ذکر کیا کہ جبیر نے نقل کیا کہ آیا پیغمبر خدا کے پاس ایک گنوار پس کہا ستیاں مین مرگئین جانین اور بھوکے مر رہے ہین کنبے اور نقصان ہو مال اور مر گئین مواشی سو مینہہ مانگ اللہ سے واسطے ہمارے کیونکہ ہم سفارش چاہتے ہین تمھاری اللہ

کے پاس اور اللہ کی تمھارے پاس سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ برا ہی اللہ برا ہی اللہ سو اللہ کی پاکی یہاں تک بولتے رہے کہ اسکا اثر یاروں کے چہروں میں معلوم ہونے لگا پھر فرمایا کہ کیا بیوقوف ہی تو اللہ کو سفارشی نہیں لاتے کسیکے آگے اللہ کی شان بڑی ہی اس سے افسوس ہی تجھ پر آیا جانتا ہی تو کہ کیا چیز ہی اللہ بیشک تخت اسکا اسکے آسمانوں پر اسطرح ہی اور بتلایا اپنی انگلیوں سے قبے کیطرح اور بیشک وہ چرچر بولتا ہی اس سے جیسا کہ چرچر بولے اونٹ کا پالان سوار کے بوجھ سے انتہی پھر اس حدیث کے فائدے کے بیان میں لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہی کہ اسمیں یوں پڑھتے ہیں یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ یعنے ای شیخ عبد القادر کچھ دو تم اللہ کے واسطے یہہ لفظ نکہنا چاہئیے ہاں اگر یوں کہے کہ یا اللہ کچھ دے تو شیخ عبد القادر کے واسطے تو بجا ہو سکتا ہی انتہی دیکھئے کہ بعض مقام کے موافق توسل کی صورت بیان کر چکا ہی مگر ان بزرگوار دنکا یہاں یہہ اعتراض ہی کہ قادریہ طریقے والے اس اسم کا ورد کئی دنوں سے کیا کرتے ہیں یس جواز نہیں کہنا ان بزرگوں پر اعتراض کرنا ہی یارو اول تو یہہ ہی کہ تقویۃ الایمان کا مصنف از روے حدیث صحیح لکھنا چاہئیے لکھا ہی کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا جو اسپر اعتراض کر سکیں بلکہ معترضان اس حدیث کے منکر بن جاتے ہیں دوسرے یہہ کہ طریقہ قادریہ کے متقدمین اکابر کا ان جیسے امام یافعی وغیرہ ہیں انکی کتابوں میں تو اس اسم کے ورد کی سند بلکہ حلو اس اسم کا اس لفظ کے ساتھ نہیں پایا جاتا ہی معلوم نہیں کون اس لفظ کا موجد ہی مگر اس طریقے کے متاخرین لوگ میں اس اسم کا چرچا پایا گیا یس بات پر حدیث میں صاف و صریح منع آتے ہوے اسکے جایز ہونے پر یہہ چرچا پایا کچھ دلیل قطعی نہیں ہوئی اور فتاوی خیریہ میں لکھا ہوا ہی کہ اس اسم کو لفظ شیئاً کے ساتھ پڑھنے میں علما کے درمیان اختلاف ہی بعضے تو کفر کے قایل ہی بعضے جایز کہتے ہیں شاید یہہ بزرگوار ان عالموں کو بھی جو کفر کے قایل ہیں کافر کہینگے اور قاعدہ اصول کا بھی ظاہر ہی کہ اذا اجتمع المحرم والمبیح یرجح التحریم یس اس لفظ کے پڑھنے کو منع کرنا خطا نہیں ہوگی قال الشیخ ابن حجر مکی فی قواطع الاسلام فی الکلمات المکفرۃ عند الحنبلیہ ومن ذلک ان یجعل بینہ وبین اللہ تعالی وسایط یتوکل علیہم ویدعوھم ویسالھم قالوا اجماعا یعنے قواطع الاسلام میں ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ کلمے جو مسلمان کو کافر کرتے ہیں حنبلیہ کے انہی کلمات سے یہہ ہی کے واسطے مقرر کرنا اپنے اور رب کے درمیان جو اعتماد کریں اپر اور پکاریں انکو اور مانگیں ان سے اور کہے حنبلیہ کہ یہہ بات اجماع سے یعنے چاروں مذہب وغیرہ سے ثابت ہی انتہی اور عبد الحق دہلوی شرح سفر السعادت کے اواخر میں جو حدیث شریف ذکر کئے ہیں سو وہ بھی تقویۃ الایمان کے مصنف کے قول کو تائید بخشتی ہی چنانچہ خلاصہ اس حدیث شریف کا یہہ ہی جو شخص کہ اللہ کے واسطے دیو کر کے سوال کیا تو وہ ملعون ہی اور اگر مسئول الیہ یعنے جسپر کہ سوال ہوئی باوجود قدرت رکھنے کے سوال ادا نکرے تو وہ بھی ملعون ہووے یس اس صورت میں اگر جناب غوث رضی اللہ عنہ باوجود اقتدار مراد دینے کے اعراض فرماویں تو بڑی مشکل کی بات ہی اور اگر اس مراد کے دینے پر قدرت نرکھتے ہو یا اس مراد کے باب میں انکی دعا مستجاب نہو تو سوال کرنیوالا مفت ملعون ہو جاوے چنانچہ غوث رضی اللہ اپنے ملفوظات میں خود فرماتے ہیں کہ ایکبار اللہ تعالی نے مجھے کسی بلا میں مبتلا کیا تو دعا کیا میں اسکی دفع کے لئے جناب باری تعالی میں پھر مبتلا کیا مجھے اللہ تعالی دوسرے بلا میں یس تسلیم اختیار کیا میں انتہی اور فتوح الغیب میں فرماتے ہیں لا یستجیب للعارف کل ما سال ربہ یعنے قبول نہیں کرتا ہی اللہ تعالی ہر سوال کو عارف کے انتہی اور تفسیر خازن میں مرقوم ہی تو قولہ تعالی ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک یعنی ان عبدتہ دعوتہ ولا یضرک یعنی ان ترکت عبادتہ فان فعلت یعنے ما نھیتک عنہ فعبدت غیری وطلبت النفع ودفع الضرر من غیری فانک اذا من الظالمین یعنے لنفسک لانک وضعت العبادۃ فی غیر موضعہا وھذا الخطاب وان کان فی الظاہر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فالمراد بہ غیرہ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یدع من دون اللہ شیئاً البتۃ فیکون المعنی ولا تدع ایھا الانسان من دون اللہ ما لا ینفعک الایہ یعنے فرمایا اللہ تعالی اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ بھلا کرے کام تیرا اگر عبادت کرے تو اور پکارے تو اسکو اور نہ برا کرے تیرا اگر چھوڑے تو عبادت اسکی پھر اگر یہہ تو نے کیا یعنے وہ چیز منع کیا تھا میں نے تجھے اس سے یس عبادت کیا تو میری غیر کی اور چاہا تو نفع اور دفع ضرر میرے

غیر سے تو بھی اس وقت ہی ظلم کرنیوالون سے اپنی ذات پر اسلیے کہ کیا تو عبادت کو نہین کرنیکی جگہہ پر اور یہہ خطاب اگرچہ ظاہر مین طرف نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ہی مگر مراد ان حضرات کے غیر سے ہی کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین پکارتے تھے اللہ کے سوائے کسی شئی کو ہرگز پس معنی اسکا یہہ ہی
کہ مت پکار اے انسان اللہ کے غیر کو کہ نہ بھلا کرے تیرا الایہ انتہی۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہی ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ یعنے کون ہی بڑا
گمراہ اس سے جو پکارتا ہی مصیبتوں مین اللہ تعالی کے غیر کو انتہی اسیطرح سیکڑون جگہہ اللہ جلشانہ فرمایا ہی قرآن مجید مین چاہو تو دیکھلو اور عبدالحق
دہلوی شرح مشکات کے باب توکل والصبر مین لکھے ہین عن ابن عباس قال کنت خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما ابن عباس
گفت رضی اللہ عنہما کہ بودم من ردیف آنحضرت روزی فقال پس گفت وی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا غلام احفظ اللہ یحفظک ای کودک
نگاہدار و رعایت کن حق خدا را وطالب رضای وی شو نگاہدارد خدای تعالے ترا از جمیع آفات دنیا وآخرت احفظ اللہ تجدہ تجاہک نگاہدار
خدای تعالے را ومراقب وباش بیابی او را پیش روی خود حاضر ومقابل تو بنصر و اعانت واذا سالت فاسال اللہ چون سوال کنی وچیزی خواہی
سوال کن وبخواہ از خدا واذا استعنت فاستعن باللہ وچون یاری جوئی پس یاری بخواہ از خدا واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک
بشئی وبدانکہ تمام امت وگروہ آدمیان اگر جمع گردند واتفاق نمایند برسود رسانیدن ترا باندک چیزی لم ینفعوک الا بشئی قد کتبہ اللہ
لک نفع توانند رسانید ترا مگر بہ چیزی کہ نوشتہ است وتقدیر کردہ آنچیز را خدای تعالے برای تو ولو اجتمعوا علی ان یضروک بشئی لم یضروک بشئی الا بشئی قد
کتبہ اللہ علیک واگر اتفاق کنند امت بر زیان رسانیدن ترا بچیزی زیان توانند رسانید مگر بہ چیزی کہ بتحقیق نوشتہ است آنرا خداوند
بر تو رفعت الاقلام وجفت الصحف برداشتہ شد قلمہا وخشک کردہ شد نامہا کنایت است از تمام شدن تقدیر وفارغ گشتن از نوشتن آن
رواہ احمد والترمذی انتہی اور شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ پندنامے مین فرماتے ہین ؎ در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ٭ زانکہ نبود
جز خدا فریاد رس ٭ ہرکہ خواہد غیر حق رای بسر ٭ کیست در دنیا از و گمراہ تر ٭ اور سلطان الاولیا جناب غوث رضی اللہ تعالی عنہ خود
اپنے ملفوظات کی تریالیسوین مجلس مین لکھے ہین سلوا اللہ ولا تسئلوا غیرہ واستعینوا بہ ولا تستعینوا بغیرہ یعنے سوال کرو تم خدا سے اور نہ مانگو
تم اسکے غیر سے اور مدد چاہو تم خدا سے اور یاری نچاہو تم اسکے غیر سے انتہی اور چوتالیسوین مجلس مین فرماتے ہین یجب علیک ان تعلم ان احدا
لا یضرک ولا ینفعک یعنے واجب ہی تجپر یہہ کہ جانے تو تحقیق کوئی نہ برا کرے تیرا اور نہ بھلا کرے تیرا اور فتوح الغیب مین فرماتے ہین ما دمت
قایما مع الخلق راجیا العطایہم وفضلہم سائلا لہم مترددا الی ابوابہم فانت مشرک باللہ یعنے جبتک کہ قایم رہے تو خلق اللہ کے ساتھہ انکی
عطا اور فضل کی امیدواری کی عالم مین اور سائل رہے تو ان سے دوڑ دھوپ کرتا ہو انکے دروازون طرف پس تو مشرک ہی اللہ کا انتہی۔ اور اسی کتاب
کی کسی جگہہ مین فرماتے ہین لیس الشرک عبادۃ الاصنام فحسب بل اذا رکنت الی غیرہ فقد اشرکت بہ عزوجل غیرہ فاحذر یعنے شرک
فقط بتون کا پوجنا نہین ہی بلکہ جب میل کرے تو طرف غیر خدا کے تو تحقیق شریک کیا تو نے اللہ جل شانہ کے ساتھہ اسکے غیر کو پس ڈر اس سے انتہی پس
تقویۃ الایمان کے مصنف پر اعتراض کرنا بڑی جہالت وحماقت ہی طرفہ یہہ ہی کہ خود پیر منع فرماتے ہین کہ ایسا مت کہو لیکن مریدان ضد کرتے ہین
کہ ہم ایسا ہی کہینگے اور اسکے منع کرنیوالے کو گالیان دینگے لیکن یہہ گالیان حقیقت مین پیران پیر طرف رجوع کرتے ہین معاذ اللہ کیونکہ آپ بھی
تو اس بات کی ممانعت کرتے ہین یارو تو آپ ہی فرقے والے ظاہر مین تو پیران پیر کی مرید بنکا بڑا دم مارتے ہین پر حقیقت مین بڑے مردود ان ہین
جیسے منافقان حقیقت مین تو اللہ ورسول کے کلام کے منکر ہین اور ظاہر مین کلمہ بڑے زور سے پڑھتے ہین ؎ لب پہ ہی لا الہ الا اللہ ٭ پہ
دل اندر بہت شریک لہ ٭ اور سوائے حق تعالی کے کسیکو ندا کرنا غایب کو اس عقیدے سے کہ وہ ہر وقت جانتا اور سنتا ہی سو اسکا حکم از روی تحفہ کے یون

کے بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں جسنے امام فخر الدین رازی آیہ قل لا اقول لکم عندی خزاین اللہ ولا اعلم الغیب کی تفسیر جو لکھے ہین سو اُسکا خلاصہ یہہ ہی کہہ ای محمد
کہ مین نہین کہتا ہون کہ مین موصوف ہون اس قدرت کے ساتھ جو لایق پروردگار کے ہی اور بھی کہہ کہ مین موصوف نہین ہون علم غیب سے پھر لکھے ہین کہ ان دونو کلام کے مجموعے سے حاصل
ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوے الوہیت نہین کرتے تھے انتہی اور ملا علی قاری مسیح الازہر شرح فقہ اکبر مین لکھے ہین وقد صرح الحنفیہ بالکفر باعتقاد
ان النبی یعلم الغیب یعنے تصریح کئے حنفیہ کفر مین اُس شخص کے جو اعتقاد کرے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہین انتہی اور بحر الرائق مین مرقوم
ہی لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد لاعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعلم الغیب یعنے اگر کوئی نکاح کرے شہادت سے
اللہ اور رسول خدا کے تو نہین صحیح ہوتا ہی نکاح اسلئے کہ اعتقاد کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کرکے انتہی اور اسیطرح فتاوی عالمگیریہ اور خلاصہ
اور خزانیہ وغیرہ مین مرقوم ہی اور ابن حجر مکی شرح ہمزیہ مین لکھے ہین کہ من زارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا صلی وسلم علیہ عند قبرہ یسمعہ
سمعا حقیقیا ویرد علیہ من غیر واسطۃ وان سلم وصلی علیہ من بعید لا یسمعہ الا بواسطۃ تدل علیہ احادیث کثیرۃ یعنے اگر
کوئی زائر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر درود وسلام پڑھے تو اُسکو سنتے ہین رسول خدا سماعت حقیقی سے اور جواب سلام کا فرماتے ہین
بغیر واسطے کے اور اگر درود وسلام بھیجے دور سے تو نہین سنتے ہین اُسکو مگر بواسطہ اور دلالت کرتے ہین اس بات پر بہت سے احادیث انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی
رسالے مین تحصیل البرکات فی بیان التحیات کے لکھے ہین اگر گویند خلاف مرحاضر را بود وآن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درین مقام نہ حاضرست پس توجیہ این خطاب
چہ باشد جواب آنست کہ چون درین کلمہ در اصل یعنے در شب معراج بصیغہ خطاب بود دیگر تغیر نداد بر بیان اصل گذاشتند و در بعضے از شروح بخاری میگوید کہ
صحابہ در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصیغہ خطاب میگفتند وبعد زمان حیاتش این چنین میگفتند السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بلفظ
خطاب فائدہ سلام زایر آن بواسطہ بسمع شریف میرسد واز دیگران بوساطت ملایکہ سیاحین کہ در حضرت عزت ایشان را بتبلیغ صلوۃ وسلام از امت
بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگماشتہ اند چنانچہ در احادیث واقع ست واللہ اعلم انتہی اور بزازیہ وغیرہ فتاوی مین لکھے ہین من قال ان
ارواح المشایخ حاضرۃ تعلم یکفر کذا قال الشیخ فخر الدین ابو سعید عثمان الجیانی بن سلیمانی الحنفی فی رسالتہ ومن
ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقد بہ ذلک کفر کذا فی البحر الرائق خلاصہ ان سندون کا یہہ ہی کہ کوئی شخص کہے کہ اولیا
کی ارواح ہر بات کو جانتے ہین اور اعتقاد رکھے کہ تحقیق میت متصرف ہوتی ہی عالم کے کامون مین بالذات پس وہ کفر ہی اور کوئی بزرگ فرماتے ہین رباعی
علم غیب ہرگز نمیداند بجز پروردگار ۞ گر کسی گوید ہمی دانم ازو باور مدار ۞ مصطفی ہرگز نگفتے تا نگفتے جبرئیل ۞ جبرئیل ہرگز نگفتے تا نگفتے کردگار ۞
دیکھئے ان سندون کے رد سے ثابت ہوا کہ غیب دانی کے اعتقاد سے کسی غایب کو ندا کرنا جایز نہین اور قاضی [illegible] نے اپنے اُس فتوے مین کہ جسکے بعضے غلطیون
کا مفتی بدر الدولہ لکھے تھے لکھا ہی کہ اگر بگوید کہ یا رسول اللہ بسر استفادہ واولاد من نصیب کن وافلاس من دور فرما اصلا ومطلقا روا نیست فضلا عن
الندا باولیاء امتہ انتہی پس اس صورت مین بھی یا شیخ عبد القادر شیئا للہ کہنا ممنوع ہوا اور امیر الدولہ بہادر توبہ نامے مین فرنگی محلی نے خدا ورسول کو
حاضر وناظر جانکر توبہ کیا ہون کرکے لکھا تھا تو یہ بزرگوار خود رسول اللہ کو حاضر وناظر جاننا شرک ہی کرکے اُس توبہ نامے سے لفظ رسول کو نکلوا چکے ہین چنانچہ اُسکا
ذکر آگے ہو چکا ہی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب دان سمجھنا کفر ہووے پھر دوسرون کو غیب دان جاننا کیونکر صحیح ہوسکے پس اس رد سے بھی یا شیخ
عبد القادر شیئا للہ کہنا بیجا ہے اور اعتقاد نیک جو موجب نجات اور قرب خدا ہوسکے وہی ہی کہ موافق قرآن وحدیث کے ہو شرع شریف مین فقط
لینے دینے ایسی اعتقادات اور باپ دادون کے رسمیات اور ادھر ادھر کے قصے کہانیان کام نہین آتے ہین بلکہ سوائے خرابی آخرت کے کچھ پھل نہین دیتے
سبحان اللہ عجب حماقت ہی اُن لوگونکی کہ جس بات کے کہ آپسمین آپ قائل ہین پھر اس بات کا اورون پر اعتراض کرکے الزام پاتے ہین اگر یہ اعتراض کرنیوالے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہین او قرآن و احادیث کو صحیح جانتے ہین اور اُنکے احکام ماننے او بجالانیکو باعث نجات و قرب بوجتے ہین او اُمور دین
کے تابع ہین تو البتہ ان باتون کو مان لینگے نہین تو اپنے ہی اعتقاد فاسد پر جان دینگے خس کم جہان پاک اس سے ہمارا کیا بگڑیگا اور دین محمدی مین کیا نقصان اویگا او
امام سیوطی کتاب انموذج اللبیب فی خصایص الحبیب مین لکھے ہین۔ من استہان بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر قتل او زنا بحضرتہ یعنی جو شخص کہ اہانت کیا رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یا زنا کیا آنحضرت کے حضور مین سو کافر ہے انتہی اور ظاہر ہے کہ یہہ مسئلہ اجماعی ہے پس اس صورت مین تو آپ یہ فرقے دونون جو رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہہ حاضر و ناظر جانتے ہین اور زنا اور ایسی قبیل کے فسق و فجور و فحش گوئی وغیرہ بھی کرتے ہین سو اہانت کرنے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے کافر ہو گئے معاذ اللہ یارو استعانت کی صورت کو مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ جو تفسیر مین سورۂ فاتحہ کے لکھے ہین سو اسکو خوب سمجھ بوجھ لیجیئے چنانچہ
وہ عبارت یہہ ہے شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روزی در نماز شام امامت میکرد چون ایاک نعبد و ایاک نستعین گفت بیہوش افتاد چون بخود آمد
گفتند ای شیخ ترا چہ شدہ بود گفت چون ایاک نستعین گفتم ترسیدم کہ مرا گویند کہ ای دروغ گو چرا از طبیب دوا میخواہی و از امیر روزی و از بادشاہ یاری میجوئی
و لہذا بعضے از علما گفتہ اند کہ مرد را باید کہ شرم کند از آنکہ ہر روز و شب پنج نوبت در مواجہہ پروردگار خود ایستادہ دروغ گفتہ باشد لیکن درینجا باید فہمید کہ استعانت
از غیر بوجہی کہ اعتماد بر آن غیر باشد و او را مظہر عون الہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و او را یکی از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب
و حکمت او تعالی در آن نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و روا است و انبیا و اولیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت این نوع
استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است انتہی اور اسی سورے کی تفسیر کے چھتیسوین صفحہ مین لکھے ہین توضیح این مقام آنست کہ بندہ را بظاہر قدرتے دادہ اند کہ
بسبب آن قدرت گمان میکند کہ کردن و نکردن بدست من است لیکن ترجیح فعل بر ترک ہرگز او را از خود میسر نیست زیرا کہ اگر مرجحی از جانب بندہ باشد در ان مرجح نیز سخن خواہد بود
تا آنکہ تسلسل لازم آید پس آن مرجح نمی باشد الا از جانب خدا پس استعانت لایق نیست الا از خدا و نیز دیدہ ایم کہ جمیع خلایق مطلوبات خود را طلب میکنند حال آنکہ در قدرت
و عقل و شعور و کوشش و جد و جہد ہیچکس قصور نمیکنند و مطلب نمیرسد الا بعض الشاذ پس حصول مطلب نیست الا باعانت غیبی و نیز بارہا دیدہ شد کہ انسان از انسان
دیگر حاجتی را طلب نمودہ و آن شخص مدتہای مدید تعلل کردہ و لیت و لعل گذرانیدہ باز ناگاہ حاجت او را بر آوردہ از ہمین جا معلوم شد کہ القای داعیہ انجاح در قلب آن شخص از
جانب غیب است پس مرد مومن را کہ از شرک میگریزد از اول وہلہ باید کہ اعانت غیر را کہ بظاہر اعانت است در معنی اصلا قدرت ندارد از نظر بیندازد و باعانت
قادر حقیقی اکتفا نماید انتہی اور پانسو پچاسوین صفحہ مین بیان مین استرجاع کی آیت کی فضیلت کے لکھے ہین و بیہقی بروایت عبد اللہ بن عمر رضی آوردہ کہ چار چیز
است در ہر کہ جمع شوند حقتعالی برای او خانہ در بہشت میسازد اول آنکہ در ہر کار و بار خود التجا بخدا نماید دوم آنکہ در ہر وقت مصیبت انا للہ و انا الیہ راجعون بگوید
سوم آنکہ چون نعمتی از جناب الہی باو رسد الحمد للہ بگوید چہارم آنکہ چون گناہی ازو سر زدہ شود استغفر اللہ بگوید انتہی اور عبد الحق دہلوی محدث قدس سرہ
شرح مشکات کے خطبے کے آخیر مین لکھے ہین ۔ کار خود را بخدا باز گذار ٭ کت نمی بینم ازین بہتر کار ٭ اور فرقہ نوابیہ کا مجتہد ثانی اسلمی المعامی اپنی
سفینۃ النجات کے ایک سو چھتیسوین صفحہ مین لکھا ہے باید دانست کہ مومن موحد را احتراز کردن از طلب قضای حاجت از غیر خدا تعالی مستحسن بود و در خواستن توفیق و استعانت
از حق لازم باشد پس از غیر خدای تعالی ہیچ نخواہد و نجوید مگر آنکہ از راہ استمداد در طلب قضای حاجت خود از خدا تعالی تنہا بہ مقربان حضرت و از انبیای کرام و اولیای
عظام اگر التجا کند و توسل از ایشان جوید ہیچ محذوری و باکی از شرع شریف در ان لازم نمی آید اصلا بشرط آنکہ بیقین داند کہ این بندگان را در قضا حاجت
من ہیچ تصرفی و تاثیری جز بافاضہ حق و اعطای او ہرگز نیست و ہیچ قدرتی بر ان و تصرفی در ان مر ایشان را نباشد مگر بقدرت و تصرف حق قوت یافتہ و ماذون
شدہ واسطہ شوند کہ از خدا تعالی ایشان را کرامتی است بزرگ و عظمتی است بلید شاید کہ بحرمت نفوس طیبات ایشان و برکات آن خدا تعالی بر خود بہ بخشاید
و قضای حاجت من کند انتہی اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی سے استمداد کرے مگر کے خدا تعالی ہی سے اپنی حاجت و مطلب چاہا تو فعل مستحسن

بجا لایا اور منکر توسل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیا کا نہوا اور یہہ استمداد کرنا غیر خدا تعالی سے کچھ واجبات اور لوازمات سے اسلام کے نہین ٹھہرا
پس فرقہ نواب کہ اعتقاد وادعا کے روسے اسلمی بھی کافر ہوگیا اور استمداد کی صورت جو عبدالحق محدث قدس سرہ ترجمہ مشکاۃ شریف مین دوسرے فقہا کے بیرکا
لکھے ہین سو یہہ ہی اما استمداد باہل قبور در غیر نبی یا غیر انبیا صلوٰۃ اللہ علیہم منکر شدہ اند آنرا بسیارے از فقہا گویند نیست زیارت مگر برای رسانیدن نفع
باموات بدعاء واستغفار وقایل گشتہ اند آن بعضے از ایشان وظاہر آنست کہ از فقہا آنانکہ قایل بسمع وادراک میت اند قایل بجواز ند وآنانکہ منکر اند آنرا
این را نیز انکار کنند ونیست صورت استمداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب الہی بتوسل روحانیت بندہ مقرب درگاہ و الا وگوید خداوندا برکت این
بندہ کہ تو رحمت واکرام کردہ ورا برآوردہ گردان حاجت مرا یا ندا کند ذا را آن بندہ مقرب ومکرم را کہ ای بندہ خدا ولی وی شفاعت کن مرا د بخواہ از
خدا تعالی مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا این نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ وقادر ومعطی ومسئول پروردگار است تعالی شانہ انتہی پس اس صورت سے بھی شیخ
عبدالقادر شیئاً للہ کہنا جایز نہوا یا دو سہارن سے تم کو خوب معلوم ہوا کہ سوا ہمارے نبی اور دوسرے انبیا کے جو اہل قبور مین انکے سننے اور ادراک کرنیکا بہت سے
فقہا انکار کئے ہین سو انسے استمداد کا بھی انکار کئے ہین اور بعضے فقہا جو میت کے سننے اور ادراک کے قایل ہین سو استمداد کے جواز کے قایل ہین ظاہر ہے
کہ طریقہ محمدیہ والے تو بعض فقہا کے تابع ہو کے استمداد کے جواز کی صورتان مطابق دوسری کتابون کے اپنی تصنیفون مین لکھ دئے ہین چنانچہ نصیحت المسلمین اور
تقویۃ الایمان ہین آگے دیکھ چکے ہو اور سوا اسکے تقویۃ الایمان کے مصنف یعنے مولانا اسمعیل شہید صراط المستقیم مین بھی دو سو ستر پانچوین صفحہ مین لکھے
ہین اول الطالب را باید کہ با وضو روز انو بطور نماز نشیند و فاتحہ بنام اکابر این طریق یعنے حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید انتہی سبحان اللہ ایسے لوگون کو تو منکر توسل رسول اکرم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اور اولیا کے سمجھکر اپنے عناد قلبی اور گمراہی سے کافر کہتے ہو بھلا وے بہت سے فقہا جو سمع وادراک اہل قبور کے منکر ہین سو انکو بھی منکر اولیا سمجھکر
برسر منبر کافر کافر کیون نہین پکارا دیتے اور پورب تراونے اپنی خیر الزاد مین بھی ان لوگون کو منکر توسل رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ کرکے اپنی سچائی
دکھلانے استمداد کے جواز کی سندان جو امام سبکی کی شفاء الاسقام لیے اور شیخ ابن حجر مکی جوہر المنظم سے اور شیخ عبدالحق دہلوی کی جذب القلوب سے
لایا ہے سو ان سندون مین بھی استمداد کی صورتان رسالہ نصیحت المسلمین اور تقویۃ الایمان وغیرہ کے بیرکا مرقوم ہین یعنے الہی حرمت یا برکت سے محمد صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میری فلانی حاجت روا کر یا قبر شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جا کر کہے کہ یا رسول اللہ میری فلانی حاجت کے لئے اللہ تعالی
سے دعا فرمایئے سندان تو علانیہ ان رسالونکی تائید کرنیہارے اور شواہد ہین پھر پورب ترانے جو ان سندان لیسے رسالونکے استمداد کی صورتون کو رد کیا سو کہان ہے
خوب دیکھ بوجھ لیجئے ہان اگر ان سندون مین ایسی صورتان مذکور ہوتے کہ غایب دور سے پکارے یا رسول اللہ میری فلانی حاجت کے لئے اللہ تعالی سے
دعا فرمایئے یا قبر شریف پر کہے کہ یا رسول اللہ میری فلانی حاجت روا کر دو یا بر لاؤ تب ان رسالونکا رد ہو سکتا بل بے تیری ابلہ فریبی میان پورب ترا دیکیون
نہو جب ایسے ہوتے ایسے ہوای دو سپندار بطور فائدہ کے یہان ایک آیت کی تفسیر حنفیہ کے پیشوا مولانا شاہ عبدالعزیز محدث قدس سرہ کی تفسیر سے لکھتا ہون
دیکھئے تبارک کے سیپارہ مین سورۃ الجن کی تفسیر مین لکھا ہوا ہے وانہ لما قام عبد اللہ یعنے وآنکہ ہر گاہ برمی خیزد بندہ خدا و از ان جہت کہ بندہ بست
او را خواندن خداوند خود ضرورت تا عرض مطلب خود نماید و لہذا برای این برمی خیزد کہ یک عوہ یعنے تا بخواند خدا را و لسبب کردخواندن او حضرت
حق بر قلب او تجلی فرماید و بہترین مکانات بدنش کہ دل است محل نزول نور الہی گردد و تعالی دران محل مہمان شود کادوا یکونون علیہ لبدا یعنے
قریب است کہ آدمیان وجنیان بر آن بندہ ہجوم آوردہ مانند نمد توبرتو شوند یکی از ان بندہ طلب فرزندی کند ودیگری طلب روزی ودیگری طلب خدمات
ودنیا ودیگری کشف کونی وعلی ہذا القیاس وبسبب این ہجوم آوردن ہم اوقات او منقبض ومشوش میکنند وہم خود در ورطہ شرک وکفر گرفتار میشوند

مثلاً انبیا اولیا پیر و شہید بھوت و پری کو رتبے مین برابر کر دینے کی تہمت جو گمراہان تقویۃ الایمان وابید لگائے ہین سو انکا بیان

دمی فہمند کہ چون نور الٰہی بخانہ در دلی این بندہ بسبب کمال ذکر و عبادت نزول فرمود گویا این بندہ شریک کارخانہ خدائی شدہ و او را وجاہتی وقدری نزد حضرت حقتعالی پیدا شدہ کہ ہرچہ این بگوید حقتعالی بعمل آرد چنانچہ در دنیا مہمان را خاطرداری میزبان ہمین مرتبہ می باشد ولہذا اہل دنیا تجسس باشند دبادشاہ امیر و حاکم و فوجدار در خانہ ہرکہ میآیند از وی حل مشکلات و حاجت روائی می جویند و ہمین خیال فاسد کہ در حق بندگان خدا با خدا ہم میرسانند در ورطہ پیر پرستی و گور پرستی می افتند و درین حادثہ جنیان و آدمیان ہر دو شریک اند و ترا منصب رسالت ثقلین ہست اگر این امور حق خود خوف کنی لیس این ہر دو فرقہ و انتکاف قل انما ادعوا ربی یعنی بگو کہ سوای این نیست کہ من میخوانم پروردگار خود را تا از ظلمت کدہ دل مرا بنور تجلی خود مشرف سازد و لا اشرک بہ احدا یعنی و ہرگز شریک نمیکنم با او ہیچ کس را و چون من با او ہیچ کس شریک نکردم و بخواندن پروردگار خود مشغول شدم پس از دیگران کے روا خواہم داشت کہ مرا بخوانند یا مرا با او شریک مقرر کنند و اگر این ہر دو فرقہ از تو توقع نفعی یا ضرری داشتہ ترا بخوانند و شریک مقرر کنند پس صاف قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا یعنی بگو بہ تحقیق من ہرگز مالک نیستم برای شما ضرری را و نہ تدبیر مطلب رسی را چنانچہ پیش از من دکلاء و سفرای جنیان و ارواح ضالہ بنی آدم اہل دنیا را بطمع منفعتہا و خوف مضرتہا می فریفتند و خود را نزد آنہا مالک نفع و ضر نمود میکردند حالا این دفتر را گاو خورد و اگر از حادثہ و مصیبتی بتو پناہ آرند و بخواہند کہ از غضب خدا در دامن تو پناہ گیرند پوست بر کندہ قل انی لن یجیرنی من اللہ احد یعنی بگو بہ تحقیق من خود درین حالتم کہ ہرگز پناہ نمی تواند داد مرا از غضب خدا ہیچ کس و لن اجد من دونہ ملتحدا یعنی و ہرگز نخواہم یافت در وجدان خود وقت ہیچ سوای خدا ہیچ جای رجوع و میلان تا بسوی آن رجوع و التجا کنم الا بلاغا من اللہ و رسالاتہ یعنی مگر رسانیدن پیغام خدا و احکام ہای او بسوی خلق کہ درین حالت مرا از حق تعالی بسوی خلق توجہ کردن و رجوع آوردن ضرور میافتد و از کمال خلوص توجہ الی اللہ و رجوع بسوای او نزول میکنم انتہی بقدر الحاجت ظاہر انتہی اگر قرآن کو سچ جانتے ہو تو اسکو مانئے اور اولیاء اللہ کا حال اسی پر قیاس کر لیجیئے چنانچہ مثل مشہور ہی کہ جیسے رب اودہر سب اور اللہ یار تو ہیر مددگار اور امام فخر الدین رازی تفسیر من آیہ قل اغیر اللہ اتخذ ولیاء فاطر السموات الایہ کی لکھے ہین ان ما سوی اللہ محتاج فی ذاتہ و صفاتہ و فی جمیع ما تحت یدہ و الحق سبحانہ ہو الغنی لذاتہ الجواد لذاتہ و ترک الغنی الجواد و الذہاب الی الفقیر المحتاج ممنوع عنہ فی صریح العقل یعنے تحقیق ما سوی اللہ محتاج ہین اپنی ذات و صفات مین اور تمام چیزون مین جو اسکے ہاتھ کے نیچے ہین اور حق سبحانہ تعالی اپنی ذات سے غنی اور بڑی بخشش والا اور کرم کرنیوالا ہے پس چھوڑنا غنی جواد کو اور جانا طرف فقیر محتاج کے صریح عقل کے دیکھتے ممنوع عنہ ہے انتہی شاید اس امام کو بھی مانع و منکر توسل انبیا اور ہمارے نبی اور اولیا کے سمجھکے کافر کہیہ بیٹھینگے اللہ کی پناہ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رسالہ ما لا بد منہ مین لکھتے ہین دعا از انبیا و اولیا و از اہل قبور خواستن وندر برای ایشان قبول کردن حرام ہست اور اقوال اکثر فقیہون کے اور محدثین کے اسی بات بات کو مدلل کرتے ہین اور تقویۃ الایمان کے تیرھوین صفحہ مین لکھا ہے کہ جیسے سجدہ کرنا اور اسکے نام کا جانور کرنا اور اسکی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہہ حاضر ناظر سمجھنا اور تصرف کرنی سوان باتون سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسیکا مخلوق اور اسیکا بندہ جانے اور اس بات مین انبیا اولیا جن شیطان بھوت پری مین کچھ فرق نہین یعنے جس سے کوئی یہہ معاملہ کریگا وہ مشرک ہو جاویگا خواہ اولیا انبیا سے کرے خواہ پیرون اور شہیدون سے خواہ بھوت و پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والون پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصارا پر حالانکہ وی لوگ اولیا انبیا سے یہہ معاملہ کرتے تھے چنانچہ سورہ برات مین فرمایا ہے اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ و المسیح ابن مریم و ما امروا الا لیعبدوا الہا واحدا لا الہ الا ہو سبحانہ عما یشرکون ترجمہ ٹھہرایا انھون نے مولویوں کو اور درویشون کو اپنا مالک ورے اللہ سے اور مسیح مریم کے بیٹے کو حالانکہ انکو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کرین ایک مالک کی نہین کوئی مالک سوا اسکے سو وہ نرالا ہے انکے شریک بتانے سے انتہی اور ایسی عبارت اور بھی کہین لکھی ہوئی ہے کور سوادان یہان حماقت و سفاہت سے کہتے ہین کہ اسکا مصنف انبیا و اولیا سے بد اعتقاد تھا کیونکہ انبیا و اولیا کو اور بھوت و پری کو رتبے مین برابر سمجھکر ایک ہی سلسلہ مین بیان کیا ہے یا دلائل

بے شعوروں سے پوچھیئے کہ اگر بھوت و پری کے لفظ کو بیان نکرکے فقط انبیا اولیا پیر شہید کے لفظ کو بیان کیا ہوتا تب تمہارے عقیدے کے رد سے بھی تو درست تھا اور
کچھ بے ادبی و بد اعتقادی نتھی حالانکہ اس صورت مین بھی انبیا اولیا پیر شہید سب کے سب تبے مین برابر ہوجاتے ہین اور وہی بے ادبی و بد اعتقادی موجود ہی
جب یہان ہر ایک کے مرتبے کے تفرقے کا لحاظ کرتے ہو پھر وہان بھی وہی تفرقہ موجود و ثابت ہی پس بھوت و پری بہ تبے مین انبیا اولیا پیر شہید کے برابر کیونکر
ہوسکینگے اور سوا اسکے اُس عبارت کو ذرا غور و انصاف سے دیکھو تو صاف معلوم ہوجاتا ہی کہ انبیا اولیا کو اور بھوت و پری کو کچھ مرتبے مین برابر نہین
کیا ہی بلکہ یہہ ہی کہ جیسا وہ معاملہ بھوت پری کے ساتھہ کرنا شرک ہی ویسا انبیا اولیا پیر شہید کے ساتھہ کرنا بھی وہی حکم رکھتا ہی نہ جانئے کہ فقط شیطان
بھوت پری سے ایسا معاملہ کرنیوالا مشرک ہی اور انبیا اولیا پیر و شہید سے کرنیوالا مشرک نہین فعل شرک مین بالکید تشبیہ مساوات کی دیا ہی چنانچہ وہ آیت
خود اس بات پر شاہد ہی اس مین اہانت و حقارت انبیا اولیا پیر و شہید کی کہان ہوئی معاذ اللہ مگر المراء یقیس علی نفسہ یہہ اور بات ہی اور اسکا
کچھ جواب نہین اللہ نیک توفیق دیو اور سیدھے راہ چلے بڑے بڑے عالمان منقدمین اور مفسران اور محدثان نامدار بھی لکھے ہیں چنانچہ محمد بن اسمعیل یمنی کتاب تطہیر الاعتقاد
عن ادران الالحاد مین لکھے ہین العبادۃ البدنیۃ کالقیام والرکوع والسجود والصوم والطواف والمالیۃ کاخراج جزءٍ من المال امتثالا لامرہ
مختصۃ بہ تعالیٰ فامر اللہ تعالیٰ بتوحید العبادۃ لایتم الا ان یکون الدعاء کلہ للہ تعالیٰ والنداء فی الشدائد لایکون الا للہ
وحدہ والاستعانۃ باللہ وحدہ والنحر لہ وجمیع انواع العبادۃ من الخضوع والقیام تذللا والرکوع والسجود والطواف کلہ لایکون الا للہ
ومن فعل ذلک لمخلوق من حی او میت سواء کان ملکاً او نبیاً او ولیاً او شجراً او قبراً او جنیاً فقد اشرک فی العبادۃ وان اقر باللہ وعبدہ
یعنے عبادت جو بدن سے تعلق رکھتی ہی جیسا کھڑے رہنا تصویر کی طرح کیا اور خم ہونا اور زمین پر سر دہرنا اور روزہ رکھنا اور آس پاس پھرنا اور وہ عبادت جو
مال سے علاقہ رکھتی ہی جیسا کچھ نکالنا اپنے مال سے اللہ کے حکم موافق خاص اللہ ہی کے واسطے ہی پس یگانہ جاننا اللہ تعالیٰ کو توحید عبادت مین کامل
نہین ہوتا مگر جب کہ ہر دعا اللہ ہی سے مانگے اور مصیبتون مین اللہ ہی کو پکارے اور یاری اللہ ہی سے چاہے اور اللہ ہی کے واسطے ذبح کرے اور سب طرح
کی عبادتان جیسے خضوع اور کھڑے رہنا ذلت و خواری کے ساتھہ اور خم ہونا اور سجدہ کرنا اور تصدق ہونا مخصوص اللہ ہی کے واسطے ہی جب کوئی
ان کامون مین سے ایک کام کریگا کسی مخلوق زندہ یا مردے کے ساتھہ خواہ فرشتہ ہو یا پیغمبر ولی ہو یا شیطان جھاڑ ہو یا قبر تو تحقیق اُسنے شریک کیا عبادت
مین اگرچہ وہ اقرار کرے اللہ کا اور بندگی بجالاوے اسکی انتہی دیکھئے یہان تو سوا شیطان کے جھاڑ اور قبر بھی داخل ہی شاید یہ بھی انبیا اولیا
وغیرہ کے برابر ہوگئے اور امام جلال الدین سیوطی نقایہ مین لکھے ہین - فیہ ای القرآن من اسماء الانبیاء خمسۃ وعشرون والملئکۃ اربعۃ و
من غیرہم ابلیس وقارون وطالوت وجالوت ولقمان وتبع ومریم وابوہا عمران واخوہا ھارون یعنے قرآن مین پیغمبران کے نامون سے
پچیس نام اور فرشتون کے نامون سے چہار نام اور سوا اُن نامون کے ابلیس اور قارون اور طالوت اور جالوت اور لقمان اور تبع اور مریم اور انکے
باپ عمران اور بھائی انکے ہارون مذکور ہین انتہی اب دیکھئے کہ بی بی مریم رضی اللہ عنہا کا مرتبہ تو قرآن سے ثابت ہی اور تبع اور لقمان دونو ولیان ہین
باوجود اسکے اُنکو ابلیس اور قارون اور جالوت کے ساتھہ جو بڑے سخت کافران تھے ایک ہی سلسلہ مین بلکہ اُن شیطانون کے نامونکے تحت مین بیان کئے
ہین اگر یہہ بات بد جانتے تو ایسے بڑے محدث اس طور سے نہ لکھتے حالانکہ اُن بزرگون کے نام اور اُن کافرون کے نامونکو علیحدہ علیحدہ بیان کرسکتے تھے غرض
انکا یہی تھا کہ قرآن مین انبیا و ملایک کے نام کے سوا جن جن کے نام آئے ہین سو بیان کردیوے بھلا اس بات سے کوئی احمق بھی اُن پر طعن کرسکیگا اور
امام فخر الدین رازی تفسیر مین آیہ من یرید الحیوۃ الدنیا وزینتہا الی قولہ یعلمون کی لکھے ہین یندرج غیر المومن والکافر والصدیق والزندیق
الی آخر ما قال یعنے داخل ہی غیر مومن کے اور کافر کے اور صدیق کے اور زندیق کے انتہی دیکھئے مومن اور صدیق مین اولیا و انبیا سب داخل ہین باوصف

اسکے انھونکو کافر اور زندیق کے ساتھ مسلسل بیان کئے ہین اگر ایسا بیان کرنا صدیقون سے منکر ہونیکی دلیل ہے تو امام فخر الدین رازی بھی منکر صدیقان ہوے نعوذ باللہ منہا اور قاضی عیاض مالکی کتاب شفا کے آخر مین لکھے ہین والذین اشرکوا بعبادۃ الاوثان او الملایکۃ والشیاطین او الشمس او النجوم فذلک کفر بالاجماع یعنے وے لوگ جو شریک کیئے عبادت مین بتون کو اور تھانونکو یا فرشتونکو یا شیطانونکو یا آفتاب کو یا ستارون کو

پس یہ کفر اجماعی ہے انتہی ظاہر ہے کہ ملایک مین حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام بھی داخل ہین اور انھون پر ایمان لانا فرض ہے جیسا کہ آمنت باللہ وملایکتہ او سپر دلیل بیّن ہے پھر انھونکو بتون اور شیطانون کے ساتھ بیان کئے ہین اور اُن سبکی پرستش کا حکم ایک ہی ہے کرکے لکھ دئیے ہین اور امام زورق شرح عقیدہ مین امام محمد غزالی کے لکھے ہین تخرق العادۃ للملک والنبی والرسول والولی والشیطان والساحر ولکل احد فی القیمۃ وعند الموت ھذہ کلھا بلا اسباب معتادہ یعنے خرق عادت ہوتی ہے واسطے فرشتے کے اور نبی کے اور رسول کے اور ولی کے اور شیطان وساحر کے اور واسطے ہر واحد کے قیامت مین اور موت کے وقت یہہ سب جو ہوتے ہین سو بغیر سببون کے ہین جو عادت مین ہین انتہی اور امام محمد غزالی اپنی کتاب عقیدہ مین لکھے ہین لو اجتمع الانس والجن والملایکۃ والشیاطین علی ان یحرکوا فی العالم ذرۃ او یسکنوھا دون ارادتہ ومشیتہ لعجزوا عنہ یعنے اگر جمع ہوویں انس وجن اور فرشتے اور شیاطین اس بات پر کہ حرکت دیویں ایک ذرے کو عالم مین ۔۔۔۔ یا ٹھہرا دیوین اسکو بے ارادہ اور مشیت اللہ تعالی کے تو ہر آئینہ عاجز ہو وینگے اس سے انتہی دیکھئے کہ انسانون اور فرشتون مین سب انبیا اولیا اور پیر شہید اور ملایک مقربین داخل ہین باوجود اسکے جن وشیاطین کے ساتھ بیان کرکے عاجزی کی صفت مین سبھونکو برابر کردئیے ہین اور کیمیای سعادت کے اول رکن مین لکھے ہین اگر ہمہ عالم گرد آیند از جن وانس وشیاطین وملایکہ تا یکذرہ از عالم بجنبانند یا بر جای بدارند یا بیش کنند یا کم بے خواست او ہمہ عاجز باشند ونتوانند انتہی ظاہر ہے کہ لفظ ہمہ عالم اور انس مین سارے اولیا انبیا اور ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تلک داخل ہین باوجود اسکے انھونکو شیطانون اور جن وپری کے ساتھ مسلسل بیان کئے ہین اور عاجزی وبمقدوری کی صفت مین سبھونکو برابر کرچکے ہین اور شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقرہ کی تفسیر کے چھتیوین صفحہ مین لکھے ہین ویا بچیزی است کہ توہم استقلال آن چیز در مدارک مشرکین جا گرفتہ مثل استعانت بارواح وروحانیات فلکیہ یا عنصریہ یا ارواح سایرہ مثل بھوانی وشیخ سدو وزین خان وامثال ذلک این نوع استعانت عین شرک است ومنافی ملت حنیفی است انتہی دیکھئے کہ انبیا اولیا کے ارواح کو اور روحانیت فلکیہ اور عنصریہ کو اور بھوانی اور شیخ سدو اور زین خان وغیرہ کے ارواح سایرہ کو ایک ہی رشتے مین باندھ دئیے ہین اور استعانت چاہنے کے حکم کو سبھون کے ساتھ برابر کردئیے ہین اور اسی کتاب کے پانسو اکیاسی صفحہ مین لکھے ہین ان القوۃ للہ جمیعا یعنے این مضمون را کہ قدرت وقوت محض برای خداست در جمیع امور ہیچ چیز از مال وفرزند ویار ودوست وبادشاہ وامیر وپیغمبر وپیر وفرشتہ وپری بدون حکم او مددی توانند کرد انتہی دیکھئے بادشاہ امیر وغیرہ کے نام کے تحت مین اور پری یعنے جن وشیطان کے نام کے ساتھ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھے ہین اور بمقدوری مین سبھون کے ساتھ برابر کردئیے ہین پس ان سب اکابران دین کو بھی انبیا اولیا کے غیر معتقد اور تنقیص کرنیوالے انکی شانکی جانکر منبرون پر اور کوچہ وبازار مین کافر کافر پکارنا اُن حاسدان فتنہ انگیز پر شاید فرض ہوجائیگا اور یورپ نژاد اپنی خیر الزاد مین بھی جو اس بات پر اعتراض کیا ہے سو اُسکا جواب بھی ہوچکا اور تقویۃ الایمان مین شرک کا بیان کرکے چھبیوین صفحہ مین لکھا ہے کہ اللہ سب مسلمانون پر رحمت کرے اور انکو شرک کی آفت سے بچاوے آمین قال اللہ تعالی واذ قال لقمان لابنہ وھو یعظہ یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ترجمہ اور فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ لقمان مین اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اسکو اے بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا ہے بڑی بے انصافی ف یعنے اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انھون نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسیکا حق کسی اور کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اسکے مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجیے

مسئلہ رد مین ان بے ایمانون کے جو بولتے ہین کہ تقویۃ الایمان والا چمار سے تشبیہ دیا ہے ص

اس سے بڑی بے انصافی اور کیا ہو گی اور یہہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اسیطرح عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبون سے بڑا عیب ہے انتہی نوابیہ فرقے والے اس عبارت پر اپنی بد نفسی اور بد ذاتی سے کہتے ہیں کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چمار سے تشبیہ دیا ہے کیونکہ بڑے مخلوق رسول خدا ہی ہیں اور انکا مجتہد اول قاضی ہا نربل یعنے پورب نژاد نے اپنی خیر الزاد میں بھی ایسا ہی لکھا ہے معاذ اللہ یارو یہ بد باطنان بڑے بے ادب و بے حیا ہیں نہ خدا سے ڈرتے نہ رسول سے شرماتے اور جو چاہے سو کہہ بیٹھتے ظاہر ہے کہ نہ وہاں کسی نبی کا نام کنایتاً یا صراحتاً مذکور ہے نہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مقصود ہو سکتا ہے جیسا کہ وہ بدبختان تخصیص کر لیتے ہیں حالانکہ کسی وجہ سے یہہ تخصیص نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ پہلے تو یہہ کہ اللہ تعالی جو لقمان کا اگلا قصہ بیان کیا ہے سو اس بات پر اُسنے عقلی مثال دیا ہے دوسرے یہہ کہ عوام و خواص مومنان جب آپسمیں اتفاقاً کہا کرتے ہیں کہ اللہ کے پاس ادنا اعلا سب برابر ہیں تب لفظ اعلا سے انبیا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کنایۃً مقصود سمجھکے کافر و فاسق وغیرہ کے ساتھہ اُنکو تشبیہ دیا اور مساوی کر دیا کرکے اُس کہنے والے پر طعن و تشنیع کوئی نہیں کرتا بلکہ آمنا و صدقنا کہتے افسوس ہے کہ جب لفظ اعلا یعنے بڑے سے بڑے مخلوق سے مقصود رسول مقبول نہوے تو بڑے مخلوق سے کیونکر تخصیص پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہو سکیگی تیسرے یہہ کہ محاورہ عربی اور فارسی اور ہندی میں دوسرے انبیا یعنے عیسی کو کنایتاً روح اللہ اور موسی کو کلیم اللہ اور ابراہیم کو خلیل اللہ اور اسمعیل کو ذبیح اللہ بولتے ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کنایتاً افضل المخلوقات و اشرف المخلوقات اور اشرف البشر اور افضل البشر اور سید البشر اور فخر البشر اور سید الابرار اور فخر موجودات اور خلاصۂ کائنات اور سردار دو عالم علی ہذا القیاس کہتے ہیں مگر کسی نبی کو یا رسول مقبول کو آج تک کسی نے مخلوق عظیم یا مخلوق کبیر کرکے نکہا اور نہ لکھا جو بڑے مخلوق سے تخصیص رسول مقبول ہی کے ہو سکے گرچہ بڑے مخلوق سے مراد بڑے بڑے لوگ لے سکیں اور استعمال اُسکا بڑے بڑے جثے اور شکل والے مخلوقات اور موجودات پر آیا ہے بلکہ مخلوق اعظم اور مخلوق اکبر جسکا ترجمہ بڑے سے بڑا مخلوق ہے کئی چیزوں پر مستعمل ہے چنانچہ احادیث میں آیا دیکھہ لیجئے امام سیوطی اتمام الدرایہ میں رسالۂ عقاید کے بیچ یہہ حدیث شریف لکھے ہیں۔ ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ خلق و فی روایۃ امر اکبر من الدجال یعنے آدم کی پیدایش لیکے قیامت تک کوئی مخلوق بڑا زیادہ دجال سے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی امر زیادہ بڑا دجال سے نہیں انتہی یہہ حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے اور مولانا محمد ہاشم عقاید الاسلام میں لکھے ہیں۔ ان تؤمنوا بکون العرش عظیما و قد ورد فی صفتہ الحدیث الشریف انہ ہو اعظم المخلوقات کلہا انتہی قبلۃ لحملۃ العرش من الملائکۃ یعنے یہہ کہ ایمان لاویں ہم بڑے رہنے پر عرش کے اور تحقیق آئی ہے حدیث شریف اُسکی صفت میں کہ وہ سب مخلوقات سے بڑا ہے اور وہ قبلہ ہے عرش کے اٹھانیوالے فرشتوں کا انتہی اور نوابیہ فرقے کا مجتہد ثانی اسلمی بلجامی بھی اپنی سفینۃ النجات کے ایکانویں صفحہ میں لکھا ہے کہ عرش برین اعظم مخلوقات است کہ بزرگتر ازان مخلوقی موجود نیست انتہی جب مخلوق اعظم اور مخلوق اکبر کسی نبی کو اور رسول مقبول کو نہیں کہتے ہیں تو پھر بڑے مخلوق سے جو ترجمہ مخلوق عظیم یا مخلوق کبیر کا ہے تخصیص رسول مقبول کی احمق بھی نہیں کریگا تف ہے اُن بے دینوں پر جو ایسا قیاس بد کرتے ہیں اگر کہیں کہ از روے شمول کے داخل ہیں تو ہم کہتے ہیں اور ونکے کلام میں بھی وہی قیاس ثابت و موجود ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ گلستان میں فرماتے ہیں ؎ بنی آدم اعضای یکدیگر اند ؛ کہ در آفرینش ز یک گوہر اند ؛ دیکھئے شمول کی راہ سے بنی آدم میں تو رسول خدا اور دوسرے انبیا اولیا مومن کافر سب داخل ہیں پس پیدایش کی حقیقت اور ماہیت میں سب کو برابر کر دیئے ہیں اور بوستان میں لکھے ہیں ؎ دل اندر صمد باید ای دوست بست ؛ کہ عاجز ترست از صنم ہر کہ ہست ؛ صنم بت کو بولتے ہیں اور ہر کہ ہست میں سب اولیا انبیا و محمد

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہیں پس سکوبت سے بھی عاجز تر کہے اور امام جلال الدین سیوطی کتاب نقایہ میں تصوف کی تعریف میں لکھے ہیں حدہ تجرید القلب
للہ تعالے احتقار ما سواہ الخ یعنے خالی کرنا ہی دلکو اللہ کے غیر سے اللہ کے لئے اور حقیر جاننا ماسوی اللہ کو انتہی ظاہر ہی کہ ماسوی اللہ میں سب انبیا اور
ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہیں پس چاہئے کہ سعدی علیہ الرحمہ اور امام سیوطی کو بھی کافر کافر کہہ دیں اور اُن کتابوں کے پڑھنے اور پڑھانے والوں
کو بھی کافر کافر پکارا دیں اور اُن کتابوں کو پانی میں ڈبو کے پاؤں سے کھندلوا دیں جب یہاں اور کچھ مقصود منظور رکھتے ہو تو پھر وہاں منظور نہ رکھنا
بڑی حماقت وعداوت پر دلیل ہی اور کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ جو ایک
رکن ایمان کا ہی اور منکر اسکا بیشک کافر ہی اُسمیں محمد کے لفظ کے ساتھ لفظ عبد موجود ہی اور لفظ عبد از روے شمول کے تمام بندوں پر کافر ملک
صادق آتا ہی شاید یہ بدنفسان یہاں بھی شمول کے لحاظ سے معاذ اللہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ویسی نسبت کرکے کافر قطعی ہو جاوینگے
اور لفظ عبد کو کلمہ شہادت سے نکال ڈالینگے جانے دیجئے کہ اس تمثیل سے شخص معین کی توہین لازم نہیں آتی فرض کیئے ہم کہ زور و زبردستی سے شخص
معین کی توہین لازم کرلیں تو بھی اُن بدنفسوں کا یہہ مقصود نہیں آتا یعنے تقویۃ الایمان کے مصنف کی تکفیر لازم نہیں آتی کیونکہ علما لکھ چکے
ہیں کہ لازم مذہب مذہب نہیں پھر تمثیل کا لازم کیونکر اُس مصنف کا مذہب ہوگا باوجود اسکے اگر اُسکی تکفیر کرینگے تو وہ تکفیر اُنہیں کی تکفیر کا
سبب ہو جائیگی اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کتاب لیلیٰ مجنوں میں نعت جناب رسالت میں لکھے ہیں ع ہم چنانش از کنعان رسیدہ غلامی
بود یوسف زرخریدہ ہی غور کیجئے کہ یوسف علیہ السلام نفس نبوت اور عصمت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برابر ہیں اور آپکے
بھائی ہیں اور اُنکی تعظیم وتکریم کرنا اور اُنپر ایمان لانا فرض ہی باوجود اسکے اُنکا نام لیکر غلام زرخریدہ کہے ہیں سو اس تنقیص شان سے اُنپر کفر ثابت
ہوتا ہی جب کہ فقط پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت کا لحاظ کرتے ہوئے اُنکو ہمارے پیغمبر کے غلام زرخریدہ ہیں کہکے بولنا صحیح ہوا اور کچھ تنقیص
نہوئی تو اللہ تعالی جل شانہ کی عظمت وشان کے مقابلے میں کہ جسکا مثل دیکھتا نہیں بلکہ اُسکے ساتھ کسیکو کچھ مناسبت نہیں ہوسکتی ہی اگر
کسیکو لفظ محقر کے ساتھ بیان کریں تو کیونکر تنقیص ہوگی اور کہنے والا ایمانداروں کے پاس مورد طعن وتشنیع کا نہو سکیگا چنانچہ رئیس العارفین
شیخ محی الدین ابن عربی کی تصنیف فتوحات مکی کو جو امام شعرانی مختصر کئے ہیں سو اُسکے ترالیسویں باب میں لکھا ہی نعتقد انہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم فی نفسہ مع ربہ عبد ذلیل خاشع اواہ منیب کما علیہ اقطاب اہل الورع یعنے اعتقاد رکھتے ہیں ہم تحقیق
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقت میں پروردگار جل شانہ کے آگے ایک ذلیل بندہ ہی ڈرنیوالا نرم دل اللہ سے رجوع کرنیوالا اور وہ یہہ عقیدہ
ہی کہ اقطاب اہل تقوی اسی پر ہیں انتہی ظاہر ہی کہ لفظ ذلیل محاورہ عرب میں نہایت محقر ہی باوجود اسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذلیل بندہ
کہے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ تمام اقطاب صاحب تقوی کا اسی بات پر عقیدہ ہی پس دوسرے بزرگوں پر لازم تھا کہ اُنکی تکفیر کریں لیکن کسی
بزرگ نے آج تک اُس بات پر اعتراض بھی نکیا تکفیر کا تو کیا ذکر ہی ہاں اگر کوئی شخص اہانت کی راہ سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقط
چادر مبارک میلی بھی کرکے کہا تو بیشک کافر ہوگا اب قیاس چاہتا ہی کہ یہ بدنفسان اُنکو اور سب اقطاب کو بھی کافر کافر فرماوینگے طرفہ تماشا یہہ ہی کہ
ان معترضوں سے ایک اسلمی علامی خود اپنی سفینۃ النجاۃ میں ایسی باتاں لکھا ہی چنانچہ چارسودسویں صفحے میں اُسکے مرقوم ہی کہ بندگان ہمہ در امور خلقیہ
متساوی اند انتہی دیکھئے کہ لفظ بندگان ہمہ میں دوسرے انبیا اولیا کے قطع نظر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیشک داخل وشامل ہیں تو جناب رسالت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امور خلقیہ میں کافروں کے ساتھ برابر ہوگئے اور دوسو چھہترویں صفحہ میں لکھا ہی در حدیث صحیح وارد است کہ آن حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم در یک مجلس بعد ادبار اللہم اجرنی من النار میفرمودند حال آنکہ امام متقین ورئیس معصومین بودند مراد از آن یا تعلیم وتخویف امت است

یا ازمخافت نفس خود نظر بعظمت وجلال باری سبحانہ کہ ہرچہ کند پرسیدہ نشود از آن کہ لایسئل عما یفعل شان اوست معصوم وغیر او نظر باین شان یکسانند انتہی دیکھئے تمامی انبیا کو اور اُنکے غیر کو کہ جس مین فاسق اور فاجر وغیرہ بھی داخل ہین ہیبت الٰہی مین سبکو برابر کر دیا ہی اور دوسی انیسوین صفحہ مین لکھا ہی کہ قرآن مجید کلام خداست بلاریب زیراکہ کلام بلغای عرب فصحای ایشان وخود احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کہ در غایت بلاغت اند وباوجود آن بعبارات قرآن مجید وآیات اوہیچ مناسبتی یکی بہزار ندارند چون امتیاز در شہد ورنجرف یارنما تمایز درمیان آنہا حاصلست انتہی انصاف کیجئے کہ رسول خدا کے احادیث بمقتضائے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے وحی سے ہین اور فصحاء بلغا کفار کے کلام کو احادیث کے ساتھ کچھ نسبت نہین باوجود اسکے دونونکو رتبے مین برابر کر دیکے کہا ہی کہ کلام الٰہی کے مقابلے مین دونون تعبیر یونکے سر کیے ہین حالانکہ احادیث کو جو اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ نسبت ہو دیگی سو کفار کے کلام کو ہرگز نہو سکیگی سبحان اللہ ان باتون کو حسن اعتقاد سمجھکے آپ مسلمان کہلانا اور دوسرونکو کافر جاننا آئین اسلام سے نہایت بعید ہی چیزیکہ برخود نہ پسندی بر دیگران مپسند تقویۃ الایمان کے شروع مین لکھا ہی کہ اس زمانے مین دین کی باتین لوگ کئی راہین چلتے ہین کوئی پہلونکی رسمون کو پکڑتا ہی اور کوئی قصّے بزرگون کے بیان کرتا ہی اور کوئی مولویونکی باتونکو جو انھون نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہین سند پکڑتا ہی کوئی اپنی عقل کو دخل دیتا ہی اور اُن سب سے بہتر راہ یہ ہی کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھئے اور سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگون کا یا کلام مولویون کا اسکے موافق ہو سو قبول کیجئے اور جو موافق نہو اُسکی سند نہ پکڑئے اور جو رسم اسکے موافق نہو اسکو چھوڑ دیجئے انتہی اس مقام مین بدطینتان لوگون کو بہکانے کے لیے کہتے ہین کہ مولویان ذہن کی تیزی سے نکالے ہو باتونکو سند نہ پکڑنا کرکے جو لکھا ہی اس سے معلوم ہوا کہ وہ مذاہب ائمہ اربعہ کا تابع نہین اور مذہب خامس نکالا چاہتا ہی یاد رہے یہ فقط اُن مفسدون کی مفسدی ہی کیونکہ ائمہ اربعہ کے اقوال تو قرآن وحدیث سے استنباط کئے گئے ہین کچھ وے اپنی طرف سے لگا سے تڑھائے نہین جو ایسا گمان کر سکے مگر بعضے مولویان معقولاتند کے زور سے یا امرا کی رعایت سے یا نفسانیت سے ہر زمان مین کچھ خلاف کتاب وسنت کے لکھ گئے ہین چنانچہ امام سیوطی اور امام محمد غزالی اور عبد الحق دہلوی وغیرہم لکھے ہین کہ فلانی فلانی تفسیر اور فلانی فلانی کتاب قابل اعتبار نہین اور کسی مسئلہ کی تحقیق کے مقام مین لکھے ہین کہ علمائے دیندار ایسا کہینگے اور نفسانیت وغیرہ کے سبب سے قرآن مین تاویلات کرتے ہین ویساہی اب کے مولویان بھی تو نفسانیت اور امرا کی رعایت سے جو بیان کرتے ہین سو بعضے باتان معلوم ہو چکے اور بعضے آئیندہ لکھے جاوینگے اسلئے تقویۃ الایمان کا مصنف لکھا ہی کہ مولویونکا کلام جو موافق کتاب وسنت کے نہو اُسکی سند نہ پکڑئے عامی اُن علمائے موصوفہ کے اقوال کو بسبب طوالت کے چھوڑ دیکے بطور نمونہ فقط عبد الحق دہلوی اور شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہما کے قولان لکھ دیتا ہون شیخ عبد الحق دہلوی حنفی کتاب ایراد العبارات الفصیحہ مین لکھے ہین دوم تعظیم علما وتصدیق ایشان واجبست مدامیکہ موافق دین نقل کنند وتمسک بکتاب وسنت نمایند نہ آنچہ مخالف دین گویند وبہوای نفس ومحبت دنیا حیلہ آموزی فتنہ اندازی نمایند انتہی اور حنفیہ کے پیشوا شاہ عبد العزیز محدث تفسیر سورہ بقرہ کے دو سو پانچوین صفحہ مین چند فرقون کی سرزنش کے مقام مین لکھے ہین فرقہ اول علمائے بدقماش کہ یاد بنیاداران ظالمان اختلاط می کنند وبرای لذات وشہوات آنہا وتصحیح مظالم آنہا روایات نادرہ برمیآرند وحیلہا بر می انگیزند اور اسی تفسیر کے پانسو بیاسی صفحہ مین لکھے ہین بالجملہ محبت بندہ را با خدای خود از قبیل محبتہا ئیکہ مبنی بر غرضی وتصور نفعی وضرری وتوقع حصول میباشد نباید فہمید ودرتا دیل ظواہر آیات واحادیث قدم نباید نہاد ولہذا درعوض عتاب ارشاد شدہ کہ یحبونہم کحب اللہ زیراکہ محبت مخلوقات رنگی دیگر دارد ومحبت خالق رنگی دیگر انتہی پس ان بزرگون کو بھی مذاہب اربعہ کے غیر تابع اور مذہب خامس کے بانی سمجھ اُنپر طعن تشنیع کرینگے اور جناب غوث رضی اللہ عنہ فتوح الغیب کے ساتوین مقالے مین فواید متفرقہ مین لکھے ہین کہ

لیس الشرک عبادۃ الاصنام فحسب بل ھو ایضا متابعتک لھواک ایضا السلامۃ مع الکتاب والسنۃ والھلاک مع غیرھما یعنی نہین ہی

مخالف تقویۃ الایمان کا مذہب خامس کا بانی ہونا اور صوفیون کی عزت کا بیان ۵

شرک فقط عبادت کرنے سے بتون کے بلکہ متابعت اپنی خواہش کی بھی شرک ہی اور بہتری ہی متابعت مین قرآن و حدیث کی اور بھلائی ہی اُن دونونکے غیر کی بعت مین انتہی ظاہر ہی کہ حضرت غوث رضی اللہ عنہ کوئی مذہب خامس نکالے تھے بلکہ آپ حنبلی فرماتے ہین باوجود اسکے السلامۃ مع الکتاب والسنۃ والھلاک مع غیرھما فرماتے ہین بس صاف ظاہر ہوگا کہ بیروی قرآن و حدیث کی متابعت ائمہ اربعہ کی ہوئی اور متابعت ائمہ اربعہ کی بیروی قرآن و حدیث کی ہی شاید یہ بدطینتان حضرت کو بھی مذہب خامس کے بانی سمجھکر طعن و تشنیع کرینگے اور اس مقام مین دو حدیث شریف بھی لکھتا ہون دیکھئے امام جلال الدین سیوطی کتاب جزیل المواہب مین یہ حدیث شریف لکھتے ہین اخرج البیھقی فی المدخل بسندہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہما اوتیتم من کتاب اللہ فالعمل بہ لا عذر لاحد فی ترکہ فان لم یکن فی کتاب اللہ فسنۃ منی ماضیۃ فان لم یکن سنۃ منی فما قال اصحابی ان اصحابی بمنزلۃ النجوم فی السماء فایما اخذتم بہ اھتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمۃ یعنے روایت کئے بیہقی کتاب مدخل مین اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے کہ کہے فرمایے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دئیے گئے تم کتاب اللہ سے یعنے کوئی بات قرآن مجید سے پاوین تم پس عمل اسپر واجب ہی اور نہین عذر کسیکو اُسکے ترک کرنے کے لئے پھر اگر نپاوین قرآن مجید مین تو میری سنت کہ دی ہو اگر میری سنت سے نپاو تو میرے صحابہ جو کہے سو کر و تحقیق کہ میرے اصحاب جیسے ستارگان آسمان مین ہین ویسے ہین پس جسکو پکڑینگے تم ہدایت پاوینگے اور اختلاف میرے اصحاب کا تمہارے لئے رحمت ہی انتہی اور شیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکات کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھتے ہین عنہ ای عن عرباض بن ساریہ روایت است قال صلی بنا رسول اللہ نماز گذارد با ما یعنی امامت کرد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم یک روز ثم اقبل علینا بوجھہ پس توجہ کرد بر ما بروی مبارک خود فوعظنا موعظۃ بلیغۃ پس پند کرد ما را پند کردنی سخت رسا و موثر و مقبول بلیغ آنکہ مدلول وی بمقصود برسد و بالغ نیکو رسیدہ و بلیغ و فصیح کہ بعبارت خود کنہ ضمیر برسد وذرفت منہا العیون اشک ریخت ازان موعظہ چشمہا ذرف بذال معجمہ رفتن اشک از چشم ووجلت منہا القلوب و ترسید از وی دلہا فقال رجل پس گفت مردی یا رسول اللہ کان ھذہ موعظۃ مودع گویا کہ این پند کسی است کہ وداع کنندہ است چہ شخص در وقت وداع کردن از بند و نصیحت آنچہ کردنی است چیزی فرو نگذارد و ہرچہ گفتنی است بگوید و دل ما از تصور وداع در حلت تو گرفتہ می شود و محزون میگردد فاوصنا پس وصیت کن ما را یعنے اندرزی بکن نرم و آسان تا دل ما بساید و از جا نبرد فقال اوصیکم بتقوی اللہ پس گفت وصیت میکنم شما را بہ پرہیزگاری و ترس از خدا والسمع والطاعۃ و بقبول کردن حکم امرا و فرمان برداری ایشان در آنچہ موافق شرع حکم بود و بتقوی جمع شود وان کان عبدا حبشیا اگرچہ فرضا حاکم غلام حبشی بود این مبالغہ ایست در طاعت امرا و الا بندہ امیر نبود یکی از شرائط امارت آزادی ست و این چنان است کہ در حدیث آمدہ است کہ ہر کہ مسجدی بنا کند او را بہشت خانہ بنا کنند اگرچہ آن مسجد مثل آشیانہ کنجشک بود و مسجد ہرگز ہمچو آشیانہ کنجشک نباشد ولیکن مقصود مبالغہ است در خردی و تنگی و تواند کہ بندہ حبشی نایب سلطان بود بدین تقدیر اطاعت وی بغرمود سلطان واجب گردد پس از آن علت سمع و طاعت امرا بیان فرمود بقول خود فانہ من یعش منکم بعدی زیرا کہ بدرستیکہ کسی میزید از شما بعد از من فسیری اختلافا کثیرا پس سرانجام است کہ بیند اختلاف بسیار در مردم و در سمع و طاعت امرا امن است از فتنہ کہ پیدا گردد از اختلاف و اشارت کرد بحفظ و تقوی بقول خود فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین پس لازم گیرید بر خود سنت مرا و سنت خلیفہای مرا کہ اہل رشد اند در راہ راست یافتگانند مراد بخلفای راشدین خلفای اربعہ اند و ہر کہ بسیرت ایشان رود و موافق سنت عمل کند حکم ایشان دارد و بحقیقت سنت خلفای راشدین رضی اللہ عنہم ہمان سنت پیغمبر است صلے اللہ علیہ وسلم کہ در زمان آن حضرت شہرت نیافتہ بود بعد از وی در زمان ایشان رواج یافتہ و مشہور گشتہ و مضاف با ایشان شدہ چون ممکن آن بود کہ کسی آنرا حقیقت اضافت با ایشان بدعت پندارد و رد کند و منکر گردد وصیت کرد باتباع آن پس ہرچہ خلفای راشدین بدان حکم کردہ باشند اگرچہ باجتہاد و قیاس ایشان بود موافق سنت نبوی است و اطلاق بدعت بر آن نتوان کرد چنانکہ فرقہ زایغہ کنند پس از آن مبالغہ کرد در وصیت باتباع سنت و فرمود تمسکوا بہا چنگ در زنید بسنت

من سنت خلفاء راشدین وعضوا علیہا بالنواجذ سخت بزنید برسنت دندانہا او محکم گیرید آنرا و عض گزیدن بنواجذ چہار دندان در اقصائی دندانہا کہ آنہارا اضراس حلم و اضراس عقل گویند و معنی انیاب مطلقا اضراس نیز آید و ایاکم و محدثات الامور و دور دارید خود را از کارہای نو پیدا شدہ کہ در زمان آن حضرت و زمان خلفائی راشدین نبودہ اند فان کل محدثۃ بدعۃ زیرا کہ ہر خصلت احداث کردہ شدہ بدعت است وکل بدعۃ ضلالۃ و ہر بدعت ضلالت است یا سبب ضلالت رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی و ابن ماجہ انتہی کیون یارو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کس تاکید سے ہی سو معلوم ہوگئی او معنی خوب جان چکے اسی معنی مین سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ع خلاف پیمبر کسی رہ گزید ؛ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ؛ اور سوا اسکے حضرت غوث کے اُس قول سے اور بھی ایک بات ثابت ہو چکی ہی کہ متابعت اپنی خواہش کی بھی شرک ہی یعنے خلاف حکم خدا و رسول کوئی کام کرے تو وہ بھی شرک ہی ظاہر ہی کہ چار ابرو کی صفائی کروانا سجدے لینا طرح طرح کے منکے جو کیون ہندا رمون کے سر کیا ڈالنا یا ڈلوانا اور خلافت دینے کے وقت اُسکو صندل لیپنا اور السلام علیکم کہنے کو ترک کرنا اور عشق اللہ بولنے کو طریق رسول اور فقیری سمجھنا جھنڈے شدے کھڑا کرنا عرسون مین او تیا دیون مین اور تہنیت تعزیت وغیرہ رسمون مین ہزارون انواع و اقسام کے شرک و بدعت کے کام کرنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے وقت مین تو نہین تھا اور حضرت غوث رضی اللہ عنہ بھی ایسا کئے او نہ ایسا کرنیکے لئے حکم فرمائے پس ان کامون کو اختیار کرنیوالے اور انکے جائز ہونیکے ادھر اُدھر کے قصے کہانیان جھوٹے ما دیلان بیان کرکے اصرار کرنیوالے مخالفت خدا و رسول کے حکم کی اور متابعت اپنی خواہش کی کرکے بڑی ضلالت و شرک مین پہنس ہلاک ہو گئے نام مسلمان کا کام شیطان کا اگر تم محمدیہ اور طریقہ قادریہ اور تمام اسلام مین داخل اور سچے مومن و معتقد ہو تو ان حدیثون کو اور قول غوث کو مانئے اور اپنے کئے پر توبہ کرکے انپر عمل کیجئے نہین تو پھر نام مسلمانی کا اور محبت رسول اللہ و غوث کا لیجئے اور مسلمانون کے منہہ پر سے تل جا دم لٹکانے مین بیٹھ رہئے یا کسی شیطان بھوت کے ہو رہئے یارو یہ نادانان بدکیش جو مطلق مذہب خامس کے نفی کرتے ہین سو انکو خوب نصیحت کیجئے کہ علی قاری عین العلم کی شرح مین جہان اجماعی مسائل پر اور اتفاقی مسائل پر عمل کرنا اور اماموں کے خلاف سے نکلکر احتیاطی مسائل کو اختیار کرنا علم کے حقوق مین سے ایک حق ہی کرکے ذکر کئے ہین سو وہان کہتے ہین کہ وھذہ الطریقۃ السنیۃ للصوفیۃ حتی ان ھذا مذھب خامس فی قواعد الفقہ یعنے اور یہہ بزرگ طریقہ صوفیہ کا ہی یہان تک کہ یہہ پانچوان مذہب ہی فقہ کے قاعدون مین انتہی اور یہ ابلہ فریبیان عوام کو دھوکھا دینیکے لئے کہتے ہین کہ تقویۃ الایمان مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر کیا جانو کرکے لکھا ہی سو تنقیص شان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا ہی ای مومنو یہان ذرہ انصاف سے تمکو دا اور حکم رسول کو جان و دل سے سنو اور خوب سمجھو کہ تقویۃ الایمان کے ایک سو بائیسوین صفحہ مین یہہ حدیث لکھا ہی اخرج احمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کان فی نفر من المھاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ تسجد لک البھائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء مین لکھا ہی کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا کئی مہاجرین اور انصار مین بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اُس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو انکے اصحاب کہنے لگے کہ ای پیغمبر خدا تمکو سجدہ کرتے ہین جانور اور درخت سو ہمکو تو ضرور چاہئے کہ تمکو سجدہ کرین فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی انتہی یارو یہان سے حدیث کی معنی تمام ہو گئی بھلا اگر مصنف اتنے ہی پر کفایت کرکے اور کچھ اپنی طرف سے نلکھتا تو ہم تم سب اس عبارت سے یہی سمجھتے کہ لفظ اخاکم یعنے اپنے بھائی سے انا بشر متکلم مراد ہی یعنے انسان کے لایق کی تعظیم کیا جائے اور حدیث مین تو بڑائی کا کوئی لفظ مذکور نہین ہی حالانکہ جناب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انسانون سے بڑے ہین اسلئے مصنف اپنی طرف سے بطور فائدے کے اسی عبارت کو لگے ہوئے لکھا ہی یعنے انسان آپسمین سب بھائی ہین جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہی سو اُسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سبکا اللہ ہی بندگی اُسیکی چاہئے انتہی اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ جو بڑا بزرگ ہو یعنے جو سید البشر ہو وہی بڑا بھائی ہی ع

اسکے برتنے کی سی تعظیم کیجئے نہ اللہ کی سی پھر اس عبارت کو لگے ہوئے لکھا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیا و انبیا امام و امام زادے پیر و شہید یعنے جتنے اللہ
کے مقرب بندے ہیں وے سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر انکو اللہ نے بڑائی دی وے بڑے بھائی ہوے ہمکو انکی فرمان برداری کا حکم
کیا ہے ہم انکے چھوٹے ہیں سو انکی تعظیم انسانوں کی سی چاہئے نہ خدا کی سی انتہی - ای ایماندار و وہان سے یہانتک ناتے رشتے کے بھائی کی تعظیم کا ذکر
کہان ہی بتلائیے جیسے وے بدنفسان عناد سے ایک بات لگا دیکر عوام الناس کو بہکا دیتے ہیں دیکھئے ملا علی قاری شرح مشکات میں اسی لفظ
حدیث کی معنی لکھے ہیں - اکرموا اخاکم ای عظموہ تعظیما یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الاطاعۃ الظاہرۃ والباطنۃ
وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالی وما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین
وایماء الی قولہ ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم واما سجدۃ البعیر فخرق العادۃ واقع بتسخیر اللہ تعالی وامرہ فلا
مدخل لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فعلہ والبعیر معذور من حیث انہ من ربہ مامور کامر اللہ تعالی الملائکۃ ان یسجدوا لآدم واللہ سبحانہ اعلم
قال الطیبی قولہ تواضعا وہضما لنفسہ یعنی اکرموا من ہو بشر مثلکم ومفرع من صلب ابیکم آدم اکرموہ لما اکرمہ واختارہ واوحی الیہ کقولہ
تعالی قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی یعنے اسکی تعظیم کرو جو اسکے لایق ہی دل سے محبت اور اکرام وہ جو اطاعت ظاہر و باطن پر مشتمل ہے اور اس میں اشارہ
ہی اس آیت طرف وما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ الایہ یعنے بشر کو نہین اور اشارہ ہی اس آیت طرف ما قلت لہم الا ما امرتنی
یعنے مین نہین کہا انکو مگر وہ جو تو نے مجھے اسکا حکم کیا عبادت کرنا اللہ ہی کی جو رب ہی میرا اور تمہارا اونٹ جو سجدہ کیا سو خرق عادت ہی اللہ کے حکم سے تھا
اسکے کرنے مین حضرت کو کچھ دخل نتھا اور اونٹ معذور ہی کیونکہ اللہ کا حکم ہوا جیسا اللہ صاحب نے فرشتونکو حکم کیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو طیبی نے کہا حضرت
جو فرمائے سو تواضع اور عاجزی کے راہ سے فرمائے یعنے اکرام کرو اسکو جو تمہارے سرکا بشر ہی اور تمہارے باپ آدم کے صلب سے نکلا ہی تم اسکا اکرام کرو کیونکہ اللہ
اسکا اکرام کیا اور اسکو پسند کیا اور اسپر وحی بھیجا چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انتہی سوا اسکے حنفیہ کے پیشوا مولانا شاہ عبد العزیز
محدث قدس سرہ تفسیر مین سورہ بقرہ کی چھیاسی صفحہ مین لکھے ہیں ہمین قصہ را طبرانی از ابن عباس رض باین طریق روایت نمودہ کہ روزی آنحضرت
عم در سفر صبح برخاستند و فرمودند کہ آبی ہست تا وضو کنیم مردم عرض کردند کہ یا رسول اللہ این جا آب نیست فرمودند بیش کسی آب خوردنی ہم ہست مردم یک
آبخورہ آوردہ بیش آنحضرت عم انگشتان خود را دران آبخورہ در آوردہ بلال را فرمودند کہ در لشکر آوازہ دہ تا مردم بیایند و وضو بکنند مردم می آمدند و از میان
انگشتان آنحضرت عم وضو میکردند و آب فوارہ صفت از میان انگشتان جوش میزد و ابن مسعود از جملہ صحابہ رض مشغول بخوردن آن آب بودند بار بار آنرا
می نوشیدند چون تمام لشکر از وضو فارغ شدند آن حضرت عم برخاستند و نماز صبح ادا فرمودند بعد از نماز صبح بسوی مردم متوجہ شدند و فرمودند کہ ای مردم درمیان
مخلوقات کدام فرقہ است کہ ایمان او عجوبگی دارد عرض کردند کہ یا رسول اللہ فرشتگان آنحضرت عم فرمودند کہ امر و نہی الہی را فرشتگان میرسانند خود چرا
بران ایمان نیارند ایمان ازایشان چہ عجب است عرض کردند یا رسول اللہ ایمان پیغمبران فرمودند کہ بر پیغمبران وحی از آسمان نازل میشود پیغمبران چرا ایمان
نیارند عرض کردند یا رسول اللہ ایمان یاران شما فرمودند کہ یاران مرا چیست کہ ایمان نیارند حالانکہ من درمیان ایشان موجودم و ہر لحظہ ہر لمحہ
می بینند آنچہ می بینند عجوبگی ایمان آنگروہ دارد کہ بعد از من خواہند آمد و نادیدہ بر من ایمان خواہند آورد و مرا تصدیق خواہند کرد ہمان فرقہ برادران
من و شما یاران من اند انتہی - اور اللہ نے قرآن مین انبیا کو قوم کا بھائی کرکے فرمایا ہی و اذ قال لہم اخوہم ہود و اخاہم صالحا اور نبی صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بی بی عایشہ کے واسطے پیام کئے تو ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ مین تمہارا بھائی ہون سو وہ لڑکی تمکو کیا
حلال ہوسکے تو حضرت فرمائے مین تیرا بھائی ہون سو دین کی راہ کرتے ہون اور وہ لڑکی مجھ پر حلال ہی پس دین کی راہ کے یا آدم کی فرزندی کے

نظر کرتے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کہے تو بھی بے ادبی نہو گی حالانکہ تقویۃ الایمان کا مصنف ایسا بھی نکہا ہی اور ظاہر ہے کہ بڑا بھائی اور چچا
اور باپ وغیرہ اور صحابہ اور انبیا اس رشتہ کے نظر کرتے ہوے باہدیگر بھائی اور ازروی مرتبہ کے انبیا تک ایک ایک بڑے بھائی ہین اور نبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سب انبیا کے بڑے بھائی ہین ایسے ہی تعظیم بھی ہر ایک کی بڑھکے ہی اور سب سے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑھکے ہی اسلئے
اسنے کہا جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہی سو اُسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے بھلا اسمین تنقیص کہان پائی گئی بلکہ سراسر تفضیل ظاہر ہے
۵ چشم بداندیش پراگندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر اور تعظیم ظاہری سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی یہی ہی کہ آگے رو برو بہت
نرم اور دبے ہوئے کلام کرے اور آپ ارشاد فرمانیکے وقت بدل متوجہ ہو کر دوسری طرف کان نہ لگائے اور حضور مین رہے تک دوسرے کی طرف
متوجہ نہوے اور دب بیٹھے تو نہایت باادب بیٹھے اور چلتے وقت آگے آپکے نہ بڑھے وغیرہ اور تعظیم باطنی یہہ ہی کہ آپکو تاج الانبیا وختم المرسلین مانین
اور شفیع المذنبین سمجھین اور جب نام لیوین تو درود بھیجین اور آپکے سارے احکام کو درست جانین اور اسکے بجالانے مین دنیا کے ننگ و ناموس کا لحاظ
نکرین بلکہ جان تک نثار کر دیوین محبت کے بھی یہی معنے ہین اور نصیحت المسلمین[۱۹] کے دسوین صفحہ مین لکہا ہی قال اللہ تعالی لہ دعوۃ الحق والذین
۱۹ بالائی مرتبہ نصیحت المسلمین کی عبارت پر اعتراض بیہودہ کرنیکا بیان ص
یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ہو ببالغہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال سہ آیت سورہ رعد
مین ہی حق تعالے فرماتا ہی کہ اللہ ہی کا پکارنا سچ ہی اور جنکو پکارتے ہین اسکے سوا نہین پہنچتے انکے کام پر کچہ مگر جیسے کوئی پھیلا رہا دونوں ہاتھہ طرف پانی کے کہ آپہنچے اُسکے
منہہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچیگا اور جتنی پکار ہی منکروں کی سب گمراہی ہی یعنے اگر پیاسا دریا کے کنارے پر ہاتھہ پھیلا کر پانی کو پکار کر اے پانی تو میرے منہہ مین آجا
تو وہ ہرگز نہ آسکیگا اسیطرح جو لوگ اللہ کے سوائے اوروں کو پکارتے ہین وے بھی نہیں کر سکتے یعنے بے اختیاری مین دونو برابر ہین جیسے پانی کو آپ سے منہہ مین
گھس جانیکی قدرت نہین ویسے ہی اللہ کے سوائے اور دوسرے کسیکو طاقت نہین انتہی ترجمہ کی محلی نصیحت المسلمین کو منبر پر ہاتھہ مین لیکے لوگ کو دکھلا دکھلا
چلا کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو انبیا اولیا وغیرہ کو بے اختیاری مین پانی کے برابر کر دیا ہی یہہ اُن سب کا منکر ہی ارے ایماندار وذرہ غور کیجیو کہ اللہ تعالی خود فرمایا ہی یدعون
من دونہ یعنے پکارتے ہین اللہ کے غیر کو اور اُنکو بے اختیاری مین پانی کی نظیر دیا ہی بھلا اسمین مصنف کی کیا تقصیر جیسا اللہ تعالی فرمایا ویسا اسکا معنی
لکہا سبحان اللہ یہہ اعتراض تو اللہ جل شانہ پر ہی در اللہ تعالی پر اعتراض کرنیوالا قطعی کافر ہی اور اشتہار[۲۰] مذکور مین لکہے ہین کہ سوائے رسالت کے اور
۲۰ رسالت کی سوا کچہ عزت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہین پاجانیکی تہمت وہابیان لگائے مین سو اسکا بیان ص
کچہ عزت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہین پائی جاتی ہی اور لیوپ ترادنے اپنی خیر الزاد مین بھی ایسا ہی لکھا ہی یارو یہہ اُنکی صرف جہالت ہی کیونکہ
سب پر ظاہر ہی کہ اللہ کے برابر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ کوئی نہین جانتا وہ تو لوح محفوظ پر محمد رسول اللہ لکھا ہی اور قرآن مین محمد رسول اللہ
فرمایا ہی اور جناب رسالت خود فرماے ہین واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم اور لفظ رسول اللہ جمیع کمالات کا جامع ہی جیسا اسم ذات
اللہ کا جامع ہی تمام اسما و صفات کا پس جو شخص کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صدق دل سے بولا تو قائل ہو چکا اللہ کی توحید و صفات کا اور
محمد کی رسالت و کمالات کا دیکھیے تقویۃ الایمان کے چھٹوین صفحہ مین بعد حمد ونعت اور تمہید کے کلمہ کی معنی شروع کیا ہی کہ سنا چاہیے کہ ایمان کی دو چیزین ہین
خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول اور خدا کو خدا سمجھنا اسیطرح ہوتا ہی کہ اسکا شریک کسیکو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اسیطرح ہوتا ہی کہ اسکے سوائے کسی
کی راہ نہ پکڑے اس پہلی بات کو توحید کہتے ہین اور اسکے خلاف کو شرک اور دوسری بات کو اتباع سنت کہتے ہین اور اُسکے خلاف کو بدعت انتہی پھر ایسے ہی
اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کے معنے یعنے جن جن صفتون مین انبیا اولیا وغیرہم مخلوق کو اللہ تعالی کے ساتھہ شریک کرنا ہی سو بیان
کرکے واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کے معنے پر کہ جسمین تمام کمالات ظاہری اور باطنی کے مندرج ہین کتاب کو ختم کیا ہی جناب شیخ عبد الحق محدث
دہلوی کتاب اسرار العبادات الفصیحین لکہے ہین اما النصحت رسول اللہ اول محبت و تعظیم وادب جناب علیہ السلام و توقیر ساحت عز و جلال او و تمامہ انبیا صلوات اللہ

تعالی سلامه علیه وعلیهم اجمعین از هر عیب و منقصت که نه لایق مقام نبوت و رسالت بود ضابطه در باب نگاهداشت ادب آنجناب آنست که هر چه قدر مرتبهٔ الوهیت و صفات
قدس حق ست عز و علا از هر کمال و هر منقبت او را ثابت است ع مخوان او را خدا از بهر امر شرع حفظ دین ⁂ دگر هر وصف کش میخواهی اندر مدح او انشا
کن ⁂ جمیع مراتب کمالات صوری و معنوی در عبده و رسوله مندرج است و عبودیت خاصه مخصوص ذات شریف اوست که بندهٔ حقیقی خبر او کس
نتواند بود خدا خدا است و بندهٔ او دیگر همه بندگان طفیلی او یند انتہی اور مولانا جامی بھی اسی معنی میں یہہ بیت فرماتے ہیں ع ای صاحب الجمال و ای
سید البشر ⁂ بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر ⁂ اور شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ تبارک کے سیپارہ کی تفسیر کے اڑتیسویں صفحہ میں لکھے ہیں آن
حضرت صلعم یاران خود را بارہا میفرمودند لا تطرونی کما اطرت النصارٰی عیسی ابن مریم و قولوا عبد اللہ و رسولہ یعنی مرا ستایش و مدح مکنید چنانچه نصاری
حضرت عیسیٰ را مبالغهٔ تمام مدح و ستایش میکنند در نعت من همین قدر گوئید که بندهٔ خدا و رسول او بود که بندگی او شرف من بس است انتہی اور بحر الرائق میں
مرقوم ہے قدمت العبودیه فی التشهد علی الرسالة لانها اشرف صفاته صلی اللہ علیه وآله وسلم ولذا وصفه اللہ تعالی بها فی قوله تعالی سبحان
الذی اسرٰی بعبده و فی قوله تعالی فاوحی الی عبده ما اوحی یعنے مقدم کی گئی عبودیت رسالت پر تشہد میں اسلئے کہ تحقیق عبودیت اشرف صفات پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور اسی واسطے اللہ تعالی نے وصف کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ عبودیت کے اپنے قول میں جو سبحان الذی اسرٰی بعبدہ
ہے اور فاوحی علی عبده ما اوحی ہے انتہی پس اس مضمون کے اصل کے لکھنے سے معلوم ہوا کہ وہی پیران نابالغ ہنوز معرفت لا الہ الا اللہ کی اور حقیقت محمد
رسول اللہ کی نہیں پائے پھر جو بڑی شیخی بگھیلا مریدان کرتے ہیں سو خدا جانے کہ کیا خاک ارشاد فرماتے ہونگے حضرت مولانا روم قدس سرہ ایسے ہی لوگ کی شان
میں کہے ہیں ع چون بسے ابلیس آدم روی ہست ⁂ پس بہر دستی نباید داد دست ⁂ کیوں یارو یہہ تو خوب معلوم ہو چکا پھر اور ایک بات کہتا ہوں
سنیئے کہ کتاب تقویۃ الایمان کو تو ہندی زبان میں فقط کلمہ طیب اور کلمہ شہادت کے معنے کے بیان پر تمام کیا ہے با وجود اسکے اول سے آخر تک اس کتاب
میں دیکھ لیجئے کہ بیان کے ضمنا کتنے فضایل اعلا اور اشرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کیا ہے چنانچہ پہلے صفحہ میں مرقوم ہے اپنے حبیب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پھر اسی صفحہ میں ہے ای پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور اسکی آل و اصحاب پر ہزار ہزار درود اور سلام بھیج اور پانچویں صفحہ
میں ہے یہہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اسنے ایسا رسول بھیجا - اور چھالیسویں صفحہ میں ہے سب اولیا و انبیا کے سردار پیغمبر خدا تھے اور انھیں سے سب نے اسرار کی
باتیں سیکھیں اور چونویں صفحہ میں ہے ہمارا وکیل بڑا زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب ہے پھر اسی صفحہ میں ہے سب پیروں کے پیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم تھے اور ایک سو تیرھویں صفحہ میں ہے اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ اور ایک سو تیسویں صفحہ میں ہے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں اللہ
کے نزدیک انکا رتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قایم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب انکے محتاج اور آخری صفحہ میں ہے ای مالک ہمارے اپنے
ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزار ہزار درود و سلام بھیج اور جیسے انھنے ہم سے جاہلوں کو دین کے سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی
قدر دانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور اور جیسا تو نے اپنے فضل سے ہمکو شرک و توحید کے معنے خوب سمجھائے اور لا الہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم
کیا اور مشرک لوگوں میں سے نکال کر موحد پاک مسلمان بنایا اسیطرح اپنے ہی فضل سے بدعت و سنت کے معنے خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون خوب تعلیم
کر اور بدعتی بدمذہبوں سے نکال کر سنی پاک متبع سنت کر انتہی - اور سوا اسکے کتاب صراط المستقیم جو فارسی اور بنائی ہوئی تقویۃ الایمان کے مصنف کی ہے
سو اسکے چوتھے صفحے میں نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس خوبی سے مرقوم ہے دیکھئے درود نامحدود بر علم عرصهٔ وجود صاحب مقام محمود مطلع جریدهٔ اصفیا
مقطع قصیدهٔ انبیا رونق افزای چمن اصطفا گل سرسبد گلشن اجتبا مضمون کتاب ایجاد و تکوین مقصود خطاب ارشاد و تلقین طغرای فرامین تکلیف و تشریع
خط کش دواوین تدلیس و تلمیع عنی احمد مجتبی محمد مصطفی صلوات اللہ وسلامه علیه و علی آله و اصحابه اجمعین و علی وراثه و نوابه الی یوم الدین و علینا معهم و فیهم برحمتک

یا ارحم الراحمین اور نود پر ساتوین صفحہ مین ہی العقصہ چون یک دور باختتام میرسد وابتدای دور دیگر رومی نماید شخصی کہ اکمل افراد انسان والیق بفیض رحمان درلین جزوی از زمان متحقق باشد بوجود برکت آمود او بدایت دور سابقہ را بنہایت الکمال میرسانند و او را ترجمان خود ساختہ ولسان خود قرار دادہ از زبان برکت نشان او دعوت افراد انسان بسوی الطاف جدیدہ حضرت رحمان میفرمایند و بار امامت این دور ارزانی میکنند و این مقام بالذات مقام حضرت خاتم النبوت وفاتح الولایت ست علیہ الصلوۃ والسلام وبتبعیت ایشان نمونہ ازین مقام بہ بعضی کرام از اتباع ادمی بخشند کہ ایشان را لفاتحین وخاتمین ملقب میسازند اور ایک سو تر ستوین صفحہ مین ہی وخلاصہ کلام درینمقام آنکہ محمد عربی را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از تمام خلق پیشوا ومحبوب مطلق اعتقاد کردہ وبدل وجان راضی بآن شدہ تمامی رسوم ہند وسند وفارس وروم را کہ خلاف وی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد یا زیادتی از طریقہ صحابہ شود ترک نماید وانکار وکراہیت بر آن اظہار کند الخ اور تین سو تیرھوین صفحہ مین ہی بخلاف اولو العزم کہ بمثابہ جارحہ می باشند بطور ملایکہ وشایدین جارحہ بہ ۳ صورت متحقق میگردد اول آنکہ ملک وانسان یعنی رسول ذو العزم در وساطت برابر بوند دوم آنکہ اصل ملک بود وانسان تابع سوم برعکس آن بود یعنی انسان اصل وملک تابع وابنصورت ثالثہ نہایت عظیم کہ مختص بجناب خاتم الانبیا ست صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وظہور آن کما ینبغی روز بدر شدہ وصحابہ حضار بدر را رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نصیبی وافر ازین خصیصہ باہر بطفیل معیت خاتم المرسلین حاصل شد اور تین سو تیسوین صفحہ مین ہی نیز سالک این سلوک را باید کہ در ادای حقوق انبیا واولیا بلکہ سایر مومنین وتعظیم ایشان کوشش بلیغ کند کہ ہمہ ایشان ساعی وشافع وی شوند وسعی وشفاعت انبیا واولیا بر ظاہر ست اما سعی ہر مومن پس دعای خیر ست پس بتوقع دعای خیر کہ کار آمدنی دران مقام ست تفقد وخاطرداری ہر مسلمان کند وہمہ حقوق وتعظیمات در اتباع عزایم شرع شریف مودای شود انتہی دیکھیے انبیا کی تعظیم کے قطع نظر اولیا اور سب مومنان کی تعظیم اور انکے ادا حقوق کے لئے کسقدر تاکید مذکور ہی اور نود پر نوین صفحہ مین ہی چہ کتاب فتوح الغیب کہ منسوب بپیشوای اولیا وقدوہ ارباب صفا ونقادی المناقب والمفاخر اعنی الشیخ عبد القادر ست دیدہ باشی انتہی پس یارو ایسے عالم بزرگ کے حق مین جو اتباع سنت پر جان دیا ہی اور انبیا اولیا کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھتا ہو یہی بدگمان بہتان کرکے کچھ شکر کھایا کرتے ہین سو عجب انکی دینداری اور ایمانداری ہی الہی ہمکو اور سب مسلمان بھائیون کو ایسے جھوٹھے اور بے دینون کے فریب سے بچا رکھ اور ان جھوٹون کو راہ حق پر لا اور انھون کو جہالت وعداوت سے دور رکھ اور یے مفتریان کہتے ہین کہ یہہ طریقے والے اپنی کتابون مین فاتحہ کرنیکو منع لکھے ہین سو یے لوگ بیشک وہابی ہین یارو یہہ بھی فقط بہتان اور عوام الناس کو بہکانے کی بری گت نکالی ہین دیکھیے مولوی ولایت علی کتاب رد شرک کے انیسوین صفحہ مین لکھے ہین کہ عبادت خالص خدا کے واسطے کرکے اسکا ثواب دوسرے کو بخشنا درست ہی پھر خواہ سورہ فاتحہ پڑھے خواہ سورہ مائدہ خواہ بھوکھے کو کھانا کھلاوے یا پڑھیا کا گھر چھواوے خواہ پھلی تاریخ کو خواہ گیارھوین خواہ ربیع الاول مین کرے خواہ ربیع الثانی مین اور قید لگانی تاریخ کی یا کسی مہینے کی یا کھانے کی یا فقط سورہ فاتحہ کی کھانے کو آگے رکھکر لوبان جلاکر بدعت ہی انتہی اور صراط المستقیم کے ایک سو باسٹھوین صفحہ مین حدیث شریف خیر الھدی ما اتبع کے نیچے لکھا ہوا ہی پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام وفاتحہ خوانی خوب نیست چہ اینمعنی بہتر وافضل غرض آنست کہ مقید برسم نباشد بے تعین تاریخ وروز وجنس وقسم طعام ہر وقت وہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آورد وہر گاہ ایصال نفع میت منظور دارد موقوف بر اطعام نگذارد اگر میسر باشد بہتر ست والا صرف ثواب سورہ فاتحہ واخلاص بہترین ثوابہا ست ودر تعین تاریخ وروز وقسم وضع طعام ضیق پیش میآید واعتنا واہتمام آن موجب اضاعت اوقات میگردد ودیگر کارہای اہم معطل میماند وبیگانہ وبیگانہ آشنا بروز وتاریخ منتظر ومترقب میماند واقربا فراہم می آیند وانسان را خواہ نخواہ آنچہ کردن دشوار می بود سرانجام آن ضرر می افتد انتہی اور اسی کتاب کے دو سو بیچھترین صفحہ مین لکھا ہی اول طالب را باید کہ با وضو دوزانو در نماز بنشیند وفاتحہ بنام اکابر این طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید وبہ نیاز تمام وزاری بسیار

۲۱ فاتحہ مسنون کے ثبوت کا بیان

از بسیار دعای کشود کار خود کرده ذکر دو ضربی شروع نماید انہیں کیون منصوب ان لوگون کو فاتحہ کے مکر کینگے یا ان جھوٹون پر فاتحہ پڑھینگے تان یہہ لکھے ہین کہ

نذر یعنے منت کرنا سوائے اللہ تعالی کے بجا نہیں دلیل الصالحین مین لکھا ہی النذر لا یکون الا للہ تعالی فمن نذر لنبی او ولی لا یلزم علیہ شئ فان اعطی

بذلک الشئ لاحد من الناس علی تلک النیۃ لا یجوز اخذہ ان علم الاخذ بذلک فان کان طعاما لا یحل اکلہ وان کان ذبیحۃ فھو میتۃ

فلن اکلوہ وسموا للہ تعالی علیہا کفروا جمیعا وان نذروا اللہ تعالی فاکلوا ثم وھبوا اتوا بہ لاحد من الناس فتلک تجوز یعنے نذر ہوتی نہین

سوائے اللہ تعالی کے پس کوئی نذر کیا پیغمبر یا ولی کے لئے تو لازم نہین ہوتا ہی اسپر کچہہ یعنے اُسکا ادا کرنا بلکہ نہیں پھر اگراس نذر کی ہوئی چیز کو کسی انسان

کے تئین اُسی نیت پر دیوے تو اُسکو لینا روا نہین اگر لینے والا اُسکی نیت سے اگاہ رہے اور اگر وہ نذر کھانیکی چیز ہی تو کھانا اُسکا حلال نہین

اور اگر ذبیحہ ہی تو مردار ہی پس اُسپر بسم اللہ بولکر کھاوین تو کافر ہوجاوین اگر نذر کرین خدا کے لئے تو کھاوین اُسکو لوگ پھر ثواب اُسکا بخش دین

جسکو چاہین تو یہہ جایز ہی انتہی اور شاہ عبد العزیز قدس سرہ سورہ بقرہ کی تفسیر مین شرک کے انواع کی تفصیل مین لکھے ہین واز انجملہ کسانیکہ در ذبح

نذور و قربانیہا با خدا دیگران را ہمسیر میکنند انتہی اور در مختار وغیرہ تمام فتاوٗن مین یہی لکھا ہی اور یہہ بات اجماعی ہی چنانچہ نوابیہ فرقیکا

مجتہد اول قاضی ہا زبل کے فتوی مین بھی کہ جسپر انکا مجتہد ثانی اسلمی ملجامی وغیرہ کے مہران مین لکھا ہی اگر کسی گوید کہ این طعام نذر فلان میت ہست آن طعام

حرام ہست وخوردن آن کسی را روا نہ انتہی اور نذر حرام ہونے پر جو سندان اسمین لکھا ہی سوا اُن مین سے عربی سند چھوڑ دیکے فقط ایک فارسی سند

لکھدیتا ہون وند کور ہست در مفتاح الصیام کہ عوام میروند بضاجع اولیا و خرایح صلحا وبنجہ میزنند بر غلاف قبور ومیگویند حاجت من اگر بر آری اینقدر

طلا و نقرہ وغیرہ نذر تست این حرام ہست اجماعا انتہی اور بعضے مفتریان اپنے مریدان اور دوستون کو طریقہ محمدیہ مین داخل ہوجانیکے خوف سے بڑی تمہید

و تقریب سے سمجھاتے ہین کہ یہہ طریقے والے روح پاک سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم برزخ مین محبوس جانتے ہین یارو یہہ بات طریقہ محمدیہ

کے مخالفون پر صادق آسکتی ہی کیونکر وے لوگ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ ایسا اعتقاد خشک رکہتے ہین کہ اتباع رسول کا نام سنتے ہی

بھاگتے اور سنت رسول پر چلنے والے کو سو طرح سے بدنام کرنا چاہتے اور طریقہ محمدیہ والے تو عاشق رسول یعنے سنت رسول پر جان دینے والے ہین اور اتباع

سنت کی بدولت بدعتیون کے نزدیک وہابی کچہہ بن گئے ہین بھلا ایسا اعتقاد اُنپر کیونکر صادق آسکیگا دیکھے کتاب صراط المستقیم جو مولانا

اسمعیل شہید فارسی مین لکھے ہین اور وہ کتاب طریقہ محمدیہ والون کے سلوک کا مدار ہی سو اُسکی ستہتر وین صفحہ مین لکھا ہوا ہی وتحقیق این مقام

و تفصیل این مرام از سیر سلف کرام مثل صحابہ و تابعین ید طلبید بالجملہ ائمہ اینطریق واکابر این فریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از

جانب ملاء اعلی ملہم شدہ در اجرای آن میکوشند معدود اند پس احوال این کرام بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد انتہی اور ایک سو بتیالیسوین صفحہ

مین مرقوم ہی حضرت مرتضی را ایک نوع تفضیل بر حضرت شیخین ہم ثابت ہست و آن تفضیل بجہت کثرت اتباع ایشان دو ساطت مقامات ولایت

بل سائر خدمات ہست مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت عہد حضرت مرتضی تا انقراض دنیا ہمہ بواسطۂ ایشان ہست و در سلطنت

سلاطین و امارت امرا ہمت ایشان را دخلی ہست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست انتہی پس ظاہر ہی کہ جب اولیا اور جناب علی کرم اللہ وجہہ کے

ساتھہ ایسا عقیدہ ہو تو پھر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا عقیدہ رکھنے کا گمان کون نادان کر سکیگا الہی پیغمبر تو کونیک توفیق دے اور کہتے ہین کہ تقویۃ الایمان

مین خدا کے نام کے ساتھہ رسول کا نام لینے کو منع لکھا ہی حالانکہ شاہ عبد العزیز تبارک کے سیپارے کی تفسیر کے چالیسوین صفحہ مین لکھے ہین روزی

آنحضرت یاران خود را فرمودند کہ ہیچ میدانید کہ بیشتر بکدام سبب مردم در دوزخ خواہند رفت عرض کردند بلا رسول اللہ خدا و رسول او دانا تر ہست فرمودند

دو چیز کہ واک در بدن آدمی کردہ اند وشرمگاہ اوست بیشتر موجب دخول نار خواہند شد باز فرمودند کہ ہیچ میدانید کہ کدام چیز بیشتر موجب دخول

بہت خواہد شد عرض کرد اللہ و رسولہ اعلم فرمود تقوی و حسن خلق انتہی پس مصنف تقویۃ الایمان کا بہ عقیدہ تھا یا رو یہہ انکی فقط نافہمی انکو خراب کر رہی

ہی یا عوام کو فریب دینا یہہ بھی ایک بات ہی جھنکتے ہین دیکھیئے وہان جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہے ہین سو شرع کے مقدمے مین کہے ہین کیونکہ اللہ تعالے

شرع کے مقدمے تمام رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بتلا چکا ہی سو آپ اُن سب باتون کے واقف ہین مگر عموم علم و قدرت کے مقام مین اللہ

کے نام کے ساتھ کسی مخلوق کا نام ملانا شرک ہی سو شاہ عبد العزیز خود سورۂ بقرہ کی تفسیر مین ایک سو چھبیسوین صفحے کے بیچ شرک کے انواع کے

بیان مین لکھتے ہین واز انجملہ آنکسانیکہ نام دیگر انرا با نام خدا در مقام عموم علم و قدرت برابر میسازند چنانچہ نسائی و ابن ماجہ از ابن عباس

رضی اللہ عنہ روایت کردہ اند کہ روزی شخصی آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را گفت ماشاء اللہ وشئت یعنی ہرچہ خدا خواہد خواست

و تو خواہید خواست خواہد شد آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمودند جعلتنی للہ ندا قل ماشاء اللہ وحدہ و امام احمد و ابو داؤد و نسائی و

ابن ماجہ از حذیفہ بن الیمان روایت کردہ اند کہ آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام فرمودند لا تقولوا ماشاء اللہ وشاء فلان وقولوا ماشاء اللہ

ثم شاء فلان انتہی ایسے ہی تقویۃ الایمان مین بھی تو ایک سو سترھوین صفحے سے انیسوین صفحے تک لکھا ہوا ہی اخرج فی شرح السنۃ عن حذیفۃ

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تقولوا ماشاء اللہ وشاء محمد وقولوا ماشاء اللہ وحدہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی

مین لکھا ہی کہ شرح السنہ مین ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یون نہ بولا کرو کہ جو چاہے اللہ و محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط

ف یعنے جو اللہ کی شان ہی اور اسمین کسی مخلوق کو دخل نہین سو اسمین اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائیے گو کہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب

مثلا یون بولیئے کہ اللہ و رسول چاہیگا تو فلانا کام ہو جائیگا کیونکہ سب کار بار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہی رسول کے چاہنے سے کچھ

نہین ہوتا یا جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل مین کیا ہی یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے کے درخت مین کتنے پتے ہین یا آسمان

مین کتنے تارے ہین تو اسکے جواب مین یہہ نکہے کہ اللہ اور رسول جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہی رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ

نہین کہ کچھ دین کے بات مین کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے یا فلانی بات مین اللہ و رسول کا یون حکم ہی کیونکہ دین کی سب باتین اللہ نے اپنے

رسول کو بتا دین ہین اور سب کو اپنے رسول کی فرمان برداری کا حکم کر دیا ہی انتہی یا الٰہی ہم سب مومنون کو ایسی نافہمی اور فریب دہی

سے دور رکھ اور ایک روز رائی بیتہ مین ایک بدعتی مجلس ہوئی تھی وہان بدعتی مشایخان اور بدعتی مولویان بھی جمع آئے تھے

جب رسم بدعت ہو گیا نوبت برخاست کی پہنچی بدر الدولہ اور سلمی اپنے اپنے گھر کو روانہ ہو گئے تب اُن بدعتیون کا نقیب یعنے فرنگی محلی نے خلافت نامے کا کاغذ

جو مولوی محمد سعید علی صاحب واعظ ایک انٹی بیتی شخص کو بہ سبب بہت خواہش کرنے اُسکے لکھ دیئے تھے ہاتھ مین لیکے کھڑا ہوکے پڑھا تو قاضی مذکور جو اپنے برابر

کسیکو شیخ طریقت اور عالم نہین سمجھتا کہنے لگا کہ دیکھو صاحب اسمین انبیا اولیا کو دافع بلا و نافع و ضار نہین سمجھنا کر کے لکھا ہی سو یہہ شخص منکر انبیا اولیا کا ہی

پھر فرنگی محلی کی بات کیا پوچھنا ہی یہانتک کہ اپنے مکان مخصوص مین چلا چلا کے لوگون کو کہنے اور سنانے لگا کہ اب تو اُن لوگون کی چوری خوب معلوم ہو گئی

دیکھو تو خلافت نامہ مین ایسا لکھا ہی اب تو نام لیکر تکفیر کرتا ہون کہ محمد علی بے شک کافر ہی یارو افسوس ہزار افسوس کہ نام کے مولویان نصارا کے عالمون کے

سر یکا اپنا اعتقاد ٹھہرائے کیونکہ وے بھی تو یہی کہتے ہین کہ عیسے علیہ السلام عالم مین بالذات تصرف رکھتے ہین اور مالک و مختار ہین نعوذ باللہ منہا اور اس مقام مین

ذرا انصاف کرو اور خوب سوچو تو اُن ابلہ فریبون اور بداعتقادونکی مسلمانی و دینداری کیسی سو کھل جاتی ہی دیکھئے خلافت نامے کی عبارت یہہ ہی بعکس

را از ملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد و ولی و نبی حل مشکلات و دافع بلیات و قادر بر ایصال منافع و مضرات و عالم الغیب بالذات ندانند انتہی خوب ظاہر

ہی کہ وہان بالذات کے لفظ کا قید لگا دیا ہی اور یہہ مسئلہ اجماعی ہی اور منکر اسکا بیشک کافر کیونکہ رنج و راحت دینے والا اور نفع و ضرر وغیرہ پہنچانیوالا

بیان اعتقاد ... انبیا و اولیا کو دافع بلا و نافع و ضار [illegible] بالذات [illegible]

بالذات اللہ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق کو ایسا سمجھنا بے شک شرک ہے مگر توسل چاہنا بطور شرع کے انبیا و اولیا سے درست ہے اسی لئے اُنہوں نے بالذات کا قید لگایا

ہے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقاید میں لکھے ہیں ؎ نخل بے ارادتش خاری ٭ نکسلد بے مشیتش تاری ٭ فی المثل گر جہانیان خواہند ٭ کہ سر موی

از جہان کاہند ٭ گر نباشد چنان ارادت او ٭ نتوان کاستن سر یک موی ٭ ور ہمہ در مقام آن آیند ٭ کہ بر آن ذرہ بیفزایند ٭ نہ بہ بے ارادت او

سود ٭ نتوانند ذرہ افزود ٭ ہر چہ خواہد کند ز منع و عطا ٭ نیست کس را مجال چون و چرا ٭ انتہی دیکھئے یہاں اور ایک بات بھی معلوم ہو گئی کہ اللہ جلشانہ

کے سامنے کسی نبی ولی کو چون و چرا کی مقدور نہیں کرکے صاف لکھا ہے پس تنقیص شان انبیا و اولیا سمجھ کے جامی کو بھی کافر کہینگے اور امام محمد غزالی کتاب

کیمیاء سعادت کے اول رکن میں لکھے ہیں ہر چہ در عالم است ہمہ بخواست و ارادت اوست ہیچ چیز از اندک و بسیار و خرد و بزرگ و خیر و شر و طاعت و معصیت و کفر و

ایمان و سود و زیان و زیادت و نقصان و رنج و راحت و بیماری و صحت نرود الا بتقدیر و مشیت او و بقضا و حکم او و اگر ہمہ عالم گرد آیند از جن و انس و شیاطین و ملائکہ

تا یک ذرہ از عالم بجنبانند یا بر جای بدارند یا بیش کنند یا کم بیخواست او ہمہ عاجز باشند و نتوانند بل جز آنکہ او خواہد در وجود نیاید و ہر چہ او خواست بباشند و ہیچ چیز و ہیچ

کس دفع نتوانند کرد ہر چہ ہست و ہر چہ باشد ہمہ بتدبیر و تقدیر او است انتہی اور شاہ ولی اللہ محدث کتاب فوز الکبیر میں لکھے ہیں شرک آنست کہ غیر خدای را صفات

مختصہ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم بارادہ کہ تعبیر از آن بکن فیکون می شود یا علم ذاتی از غیر اکتساب بحواس و دلیل عقلی و منام و الہام و مانند آن یا ایجاد

شفای مریض یا لعنت کردن بر شخصی و ناخوش بودن از و تا بہ سبب آن کراہت تنگدست یا بیمار و شقی گردد یا رحمت فرستادن بر شخصی تا بہ سبب آن رحمت

فراخ معیشت و صحیح بدن و سعید باشد انتہی اور مولانا شاہ عبد العزیز سورہ بقرہ کی تفسیر کے ایک سو چھبیسویں صفحہ میں شرک کے انواع کی تفصیل میں لکھے ہیں و از انجملہ

آنکہ کسانیکہ در دفع بلاہا دیگران را می خوانند و ہمچنین در تحصیل منافع بدیگران رجوع می نمایند بالاستقلال نہ آنکہ توسل بآن دیگران نمایند انتہی اور اس باب میں

آیات و احادیث اور اماموں کے اقوال بے شمار ہیں کہاں تک کوئی لکھیگا اسلئے فرقہ نوابیہ کا مجتہد ثانی اسلمی بلعامی جو طریقہ محمدیہ والوں کے بڑے دشمنوں

اور معترضوں میں سے ہے سو فقط اسکی سفینۃ النجاۃ کے قولان لکھ دیتا ہوں تاکہ کسیکو شک و شبہ نرہے دیکھئے اسکے تیسرے باب میں تین سو بہتر اور تہترویں صفحہ

میں لکھا ہے اما منکرات اعتقادیہ پس بر اعتقاد مذموم کہ بہ بدی آخرت منتہی باشد چون اعتقاد کردن عوام بزعم خود نفع خود را بکردن رسوم و عادات

معمولہ ایشان در ذاکچہ و فواتحہ و اعراس بزرگان مانند آن و ترسیدن از ضرر ترک آن کہ از اشد منکرات است و شرک از ین لازم میآید زیرا کہ غیر خدا تعالے

ہیچکس ہیچکس نفع و ضرری تواند رسانید بلکہ ہر شخص اگرچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم باشند بر نفع و ضرر نفس خود قدرت ندارد بدلیل قول وی تعالے قل لا املک

لنفسی نفعا و لا ضرا الا ما شاء اللہ بگو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اختیار ندارم و تصرف نمیتوانم کرد در امور یکہ متعلق بہ نفس منست از سود و

زیان مگر آنقدر کہ خدا تعالی خواستہ باشد در حق من بارادہ تفویضی کہ آنگاہ بر آن قدر قدرت خواہم یافت و ہر چہ خدا تعالی از ضرر و نفع عباد بخواہد رد

آن ہیچکس نمیتواند کرد بدلیل قول وی تعالی و ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو و ان یردک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ

من یشاء من عبادہ و ہو الغفور الرحیم یعنی اگر رساند بتو خدا تعالے مشقتی و بلائی پس آنرا ہیچکس جز وے تعالی دور نتواند کرد و اگر بتو خیر و نعمت

را ارادہ کند و بخواہد پس ہیچکس فضل او را رد کردن ہرگز نمی تواند داد تعالے سبحانہ میرساند خیر و شر را بہر کہ بخواہد از بندگان خود و اوست بسیار آمرزندہ

و بخشایندہ و بدلیل قول وی علیہ السلام اللہم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا راد لما قضیت و لا ینفع ذا الجد منک الجد

خدایا نیست ہیچکس باز دارندہ چیزی را کہ تو میدہی و نیست ہیچکس دہندہ چیز را کہ تو باز داری و نیست ہیچکس دور کنندہ چیز را کہ تو حکم کردی و ہرگز نمی برد خداوند بخت

را از تو بخت او انتہی دیکھئے پیغمبر کو نفع و نقصان پہنچانیکا تو کیا ذکر بلکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس کے نفع و نقصان پر قدرت نہیں رکھتے

ہیں کرکے لکھا ہے فرقہ نوابیہ کی کیسی حماقت و بے دینی ہے کہ تقویۃ الایمان میں بھی یہی آیت مذکور ہوئی ہے سو اسکے مصنف کو منکر رسول مقبول

بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے فیض پانیکا بیان

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانتے ہیں اور سلمی کو ترا مسئلہ بلکہ اپنا مجتہد سمجھتے ہین اور ایک سو سین تیسوین صفحہ مین لکھا ہی دو دو داشتن این بزرگان وحسن اعتقاد بایشان وتعظیم وتکریم کردن این حضرات باغراض نفسانیہ وبطمع حصول مقاصد دنیویہ کہ مطمح نظر اکثر عوام ہمین ست جہالت مفرطہ وکمال غوایت باشد وہر کہ از ایشان طلب قضای حاجت قصداً بالذات داشتہ باشد وتعظیم وتکریم ایشان ہمین قصد کند در شرک او ہیچ شکی نبود وہر مومن موحد را احتراز ازین واجب است زیرا کہ اثبات تصرف وتاثیر مر ایشان را درین قصد فعل بالذات لازم میآید واین شرک اعتقادی وفعلی است انتہی اور ایک سو اٹھتیسوین صفحہ مین لکھا ہی اعانت بالذات مر خدا راست تعالیٰ شانہ کہ مراد از آن قدرت کاملہ بالذات وتصرف وتاثیر در ممکنات است پس استعان فی الحقیقۃ تنہا واستعانت از غیر او باین وجہ شرک بود نہ از راہ توسل انتہی اور چھبیسوین صفحہ میں مرقوم ہے باید دانست کہ تصرف وتاثیر در ہمہ چیزہا ہمہ چیز مر خدا را بالذات است بنا بر آنکہ قدرت ذاتی ازلی مر او راست او تصرفات وتاثیرات اسباب متوسط از خلق او است بر سبیل جریان عادت انتہی کہو یار واب تو تمکو حقیقت خوب معلوم ہوگئی اور سچی بات تمہارے دلون پر صاف کھل پڑی اگر تم حق کے تابع ہو اور غیرت وحمیت دین کی رکھتے ہو تو ان اعتراض کرنیوالون کو جو لینے اس عقیدہ بد کے سبب سے مشرک بن جاتے ہین اور مومنون کو نکہارتے ہین پیغمبر کہنیگے علیہ السلام علیہ یا علیہم السلام نہ کہینگے اور سارے رسوم اسلام کے ان کے ساتھ موقوف کر دینگے کیونکہ الحب فی اللہ والبغض للہ اور کہتے ہین کہ سید احمد صاحب جو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے فیض پاتے کو بولتے ہین سو صریح کفر ہی کیونکہ انکار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کا ہی یا رد ہے عالمان اور مشایخان جو اسقدر شتر بے مہار ہوگئے ہین سو معلوم ہوا کہ وہ تو نہ تفسیر حدیث اور عقاید فقہ خوب جانتے ہین نہ علم تصوف سے کچہ بہرہ رکھتے ہین صرف کھڑے ہین ناحق کا علم ومشیخی کا دعوی کر رہے ہین چھوٹا منہہ بڑی بات اور ہر بات مین ایک حماقت کا اعتراض کر بیٹھتے ہین اور اپنے عقبے نون سے کچہ خوف نہین رکھتے سنیلجے کہ یہہ بات صوفیہ کرام اور اولیائے عظام کے یہان ثابت ہی اور اپنی کتابون مین بھی صاف بیان کر چکے ہین چنانچہ چند اکابرون کے قولان بطور مشتے نمونہ از خروار لکھتا ہون مولانا بحر العلوم قدس سرہ شرح مثنوی کے خطبہ مین لکھے ہین انکی عبارت اندازکسانیکہ بر جادہ محمدی مستقیم باشند وچنین مرتبہ رسیدہ باشند بوساطت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اخبار از اللہ تعالیٰ بشنوند واسرار ربانیہ اللہ تعالیٰ بگیرند وواسطہ میان ایشان ومیان اللہ تعالیٰ برخیزد انتہی اور میان وجیہ الدین علوی رسالہ حقیقت محمدیہ مین لکھے ہین قطب العالم یستفیض من اللہ تعالیٰ بلا واسطۃ یعنے قطب عالم کا فیض پاتا ہی اللہ تعالیٰ سے بغیر واسطے کے انتہی اور عارف ربانی شیخ فرید الدین عطار تذکرۃ الاولیا مین ابو حفص حداد کے احوال مین لکھے ہین کہ علم وتحقیق او بلا واسطہ حق تعالیٰ بود انتہی اور وحید العصر فرید الدہر امام العلامہ بحر الفہامہ عبد السلام الغانمی المقدسی کتاب مین حل رموز کے لکھے ہین ان العلم علمان علم باللسان وعلم بالقلوب واما علم اللسان فہو حجۃ اللہ تعالیٰ علی العباد اما علم القلب فہو بتلقین من اللہ تعالیٰ بلا واسطۃ ملک ولا سفارۃ رسول یعنے تحقیق علم دو قسم ہی ایک علم لسانی دوسرا علم قلبی لیکن علم لسانی پس وہ حجت اللہ تعالیٰ کی ہی بندون پر اسکے اور علم قلبی پس تلقین وتعلیم ہی اللہ تعالیٰ سے بغیر واسطے فرشتے کے اور ایلچی گری رسول کے انتہی اور مختصر فتوحات مکیہ کے تین سو چھیانوین باب مین لکھا ہی لکل مخلوق وجہ خاص بینہ وبین اللہ منہ یاخذ العلم والادب وہو الذی شار الیہ الخضر بقولہ لموسی علیہ السلام انا علی علم علمنیہ اللہ لا تعلمہ انت لانہ کان من العلم الذی اخذہ من الوجہ الخاص وذلک الوجہ لا یطلع علیہ نبی مرسل ولا ملک مقرب وغایۃ العنایۃ الربانیۃ ان توقف العبد المقرب علی وجہ الخاص بہ لا علی وجہ غیرہ فہذا الوجہ علم اللہ منہ عبادہ علوما وادبا کثیرۃ یعنے ہر مخلوق کو ایک وجہ خاص ہی درمیانے اسکے اور اللہ تعالیٰ کے جو اس وجہ سے علم وادب کو پاتا ہی اور اسی وجہ کی طرف خضر علیہ السلام اشارہ کئے جو موسی علیہ السلام کو فرمائے کہ مین اس علم پر ہون جو اللہ تعالیٰ مجھے تعلیم کیا ہی جسکو تو نہین جانتا ہی اسلئے کہ وہ اس علم سے تھا جسکو وجہ خاص سے اخذ کیا ہون اور اس وجہ پر نہ نبی مرسل مطلع ہوتا نہ فرشتہ مقرب اور نہایت عنایت الہی کی واقف کرواتی ہی بندہ مقرب کو بسبب اس وجہ کے جو خاص ہی ساتھہ اسکے نہ بسبب غیر اس وجہ کے اور اسی وجہ سے تعلیم کیا ہی اللہ تعالیٰ

اپنے بندوں کو علمان اور ادیان بہت سے انہی ادراسی کتاب کے چودھویں باب ۵ مین مرقوم ہے ما یمیز اهل الله تعالى الا باخذهم العلم عن الله بلا واسطہ مخلوق

وذلك لا تشريع فيه ولا احكام فهم حفاظ حال النبوى كما ان العلما حفاظ الاحكام النبوية من الحلال والحرام یعنے تمیز نہین پاتے اہل اللہ مگر حاصل

کرنے سے علم کتین اللہ تعالی سے بلا واسطہ مخلوق کے اور اس لینے مین نہ شرع ہے نہ احکام لیں یے لوگ محافظان ہین حال نبوی کے جیسا کہ علما محافظان ہین

احکام نبویہ کے حلال وحرام سے انتہی اور شیخ کبیر صدر الدین قونوی شرح اربعین مین لکھے ہین من ارتباط للموجودات بالحق ثابت من جهتين احدهما

من جهة سلسلة الوسايط والاخرى جهة لا واسطة فيها بينها وبين ربها وهي جهة معية الحق ولا ينفتح ذلك الباب بحيث ياخذ

وامنه عن الله بلا واسطة الا للندر من الانبياء والاولياء واكابر المحققين ويسمون هذه الجهة بالوجه الخاص یعنے تحقیق کہ ارتباط موجودات

کا حق تعالے کے ساتھہ دو جہت سے ثابت ہے ایک ان دونو کی بہ سبب واسطون کے سبب سے ہے اور دوسری یہہ کہ نہ واسطہ ہے اس ارتباط مین درمیانے موجودات کے اور

رب العالمین کے اور یہہ جہت معیت حق کے ہے اور نہین کھلتا ہے یہہ دروازہ ایسا کہ لیوین اس دروازے سے فیض کو اللہ تعالی سے بغیر واسطے کے مگر کھلتا ہے در

لوگون پر نبیون اور ولیون اور بڑے محققون سے اور نام رکھا گیا ہے اس جہت کا وجہ خاص کر کے انتہی شاید ان سب بزرگو نکو بھی منکر رسول کے جانکر کافر

کہنگے الہی تیری پناہ یا رد اگر یے پیران نابالغ صوفیہ کرام کی کتابون سے نعمت لیتے اور استفاضہ بلا واسطہ کی حقیقت جو ایک سر عظیم ہے سمجھتے تو اسقدر گمراہ نہوتے

اور لوگو نمین اپنی رسوائی نکر لیتے اور اس سید صحیح النسب جلیل القدر کی تکفیر مین زبان کھول کے اپنے فعل سے آپ عذاب الہی مین گرفتار نہوتے الہی توفیق توبہ کی

دے یہان ایک نادر بات سنیے کہ قاضی ہازبل نے اسمار حسنی کی شرح مین لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے اسم باسط کی اجازت دینا صحیح ہوا لیکن حضرت سید احمد

صاحب کہ جزو رسول کے ہوتے ہین اور جنکی سیادت مشہور ہے سو آنحضرت کا فیض پانا اللہ تعالے سے بلا واسطہ موجب انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا اور

انکو خواب مین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خرما کھلانا بھی محض غلط او بے سبب کا ٹھہرا ہے کہ فرقہ نوابیہ کے پاس جزو رسول مقبول کی عزت وحرمت اور قدر و

۲۶

منزلت اسقدر کب متحقق ہے جو قاضی ہازبل کا مرتبہ ثابت ہے اور سوائی سکے کہتے ہین کہ سید احمد صاحب جو راہ نبوت پر تھے کرکے دعوا کرتے ہین سو اس سے

پایا گیا کہ بدپردہ انکو نبی بنائے ہین یارو یے بد لفسان اگرچہ ظاہر مین بصورت انسان ہین اور کچہ علم وہنر بھی رکھتے ہین اور شیخی کا بھی دم مارتے ہین پر

حقیقت مین صرف الوکے پٹھے ہین الو باتان کہا کرتے ہین اور محض گمراہ ادھر ادھر بھٹکا کرتے کیونکہ اگر ان الوون کو راہ نبوت کی معنی کی فہم ہوتی تو اسقدر

گمراہ کیے ہوتے اور رسوا نہوتے غور کیجیے کہ کہان راہ نبوت اور کہان ادعاے نبوت کہ زمین و آسمان کا تفاوت ہے عامی سب مسلمانونکو معلوم ہونیکے لیے حقیقت راہ نبوت

کی بڑے بڑے شیخو نکی کتابون سے بطور نمونہ کے چند سند ان لکھتا ہون دیکھہ لیجیے مکتوب چہل و ششم جلد دوم مکتوبات مجدد الف ثانی قدس سرہ بمولانا حمید بنگالی

صدور یافتہ در فضایل کلمہ طیبہ کہ متضمن طریقت وحقیقت وشریعت است و در بیان آنکہ کمالات ولایت در جنب کمالات نبوت ہیچ مقدار نیست و در بیان آنکہ ولایت

را از شریعت چارہ نیست وہمیشہ بشریعت مکلف است ظاہرا وباطنا گرفتار آن معاملہ وماینا سب آن الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

این کلمہ طیبہ متضمن طریقت وحقیقت وشریعت است تا زمانیکہ سالک در مقام نفی است در مرتبہ طریقت است وچون از نفی تمام فارغ شود وسیع ما سوی از نظر او

منتفی گردد طریقت را تمام کردہ باشد وبمقام فنا رسیدہ بود وچون بعد از نفی در مقام اثبات آید واز سلوک بجذبہ گراید بمرتبہ حقیقت متحقق شدہ باشد وبہ بقا موصوف

گشتہ دراین نفی واثبات وراین طریقت وحقیقت وراین فنا وبقا وبہ این سلوک وجذبہ اسم ولایت صادق میآید ونفس از امارگی بہ اطمینان میگراید ومزکی ومطہر میگردد

پس کمالات ولایت مربوطہ بجزو اول این کلمہ طیبہ گشت کہ نفی واثبات است باقی ماند جزو دوم این کلمہ مقدسہ کہ مثبت رسالت خاتم الرسل است علیہ وعلیہم الصلوۃ

والتسلیمات این جزو اخیر محصل ومکمل شریعت است آنچہ در ابتدا ووسط از شریعت حاصل شدہ بود صورت شریعت بود واسم ورسم او بود حصول حقیقت شریعت

درین موطن است کہ بعد از حصول مرتبہ ولایت بحصول می پیوندد وکمالات نبوت کہ کمل تابعان را بہ تبعیت ووراثت انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیمات حاصل

* اسم باسط کی اجازت دینا غلط ہے ... ان اللہ قاضی ... اسلام

میگردد نیز درین موطن ست طریقت وحقیقت که محصلان ولایت اندگویا شرایط اند از برای تحصیل حقیقت شریعت وتحصیل کمالات نبوت و ولایت را همچو طهارت
باید دانست وشریعت را همچو صلوات در طریقت گویا ازاله نجاست حقیقیه ست ودر حقیقت ازاله نجاست حکمیه حدیثه تا بوازطهارت کامله شایان ایتان
احکام شریعه گردد وقابلیت اداء نماز که نهایت مراتب قربست وستون دین است ومعراج مومن است بیدا کند جزء اخیر این کلمه مقدسه را دریائی یافتم بیکران
که جزء اول در جنب آن قطره مینمود بلی کمالات ولایت را در جنب کمالات نبوت هیچ مقداری نیست ذره را در جنب آفتاب مقدار چه بود سبحان الله جمعی از کج مینی ولایت
را از نبوت افضل دانسته اند وشریعت را که لب لبست پوست انگاشته چه کنند نظر شان مقصور بصورت شریعت ست وازمغز جز پوست بدست نیاورده
اند ونبوت را بعلت توجه بخلق قاصر انگاشته اند واین توجه را در رنگ توجه عوام ناقص پنداشته و ولایت را که توجه بحق دارد جل وعلا برآن او بهتر ترجیح داده اند و ولایت
را افضل از نبوت گفته نمیدانند که در کمالات نبوت نیز در وقت عروج رو بحق است سبحانه چنانچه در مرتبه ولایت بلکه در مرتبه ولایت صورت آن کمالات عروجیست
که در مقام نبوت حاصل ست چنانکه شمه ازان ذکر خواهد یافت ودر وقت نزول نبوت را در رنگ ولایت رو بخلق نیست اینقدر فرق است که در ولایت ظاهر متوجه
بخلق است وباطن با حق است سبحانه ودر نزول نبوت ظاهر وباطن متوجه خلق است وبکلیت خود ایشان را بحق جل شانه دعوت مینماید این نزول اتم
واکمل ست از نزول ولایت چنانچه در کتب ورسایل تحقیق نموده است واین توجه ایشان بخلق نه در رنگ توجه عوام است چنانچه گمان برده اند بلکه توجه عوام بخلق از جهت
گرفتاری ایشان ست که بماسوی چه آن بزرگواران گرفتاری ماسوی را در اول قدم وداع نموده اند وگرفتاری بخالق خلق جل سلطانه بجای آن گزیده بلکه توجه
بخلق این بزرگواران را برای هدایت وارشاد است تا بخالق خلق جل سلطانه ایشان را رهنمونی فرمایند وبه مراضی مولای ایشان تعالی وتقدس دلالت
نمایند وشک نیست که این قسم توجه بخلق که مقصود ازان تخلیص ایشان ست از رقیت ماسوی فاضلتر است ازان توجهی که برای نفس خود بحق نماید جل و
علا مثلا شخصی بذکر الهی جل سلطانه اشتغال دارد درین اثنا نابینائی پیدا شد که پیش راه او چاه است که اگر قدم دیگر بردارد در چاه افتد درین صورت آن
را ذکر گفتن بهتر است یا نابینا را از چاه خلاص کردن بهتر شک نیست که تخلیص نابینا بهتر ست از ذکر گفتن او چه او تعالی غنی است ازو واز ذکر او ونابینا
بنده ست محتاج که دفع ضرر ازوی ضروری ست علی الخصوص که این تخلیص مامور بشود واین زمان تخلیص او هم ذکرست که امتثال امر است از ذکر او اولی است
ست که حق مولی باشد جل شانه ودر تخلیص که بامر واقع شود ادای دو حق است حق عبد وحق مولی تعالی بلکه نزدیک است که ذکر گفتن درانوقت داخل ذنب نموده آید
چه هر وقت ذکر گفتن مستحسن نیست ودر بعضے اوقات ذکر ناگفتن مستحب است در ایام منهی ودر اوقات مکروهه روزه نا داشتن ونماز ناگذاردن از روزه داشتن

وازنماز گذاردن بهتر است الخ اور شیخ ابو البرکات بخاری کتاب هدایة السالکین مین لکھے ہین اذا اتصف السالک بکمالات النبوة فقد کمل
یعنے جب متصف ہو سالک کمالات نبوت سے تو تحقیق کامل ہوا انتہی اور امام محمد غزالی رحمة الله علیه کیمیای سعادت مین جو خلاصه احیاء العلوم کا
ہی عنوان اول کے درمیان لکھے ہین کہ اینهمه تعلیم ریاضت ومجاهدات ست تا دل صافی شود واز عادت خلق وشهوت دنیا واز مشغله محسوسات و
راه صوفیان اینست واین راه نبوت ست انتہی اور ابراهیم سنطاری رحمة الله علیه شرح جام جهان نما مین لکھے ہین ومخفی نیست ولایت باطن
نبوت ست ونبوت ظاهر ولایت لیس ولایت لازم نبوت است یعنے بے ولایت نبوت ظاهر نمیشود چراکه ولایت قرب حق است تا نبی را قرب حق نباشد معجزه
که اثر قدرت مطلق است ازوی ظاهر نگردد وفیض مطلق را بخلق مقید رسانیدن نتواند وخلق مقید بحق مطلق نرسد چراکه میان حق وخلق واسطه
نبی است در هر عصر ودر هر دوره اگر آن واسطه درمیان نباشد مقید بمطلق هرگز نرسد پوشیده نیست نبوت واسطه وبرزخ ست میان رسالت و ولایت
وچون نبوت مشتق از انباست وانبا اخبار ست از حقایق الهی یعنے معرفت ذات وصفات واسما وافعال واین اخبار بدو قسم است یکی اخبار از
معرفت ذات وصفات واسما واین مخصوص بولایت مطلق ست خواه از نبی ظهور آید خواه از ولی غیر نبی ودوم جمیع اخبارات مذکوره با تبلیغ

احکام تشریعیہ و تادیب باخلاق و تعلیم حکمت مرضیہ و قیام سیاست و این مخصوص برسالت ست و این را نبوت تشریعی می نامند و اول را نبوت تعریفی خوانند و نبوت تشریعی مختتم بحضرت رسالت گشت اما تعریفی که لازمۂ ولایت مطلق ست باقی ست تا دور خاتم ولایت که آن محمد مہدی ست و ولایت اعم از نبوت و رسالت ست و نبوت عام از رسالت و افضل از ولایت زیرا که ہر رسول که ہست البتہ نبی است و ہر نبی رسول نیست و ہر نبی ولی ست و لازم نیست که ہر ولی نبی باشد و این اسم ولی جاری بر بندگان حق میشود بسبب تخلق ایشان باخلاق الٰہی و تحقق ایشان بذات و صفات و تعلق به بقا بعد الفنا و بصحو بعد المحو و ولایت عبارت ست از قیام بنده بحق این دولت عظمی و سعادت کبری بآن تواند بود که حقتعالی مستولی بنده شود و حافظ و ناصر او گردد تا او را بدین مرتبه که نہایت مقام قرب و تمکین ست برساند و در اصطلاح این قوم ولی کسی را گویند که حقسبحانہ و تعالی بحفظ خود او را از عصیان و مخالفت محفوظ و نگاه دارد تا بنہایت ولایت که وصول حق ست برساند باین معنی ولی فعیل بمعنی مفعول ست و می تواند بود که ولی فعیل بمعنی فاعل باشد پوشیده نیست که قول اکابر الولایۃ افضل من النبوۃ معنی دارد که ولایت نبی که جہت قرب ولیست باحق افضل و اعلی از جہت نبوت اوست که اخبار و انبای خلق ست زیرا که ولایت جہت حقایق ابدیست ہرگز منقطع نمیشود و نبوت جہتیست نسبت باخلق و منقطع ست پس ولایت نبی بلند تر از نبوت اوست نه آنکه ولایت ولی که تابع نبی است اعلی از نبی باشد زیرا که تابع در ان چیز که تابع ست ہرگز بمتبوع نمیرسد اگر برسد پس تابع نباشد انتہی اور شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی کتاب فصوص مین اور اسکے شروح مین کیفیت اسکی بتفصیل لکھکر ولایت کو مرتبہ جمع اور نبوت کو مرتبہ جمع الجمع اور فرق ثانی نام مقرر کئے ہین اور گلشن راز اور اسکی شرح مین بھی یہہ بیان مذکور ہے اور شاہ وجیہ الدین گجراتی بھی اس مقدمہ کو حقیقت محمدی مین لکھے ہین اور مولوی رفیع الدین نقشبندی قندہاری خلیفہ خواجہ رحمت اللہ کے رحمۃ اللہ علیہما رسالہ مین ثمرات المکیہ کے کمال ولایت اور کمال نبوت کا بیان کرکے دو دایرہ لکھے ہین یعنی ایک دایرہ ولایت کا دوسرا دایرہ کمالات نبوت کا اور سید شاہ ابو الحسن [illegible] قریبی اور سید عبد اللطیف قادری ذوقی قدس سرہما اپنے رسالون مین اس مقدمہ کو جیسا چاہئے ویسا حل فرمائے ہین جا ہو تو ان سب کتابون مین دیکھلو اور کہتے ہین کہ تقویۃ الایمان وغیرہ رسالون مین جو آیات مذکور ہوئے ہین سو کفار کی شان مین ہین مسلمانون کی شان مین نہین یارو یہہ فقط ان کی جہالت ہی کیونکہ انکو اصول سے خبر ہوتی تو ایسا نکہتے دیکھئے قاعدہ کلیہ اصولیہ ہی کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا بخصوص السبب یعنے اعتبار عموم لفظ کو ہی نہ خصوص سبب کو ہی انتہی پس جو شخص ویسا کریگا سو اُنہین داخل ہو دیگا چنانچہ اس قاعدہ کلیہ اصولیہ کے سند ان بحث شفاعت مین مذکور ہو چکے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ کتاب تقویۃ الایمان نہین بلکہ تفویۃ الایمان یعنے ایمان لیجانیوالی ہی یارو ظاہر ہی تقویۃ الایمان تو فقط آیات و احادیث ترجمہ کے ساتھہ مرقوم ہین اور اللہ جلشانہ قرآن کی شان مین فرمایا ہی کہ یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا یعنے گمراہ کرتا ہی اس سے بہتیرے اور راہ پر لاتا ہی اس سے بہتیرے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احادیث بمقتضای و ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی کے وحی سے ہین پس سچ ہی کہ جس نے ان آیتون اور حدیثون کو صحیح جانکر امنا و صدقنا کہا اور ہدایت پایا تو اسکے حقمین تقویۃ الایمان ہی اور جس کسی نے ان آیتون اور حدیثون مین جھوٹے تاویلات کر کے بہکنے لگا اور انکو راست نجانکے گمراہ ہوا تو اسکے حقمین تفویۃ الایمان یعنے ایمان لیجانیوالی ہی قول خیر الزاد لپوریپ نزاد و ایضا قال فی تقویۃ الایمان اور دوسری بات یہہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہین کہ انکو عبادت کہتے ہین جیسے سجدہ اور رکوع کرنا اور ہاتھہ باندھکر کھڑے رہنا اور نام پر مال خرچ کرنا اور اسکے نام کا روزہ رکھنا اور اسکے گھر کیطرف دور دور سے قصد کرکے سفر کرنا اور ایسی صورت بناکر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہین اور رستے مین اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتین کرنے سے اور شکار سے بچنا اسی قید سے وہان جاکر طواف کرنا اور اس گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اسکی طرف جانور لیجانے اور وہان منتین ماننی اور اسپر غلاف ڈالنا اور اسکی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہوکر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین دنیا کی مرادین مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اسکی دیوار سے اپنا منہہ اور چھاتی ملانا اور اسکا غلاف پکڑکر دعا کرنی اور اسکے گرد روشنی

کرنی اور اسکا مجاور بنکر اسکی خدمت مین مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو و غسل کا سامان لوگون کے لئے درست کرنا اور اسکے کوئی کے پانی کو تبرک سمجھکر پینا بدن پر ڈالنا آپس مین غایبون کے واسطے لیجانا رخصت ہوتے وقت الٹے پانون چلنا اور اسکے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنے وہان شکار نکرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا مواشی نہ چگانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندونکو بتلائے ہین پھر جو کوئی کسی پیر پیغمبر سے یا بھوت و پری سے یہ معاملہ کرے یا کسیکی سچی یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسیکے چلے کو یا کسیکے مکان کو یا کسیکے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا انکے نام کا روزہ رکھے یا وہان ہاتھ باندھکر کھڑا ہوے التجا کرے مرادین مانگے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکان مین دور دور سے قصد کرکے جاوے یا وہان روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے انکے قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے شامیانہ کھڑا کرے رخصت ہونیکے وقت الٹے پانون چلے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ان مجاور بنکر بیٹھے ایسے مقامون کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتین کرے سو اسپر شرک ثابت ہوتا ہے اسکو اشراک فی العبادت کہتے ہین انتہی ازان معلوم شد کہ رفتن برای زیارت قبر مکرم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم از اماکن بعید و دست بستہ ایستادن در مواجہہ شریف و استمداد خواستن از جناب قدس صید نکردن جانوران مدینہ طیبہ و نبریدن کاہ و درخت آن بقول منیف و آب بار ماثورہ را تبرک دانستہ نوشیدن و برای غایبین بردن نیز شرک فی العبادت ست و ظاہر ست کہ امور مسطورہ ائمہ دین و علمای مجتہدین از افضل قربات دانستہ اند و خصم را بر منع آن ہیچ دلیلی قوی یا ضعیف نیست از آیہ کریمہ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الآیہ اصلا این منع فہمیدہ نمی شود چنانچہ مرغوم گردد انتہی کلام ایمان سے پورب نژاد کا قول بالکل صحیح ہے کہ تقویۃ الایمان مین یہہ عبارت ستر ہوان صفحہ سے انیسوین صفحہ تک مرقوم ہے لیکن پورب نژاد نے اپنے کئے کہے کی پاس سے تقویۃ الایمان کے مصنف پر تکفیر ثابت کرنیکے لئے اس مقام مین ایک دغای عظیم کیا ہے اور نژاد کو کھیلا ہے کہ تقویۃ الایمان کی عبارت مذکورہ کے مابعد کے فقرے کو جو حاصل اس تمام عبارت کا ہے مذکور نہین کیا چنانچہ وہ فقرہ یہہ ہے یعنے اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی کرے انتہی چاہو تو دیکھ لیجئے اب ظاہر ہے کہ ان سب باتون مین سے ایک بات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا سفر بھی ہے سو اس زیارت کا سفر اللہ جل شانہ کی تعظیم کے سر کیا کرنا یعنے مثل حج سمجھکے دور دور سے ویسی صورت سے جانا کسی مذہب مین روا نہین دوسرے انبیا اور اولیا کا تو کیا ذکر بلکہ مدینہ کے رہنے والے شخص کو جو ہر روز قبر شریف کی زیارت کرتا تھا سو اسکو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ منع فرماتے ہین چنانچہ وفاء الوفا فی اخبار دار المصطفی مین مرقوم ہے روی القاضی اسمعیل فی فصل الصلواۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانتہرہ علی بن الحسین فقال لہ علی ابن الحسین ما یحملک علی ہذا قال احب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لہ علی بن الحسین ہل لک ان احدثک حدیثا قال نعم قال لہ علی بن الحسین اخبرنی ابی عن جدی انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تجعلوا قبری عیدا الحدیث یعنے روایت کئے قاضی اسمعیل فصل صلوۃ علی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اپنی سند سے امام زین العابدین تک کہ ایک شخص ہر روز آتا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرتا تھا جھڑکے اسکو امام زین العابدین کیا چیز تجکو اس بات پر لائی ہے کہا کہ مین دوست رکھتا ہون رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنے کو پس فرمائے اسکو امام کیا تیرے لئے کہون مین ایک حدیث کہا کہ ہان فرمایے اس سے امام زین العابدین کہ خبر دئے مجکو میرے باپ میرے دادا سے کہ وہ کہے کہ فرمائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری قبر کو عید مت بناو انتہی بھلا اب اس تمام عبارت مذکورہ سے نفس زیارت قبر مکرم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کہان پایا گیا جو یہ بد نفسان از حد بد نفسی کر گذرے اور عقل کی رو سے بھی کوئی شعور مند مومن تقویۃ الایمان کے مصنف کو منکر زیارت آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہین سمجھیگا کیونکہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت احادیث سے ثابت ہے تسپر وہ مصنف خود محدث تھا اور کتاب و سنت

بسندہ الی علی بن الحسین بن علی علیہم السلام ان رجلا کان یاتی کل غداۃ فیزور قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی پیروی کے لئے یہہ کچہ تاکید لکھا ہے اور ہر بات کی اثبات مین آیت و حدیث کو سند گردانتا ہے اور اتباع سنت کا دم مارتے جانسے بھی گیا باوجود سکے وہ شخص رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا منکر کیونکر ہو سکے اور اگر اسکو شرک جانتا تو سات سو مومن سمیت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو جا کے مشرف کیون ہوتا جو عالم پر مشہور ہی مگر نوابیہ فرقے والے اس بات کی رد مین سخن سازی کرتے ہین کہ اسکا زیارت کرنا محض تقیہ تھا افسوس یہہ فرقۂ نوابیہ اس سخن سازی سے بھی اپنے قول سے آپ ملزم ہوتا ہی کیونکہ خود ہی دعوا کرتے ہین کہ اُسنے تقویۃ الایمان کی اُس عبارت مین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو جانیکے لئے صاف منع لکھا ہی پس اِی منصفو اس صورت مین اس مصنف کے تقیہ کرنیکا اُنکا دعوا جھوٹھہ ہوا اور اگر تقیہ سچ ہو تو منع زیارت کا دعوا جعلی ہی اسلئے کہ ادنا شعور والے پر روشن ہی کہ تقیہ کرنیوالا اپنے عقیدہ کو صاف ظاہر نکریگا اور جب صاف ظاہر کیا تو پھر اُسکا تقیہ نکریگا اور بعضے اور ہی حماقت کی سخن سازی کرتے ہین کہ اصل مین اُسکا جانا محض مدینے کی مسجد کو تھا اور زیارت قبر شریف اُسکے ضمن مین تھی یارو سبحان اللہ اگر یہہ گمان اُن بدگمانون کا راست ہی تو تمامی سلف و خلف کے زایرون پر بھی یہی گمان صادق آتا ہی کچہ تخصیص اُسکی مصنف پر تقویۃ الایمان کے نہین ہو سکتی پس سلف اور خلف کے زایران بھی سب کے سب منکر زیارت قبر شریف صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے ۵ شادم کہ از رقیبان دامن افشان گذشتی ؛ گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد ؛ اور اب چند سندان بطور نمونہ کے اللہ کی تعظیم کسی اور کی نکرنیکے باب مین لکھدیتا ہون دیکھہ بوجھہ لیجئے کہ شیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکات کے باب الکبائر و علامات النفاق کے فصل اول مین لکھے ہین عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت است از عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رجل گفت عبد اللہ بن مسعود کہ گفت مردی یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ کدام گناہ بزرگتر ست و بدتر ست نزد خداوند تعالی قال ان تدعو للہ ندا وھو خلقک فرمود بزرگترین گناہان کہ بالاتر از گناہی نیست اینست کہ بگردانی مر پروردگار عالم را مانند و ہمتا و حال آنکہ تو را پیدا کردہ یعنی کہ وی پیدا کردہ تراء اگر نمیدانی فکر کن و بدانکہ پیدا کنندہ غیر یکذات لشانہ تعالی کبریائہ و ند بکسر نون مانند شخص در ذات و صفات کہ مخالف بود او را در افعال و احکام و ضد مخالف غیر مانند و حقتعالی را نہ ضد ست و نہ ند و بت پرستان اگرچہ بتان را مانند خدا و مخالف او تعالی نمیدانند و نمیگویند لیکن چون آنہا را می پرستند و تعظیم میکنند گویا مثل و مانند او میدانند و اعتقاد دارند کہ ایشان را از عذاب خدا رہانند و بالجملہ شرک ۳ قسم ست در وجود و در خالقیت و در عبادت انتہی اور بحر الرائق مین تشہد کے بحث کے بیچ مرقوم ہی ان التحیات العبادات القولیۃ والصلوۃ العبادات البدنیۃ والطیبات العبادات المالیہ فجمیع العبادات للہ تعالی لا یستحقہ غیرہ ولا یتقرب بشیء منہ الی ما سواہ یعنے التحیات زبان کی عبادتان ہین الصلوات بدن کی عبادتان ہین الطیبات مال خرچنیکی عبادتان ہین سو یہ سب عبادتان اللہ ہی کے واسطے سزاوار ہین اسکے سوائے کوئی ان عبادتونکا حقدار نہین اور کوئی عبادت اُن مین سے اللہ کے سوا کسی اور کے تقرب کے واسطے نکرنا اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء الاسقام مین لکھے ہین ومن بالغ فی تعظیم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بانواع التعظیم فلم یبلغ بہ ما یختص بالباری تعالی فقد اصاب الحق وحافظ علی جانب الربوبیۃ والرسالۃ جمیعا وذلک ھو القول الذی لا افراط فیہ ولا تفریط یعنے جو شخص کہ مبالغہ کیا تعظیم مین رسول مقبول کے جس انواع کی تعظیم سے اور نہ پہنچایا اس مبالغہ کو اُس چیز تک جو باری تعالی کی تعظیم کے لئے مخصوص ہی پس تحقیق پایا اُسنے حق کو اور نگاہ رکھا اُسنے جانب ربوبیت اور جانب رسالت دونوکو اور یہہ ایسا ہی کہ جسمین افراط و تفریط نہین انتہی اور امام العلامہ ابن القیم زاد المعاد مین لکھے ہین والمقصود ان النفوس الجاھلیۃ الضالۃ اسقطت عبودیۃ اللہ سبحانہ واشرکت فیھا من تعظمہ من الخلق فسجدت لغیر اللہ ورکعت لہ وقامت بین یدیہ قیام الصلوۃ وحلفت بغیرہ ونذرت لغیرہ وذبحت لغیرہ وطافت بغیر بیتہ وعظمتہ بالحب والخوف والرجاء والطاعۃ کما یعظم الخالق وسوت من تعبدہ من المخلوقین برب العالمین وھؤلاء ھم المضادون لدعوۃ الرسل وھم الذین بربھم یعدلون وھم الذین قال تعالی فیھم ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ وھذا کلہ من الشرک وان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ یعنے مقصود اس بات کا یہہ ہی کہ نفسان جاہلیت کے بھرے ہوئے گمراہان اللہ سبحانہ کی بندگی کو چھوڑ دیکر خلق اللہ مین سے جنکی بڑائی مانتے تھے سو اُسکو اس بندگی مین شریک کر دئے تو غیر کو سجدہ کرنے اور رکوع کرنے اور قیام کرنے لگے جیسا نماز

ہین قیام کرتے ہین اور قسم کھانے لگے غیر پر اور نذر کرنے لگے غیر کی اور ذبح کرنے لگے غیر کے واسطے اور اللہ کے غیر کے مکانون کے آس پاس پھرنے لگے اور ترا ماننے لگے اُسکے غیر کو
محبت اور ڈر اور امید اور فرمان برداری کے ساتھ جیسا ترا مانتے ہین خالق کو اور ہین مخلوقون کو کہ آپ پوجتے ہین سو انکو رب العالمین کے برابر ٹھہراے
ہین اور وہی لوگ رسولون کی دعوت کے خلاف پر ہین اور وہی لوگ اپنی رب کے ساتھ دوسرے کو برابر کرتے ہین اور وہی لوگ وے ہین جو فرمایا اللہ تعالی نے
اُنکے حقمین ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداد ا یحبونھم کحب اللہ وھذا کلہ من الشرک وان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ یعنے اور بعضے لوگ
ٹھہراتے ہین اللہ کے غیر کو شریک یان اُسکے محبت رکھتے ہین اُنکی جیسی محبت اللہ کی اور یہہ سب شرک کی قسم سے ہے اور مقرر ہین نہین بخشتا اللہ تعالی یہہ کہ شریک ٹھہرایا
جاوے اسکا انتہی اور بعضے جو زیارت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابمین کچھ کچھ بیان کئے ہین سو اُنکے حالمین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ درۃ المضیہ
مین لکھے ہین وقد فرط ابن التیمیہ من الحنابلۃ حیث حرم السفر لزیارۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کما افرط بعض الفضلاء حیث قال کون الزیارۃ قربۃ
معلومۃ من الدین بالضرورت وجاحدھا محکوم علیہ بالکفر یعنے تفریط کیا ابن تیمیہ حنبلیوں مین سے جو حرام کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
کے سفر کو جیسا بعضے فاضلان افراط کئے ہین کہ دین کی ضروری عبادتون سے ہی اور منکر پر اُسکے کفر کا حکم کیا جاویگا انتہی پس اُس سے صاف معلوم ہوگیا
کہ افراط و تفریط پر دونا روا ہی اور یورپ نژاد نے جو قصہ بلال رضی اللہ عنہ کا لکھا ہی سو غلط ہی چنانچہ ملا علی قاری درۃ المضیہ مین لکھے ہین کہ کیا
حافظ جلال الدین سیوطی نے ان قصۃ رحیل بلال ثم رجوعہ الی المدینۃ بعد رؤیتہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام وانہ اذن بھا وارتجاج المدینۃ بہ لا اصل لہ وھی بینۃ الوضع یعنے تحقیق قصہ بلال کے سفر کرنیکا مدینے سے اور پھر آنا اُنکا مدینے کو بعد دیکھنے اُنکے خواب مین رسول مقبول
کو اور اذان دینا اُنکا مدینے مین اور زلزلہ کرنا مدینے کا اُنکی اذان سے بے اصل بات ہی اور موضوع بنا اس قصے کا ظاہر ہی انتہی اور یورپ نژاد نے
جو ابن تیمیہ پر طعن تشنیع کیا ہی سو اُس بات سے ہمکو کچھ کام نہین کیونکہ مولانا محمد اسمعیل شہید کچھ اُسکا تابع نہ تھا لیکن دو تین علما کے مشاہیر اور مجتہدین جو
ابن تیمیہ کی شان وحقیقت لکھے ہین سو بطور نمونہ کے چند قولان لکھہ دیتا ہون امام حافظ جلال الدین سیوطی ابن تیمیہ کو احکام اور حدیث کے علم مین
مجتہد مانے ہین اور قطب الوقت امام شعراوی کتاب طبقات مین مناقب مین امام حافظ سیوطی کے یہہ لکھے ہین واما قبل السبکی فاجتمع الاجتہاد فی الا
حکام والحدیث لخلق منھم بن تیمیہ وابن دقیق العید والنواوی وقبلہ ابو شامہ وقبلہ ابن الصلاح واما قبلہ من المتقدمین فکثیر
جدا یعنے لیکن اگلے سبکی کے بہت سے مجتہد ہوے احکام اور حدیث مین سو اُنمین سے ہی ابن تیمیہ اور ابن دقیق العید اور نواوی اور آگے اُسکے ابو شامہ اور اُسکے
آگے ابن الصلاح مگر آگے ابن الصلاح کے متقدمون سے ایسے مجتہدان بہت سے ہوے ہین انتہی اور زین الدین ابن نجیم بحر الرائق مین آب ستہ کے ذکر مین لکھے ہین سو
عبارت یہہ ہی کہ وقد بالغ الحافظ عالم المغرب ابو العباس ابن تیمیہ فی تضعیفہ ای حدیث القلتین واطال رحمۃ اللہ تعالی الکلام بما لا یحتملہ
ھذا الموضع ولا یغتر الحافظ ما اخرجہ الدارقطنی عن سالم عن ابیہ لضعفہ انتہی اور علامہ شہیر عبد العظیم مکی حنفی اپنی کتاب قول السدید مین
بڑی تعریف توصیف ابن تیمیہ کی لکھے ہین سو مولوی محمد باقر آگاہ نے اُسکا ترجمہ اپنی کتاب القاظ النیام مین لکھا ہی امام کبیر مجتہد کہ وہ بلند و راسخ در علم رئیس
فقہا و محدثین ابو العباس الشہیر بابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالی انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکات کے باب بیان الخمر و وعید شاربہا کے تیسری
فصل کے بیچ ذیل مین شرح حدیث ابن موسی اشعری کے جو ما ابالی شربت الخمر او عبدت ھذہ الساریۃ دون اللہ ہی شیخ امام علامہ ابو عبد اللہ محمد
بدر الدین زرکشی شافعی مصری کے سرلکہا ابو العباس ابن تیمیہ کے اقوال دو تین جگہہ بطور سند بیان کئے ہین دیکھو پس معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ ضال و مبتدع
نہین تھا بلکہ ایسا عالم تھا کہ اسکے قول کو سند و حجت لانا بڑے بڑے علما کے پاس درست تھا اب انصاف شرط ہی کہ جب مولوی سید محمد علی صاحب
دامت برکاتہ وفیوضاتہ کی تکفیر بسبب تعریف کرنے عالم حقانی مولانا محمد اسمعیل شہید کے جسکو یہہ یورپ نژاد وغیرہ ابن تیمیہ کا پیرو فرض کر چکے ہین

۳۱ زیارت رسول مین جو افراط و تفریط کئے ہین سو اُسپر ملا علی قاری کا قول ص ۳۲ بلال رضی اللہ عنہ کے قصے کے غلط ہونیکا بیان ص

۳۳ علمای مشاہیر اور مجتہدان جو ابن تیمیہ کی شان و حقیقت لکھے مین سو اُسکا بیان ص

ثابت ہوگئی تو امام سیوطی اور عبدالعظیم کی حنفی اور زین الدین اور مولوی محمد باقر آگاہ اور امام محمد بدرالدین زرکشی شافعی اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ جو خود ابن تیمیہ کی تعریف و توصیف کئے ہیں اور اسکے اقوال کو سند گردانے ہیں سو سب کے سب بطریق اولیٰ کافر ہوگئے نعوذ باللہ منہا اور دست بستہ مواجہہ شریفین قیام کی صورت سے کھڑے رہنا ائمہ اربعہ کے پاس مستحب ہی کر کے جو لکھا ہی سو محض غلط ہی چنانچہ محمد بن اسمعیل یمنی کتاب تطہیر الاعتقاد عن ادران الالحاد مین لکھے ہیں العبادۃ البدنیۃ کالقیام والرکوع والسجود والصوم والطواف والمالیۃ کاخراج جزء من المال امتثالا لامرہ مختصۃ بہ فانواد اللہ تعالیٰ بتوحید العبادۃ لایتم الا ان یکون الدعاء کلہ للہ تعالیٰ والنداء فی الشدائد لا یکون الا للہ وحدہ والاستعانۃ باللہ وحدہ والنحر لہ وجمیع انواع العبادات من الخضوع والقیام تذللا والرکوع والسجود والطواف کلہ لا یکون الا للہ ومن فعل ذلک لمخلوق من حی او میت سواء کان ملکا او نبیا او ولیا او شجرا او قبرا او جنیا فقد اشرک فی العبادۃ وان اقر باللہ وعبدہ یعنے عبادت جو بدن سے تعلق رکھتی ہی جیسا کھڑے رہنا تصویر کے ایک اور خم ہونا اور زمین پر سر دھرنا اور روزہ رکھنا اور آس پاس پھرنا اور وہ عبادت جو مال سے علاقہ رکھتی ہی جیسا کہ نکالنا اپنے مال سے اللہ کے حکم موافق خالص اللہ ہی کے واسطے ہی پس یگانہ جاننا اللہ تعالیٰ کو توحید عبادت مین کامل نہین ہوتا مگر جب کہ ہر دعا اللہ ہی سے مانگے اور مصیبتوں میں اللہ ہی کو پکارے اور یاری اللہ ہی سے چاہئے اور اللہ ہی کے واسطے ذبح کرے اور سب طرح کی عبادتان جیسے خضوع اور کھڑے رہنا ذلت و خواری کے ساتھ اور خم ہونا اور سجدہ کرنا اور تصدق ہونا مخصوص اللہ ہی کے واسطے ہی جب کوئی ان کاموں سے ایک کام کریگا کسی مخلوق زندہ یا مردہ کے ساتھ خواہ وہ فرشتہ ہو یا پیغمبر ہو یا ولی ہو یا شیطان جھاڑ ہو یا قبر تو تحقیق اسنے شریک کیا عبادت مین اگرچہ وہ اقرار کرے اللہ کا اور بندگی بجا لاوے اسکی انتہی امام العلامہ ابن قیم زاد المعاد مین لکھے ہین صح عنہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم النھی عن القیام وھو جالس کما یعظم الاعاجم بعضھا بعضا حتی منع من ذلک فی الصلوٰۃ وامرھم اذا صلے جالسا ان یصلوا جلوسا وھم اصحاء لا عذر لھم لئلا یقوموا علی راسہ وھو جالس مع ان قیامھم للہ فکیف اذا کان القیام تعظیما وعبودیۃ لغیرہ یعنے اور صحیح ہوا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ منع فرمائے ہین کھڑے رہنے سے جب آپ بیٹھے ہون جیسا عجم والے ایک دوسرے کی بڑائی کے واسطے کیا کرتے ہین یہان تک کہ نماز مین بھی منع کئے ہین اور جب آپ نماز بیٹھ کے پڑھے تھے تب حکم کئے تھے اصحاب کو بھی بیٹھ کے ساتھ نماز پڑھین حالانکہ وے سب تندرست تھے کچھ عذر نہین رکھتے تھے یہہ اسواسطے تھا کہ آپ بیٹھے ہوے اور سب پاس کھڑے ہو رہین باوجود اسکے کہ قیام انکا اللہ کے واسطے تھا پھر جب قیام اسکے غیر کی تعظیم اور بندگی کے لئے ہوگا سو کیونکر ہوگا انتہی اور امام محمد غزالی کیمیای سعادت کے تیسرے رکن کے نوین اصل مین لکھے ہین و علی رضی اللہ عنہ میگوید کہ ہر کہ خواہد کہ دوزخی را ببیند گو در مردی نگر و نشستہ و دیگری در پیش وی بر پای استادہ انتہی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ عین العلم کی شرح مین لکھے ہین ولا ینحنی فان الانحناء یکرہ کذا فی المحیط والذخیرۃ ولانہ یشبہ الرکوع الذی ھو رکن من ارکان الصلوٰۃ فکما لا یجوز ان یسجد احد لاحد لا یجوز ان یرکع وکذا القیام علی ھیئۃ الوقوف فی الصلوٰۃ لحدیث من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوء مقعدہ من النار رواہ ابو داؤد والترمذی وحسنہ وعن انس قلنا یا رسول اللہ اینحنی بعضنا لبعض قال لا رواہ الترمذی وحسنہ وابن ماجہ یعنے اور نہ جھکے کیونکہ تحقیق خم ہونا مکروہ ہی اسیطرح محیط اور ذخیرہ مین ہی اور اسواسطے کہ تحقیق انحنا مشابہت رکھتا ہی رکوع کے ساتھ جو وہ ایک رکن ہی ارکان سے نماز کے پس جیسا روا نہین ہی سجدہ کرنا کسیکا کسیکے واسطے اسیطرح روا نہین ہی رکوع کرنا کسیکا کسیکے لئے اور اسیطرح روا نہین کھڑے رہنا کسیکا کسیکے واسطے نماز مین کھڑے رہنے سریکا کیونکہ حدیث شریف ہی کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کے طرح کھڑے رہین لوگ اسکے روبرو سو ٹھہر الیوے اپنا ٹھکانا دوزخ مین روایت کئے اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور حسن کہا اسکو ترمذی نے اور روایت کئے انس کہا ہم یا رسول اللہ کیا جھکین بعضے ہمارے سے بعض کے لئے فرمایا کہ نہ جھکین روایت کئے اسکو ترمذی اور حسن کہا اسکو

خوند ہوئی۔ اور ابن ماجہ نے انس سے بس لیجیے کہ صدر کوع مین اختلاف ہی بعضون کے پاس رکوع مین پیٹھ کا جھکنا ہی اور بعضون کے نزدیک جھکنا گردن کا ہی بہرحال رکوع عبادت ہی مخصوص خدا تعالیٰ کے لیے پھر اسکے غیر کی تعظیم کے لیے بجالانا گویا اسکو شریک کرنا ہی خدا کے ساتھ اور اسیطرح قیام کرنا قصد سے تعظیم کے اللہ ہی کے واسطے ہی قال اللہ تعالیٰ و قوموا للہ قانتین یس اگر دوسرے کے واسطے اسکی تعظیم کے ارادے سے کیا تو گویا شریک کیا اُسکو خدا کے ساتھ تعظیم مین خدا کے چنانچہ اسی لئے منع فرمائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے رہنے سے کسیکے آگے اُسکی تعظیم کے قصد سے اور ایسا ہی اصحابون جو آداب محمدی ادب سے واقف تھے کسی ایک کا بھی حضور مبارک مین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتہی ہونا اور نماز کی ہیئت سے آن حضرت کی تعظیم کے قصد سے کھڑے رہنا کسی جگہہ منقول نہین ہوا اور شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ روضۂ مقدسہ سے رخصت ہونیکے وقت اُلٹے پانون چلنے کے منع مین جذب القلوب کے سولھوین باب کے فصل وداع مسجد نبوی اور روضۂ مقدسہ مصطفوی کے بیچ لکھے ہین کہ بعد از ان ہم بر حال تباکی و تحسر و تحزن بر مفارقت این حضرت شریفہ و داع این مقامات منیفہ بکند بیای بیرون رود بلکہ بر طریقی کہ معتاد مشی است برود و در زیارت آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بپای پس رفتن را در وقت وداع در آداب شمردہ اند بخلاف وداع بیت اللہ کہ سنت در آنجا در وقت وداع بپای پس رفتن است تا بیرون مسجد و نوشتہ اند کہ وجہی آن باشد کہ ماثور در وداع آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ را زادہ اللہ تشریفا و تعظیما ہمچنین است و بیچ جا نقل نکردہ اند کہ در حضور آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب در وقت وداع ہمچنین میکردند واللہ تعالیٰ اعلم انتہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جس کام کو صحابہ نے کیا ہم بھی اُسکو نکیا چاہئے اور یہہ بھی ثابت ہو گیا کہ تعظیم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعد از وفات کے ویسی ہی ہی جو حالت حیات مین تھی اور نہین پایا گیا کہ بعد از وفات آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی ایک صحابہ سے بلکہ تابعین سے یا تبع تابعین سے جو اہل خیر القرون ہین مواجہہ شریف مین دست بستہ نماز کی صورت سے کھڑے رہے ہون اسی لیے امام محمد غزالی وغیرہ مجتہدین لکھے ہین کہ جو تعظیم کہ حیات مین کرتے تھے بعد از وفات کے بھی اسی قدر کیا چاہئے اور یوربی نژاد نے امام سبکی کی کتاب شفاء الاسقام کا قول جو لینے خیر الزاد مین لایا ہی سو اُسمین بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمودہ یہہ مذکور ہی کہ بتحقیق حرمت و تعظیم رسول اکرم بعد از وفات ہمچنان است کہ در حالت حیات بود انتہی جبکہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مین انکی تعظیم کے لیے حضور مقدس مین ایسا قیام نہین کرتے تھے تو پھر بعد از وفات کے کسطرح کیا جاوے اور رسول مقبول نے وعید فرمایا ہی اُس شخص کے حق مین جو دوست رکھتا ہو سطرح کے قیام کو پس التبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از وفات کے بھی کسیکے ایسے کھڑے رہنیکو دوست نرکھینگے اور یہہ عالم حقانی پر ظاہر ہی کہ دست بستہ نماز کی ہیئت سے روضۂ مقدس پر کھڑے رہنے نہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور نہ رسول مقبول ارشاد کیے اور نہ تابعین اور نہ ائمہ اربعہ بھی ایسا کرنیکا حکم کئے پس اگر ایک دو شخص متاخرین سے اسکا جواز لکھے ہوین تو ہم کو کچھہ سند نہین اگر مدعی یعنے یوربی نژاد اپنے دعوے کے موافق ائمہ اربعہ سے سند ان رکھتا تھا تو پھر اُن سند و نکو بیان کرنیکا مانع کون تھا اور جو یوربی نژاد لکھا ہی کہ تقویۃ الایمان کی عبارت مذکور سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ استمداد

۳۵ استمداد چاہنے کو رسول اللہ سے اشراک فی العبادت مین داخل کرنے کی تہمت کا بیان ۳۵

چاہنا جناب اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی شرک فی العبادت ہی یا رو یہہ بات صرف بناوٹ اور فریب کی ہی کیونکہ ادنا شعور مند پر ظاہر ہی کہ استمداد و توسل ایک اور بات ہی اور دعا مانگنا اور التجا کرنا اور مرادین مانگنا ایک اور بات ہی اور اُن دونون مین زمین و آسمان کا تفاوت ہی اس لیئے کہ مراد مانگنا وغیرہ حاجت طلبی ہی کہ یا فلان میری فلانی حاجت روا کر یا بر لا کر کے کہنا سو سطور سے دعا مانگنا اور التجا کرنا اور مراد مانگنا اللہ ہی کے جناب مین مخصوص ہی اور اُسکے غیر سے شرک اور استمداد و توسل کی صورت یہہ ہی کہ الہی میری فلانی حاجت بحرمت یا بطفیل یا بہ برکت فلان روا کر یا بر لا یا یہہ کہ زبان سے کہے ای فلان حضرت میر فلانے مقصد یا مراد یا حاجت کے لیے جناب باریتعالےٰ مین التجا کیجئے اب انصاف سے تقویۃ الایمان کی عبارت مذکورہ مین غور کیجئے کہ لفظ استمداد یا توسل یا مدد کہان مذکور ہی جو اُسکو اشراک فی العبادت مین داخل کیا کہہ سکین ہان اُسمین صاف یہہ مرقوم ہی کہ دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادین مانگنی انتہی سو یہہ حاجت طلبی اللہ کے غیر سے کرنا شرک اجماعی ہی اور اسمین کسیکو کلام کی طاقت نہین اسلیئے عاملی سکے سند ان مذکو نہین کیا یاروذرہ غور کیجئے کہ یوربی نژاد نے کیا کھیل کھیلا ہی کہ گاڑوری اور جشید باز کے سرلیکا مراد مانگنے وغیرہ کو استمداد و توسل کر بتلا احمقون کو فریب دیتا ہی پر شعور مندون کے

٣٦

یامن اُسکا بعید بعوث جاتا ہے اب باقی رہا اعتقاد و توسل کا جواب سکو تو آگے بخوبی مذکور کرچکا ہون پھر یہان اُسکا اعادہ کرنا زاید ہے اور مدینۂ منورہ کے جانورون
کا شکار کرنا اور وہان کے درخت کا تنا اور گھاس کہاڑنا اگرچہ امام مالک اور شافعی اور احمد علیہم الرحمۃ کے نزدیک جایز نہین لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ کے پاس جایز ہے چنانچہ شرح شرعۃ الاسلام مین مرقوم ہے ذہب ابو حنیفۃ الی نفی حرم من المدینۃ وقال لاحرم لہا بل ہو کسائر البلاد یعنے
گئے ہین ابو حنیفہ مدینہ کو حرم نہین ہونیپر اور کہے کہ حرم نہین اُسکو بلکہ وہ دوسرے شہرون کے سریکا ہے انتہی اور در المختار مین مرقوم ہے لاحرم للمدینۃ عندنا یعنے نہین
ہے حرم واسطے مدینے کے ہمارے پاس یعنے حنفیہ کے نزدیک اور اس کتاب کے حاشیہ طحطاوی ہے اُسمین لکھا ہے اعلم انہ لیس للمدینۃ حرم عندنا فیجوز اصطیادہا
فیہا وقطع اشجارہا یعنے جان کہ تحقیق نہین ہے واسطے مدینے کے حرم ہمارے نزدیک پس جایز ہے شکار کرنا وہان کے جانورون کا اور کاٹنا جہاڑ وہان کا انتہی اور اسکے
تحت مین اس بات پر بہت سے احادیث سند لایا ہے پس ظاہر ہے کہ جب حرم نہو تو حرم مکہ کے سریکا اُسکی تعظیم کے لیے وہان کے جانورون کو شکار نکرنا اور وہان
کے درخت نہ کاٹنا شرک ہوچکا اسی لیے تقویۃ الایمان کا مصنف جو حنفی تھا اپنے مذہب کے موافق لکھ دیا ہے اس بات سے کوئی نادان بھی یہہ گمان نہین کرسکتا
کہ اُس مصنف نے مالکی اور شافعی اور حنبلی مذہب والون کو جو اپنے مذہب کے موافق عامل ہین مشرک جانا چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی مومن
بغیر عذر کے عمداً ایک وقت کی بھی نماز نہ پڑھے تو وہ کافر ہے سو اس بات سے حنفیہ اور شافعیہ مومنون کو جن سے نماز ایسی قضا ہوتی ہے کافر نماداے کرکے نہین
کہہ سکتے حقیقت یہہ ہے کہ تینون امام رحمۃ اللہ علیہم کے پاس مدینۂ طیبہ کے جانورون کا شکار کرنا اور جہاڑ کا تنا وغیرہ جو جایز نہین سو کچھ اللہ کی سی تعظیم
کیا چاہیے کرکے نہین تھا مگر یہی کہ دے آئمہ اپنی تحقیقات مین اُسکو غیر جایز پائے تھے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو مدینۂ منورہ کے جانورونکو شکار
کرنا اور درختون کو کاٹنا جایز ہے سو کچھ تنقیص شان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظور نہین ہے مگر یہہ کہ از روے احادیث کے اس بات کو جایز پائے
ہین چنانچہ کوئی صحابی مدینے مین ایک پرندہ شکار کرکے پالتے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی منع نہین فرماتے تھے حالانکہ چارون مذہب
برحق ہین پس کسیکا اعتراض کسی پر نہین ہوسکتا یا رو پوربی نژاد سے پوچھیے کہ مدینے کو حرم ہونا قوی دلیلون سے ثابت ہے یا نہین اگر کہے کہ ثابت
ہے تو اُسکو پوچھیے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے تابعین علما کو کیا کہتا ہے جو ایسے دلایل کو چھوڑ دیے ہین اگر کہے کہ ثابت نہین تو عقل دیجیے کہ پھر
یہہ بیہودہ جوش کسلیے کرتا ہے اور اسیطرح اگر احادیث صحیحہ صریحہ غیر منسوخ سے حرم مدینہ ثابت ہے تو مولانا اسمٰعیل شہید اپنے مذہب کے موافق جو صراط المستقیم
٣٧
اور تقویۃ الایمان مین لکھ چکا ہے تابع ہے اگر ثابت نہین تو بیچارے شہید کی کیا تقصیر اور پوربی نژاد نے جو لکھا ہے کہ مدینۂ منورہ کے کنوؤن کے پانی کو
تبرکاً و تیمناً پینا اور اُن کنوؤن مین سے ایک بیرہاہاب ہے مدینے کے نزدیک اور وہ اہل مدینہ کے پاس زمزم کرکے مشہور ہے اور لکہا گیا ہے کہ اس کنوئیکے پانی کو اطراف
وجوانب کے لوگ زمزم مکہ کے سریکا لیجاتے تھے یارو مدینے کے لوگ اور اُسکی اطراف کے باشندے یعنے بدوان اس کنوئیکے پانی کی تعظیم ایسی کرتے تھے
کرکے کوئی لکھ دیا ہو تو ہمکو کچھ سند نہین ہوسکتی کہ عوام کے قول و فعل کو امور شرع مین سند نہین اگر اصحاب یا تابعین یا تبع تابعین سے یہہ کام صادر
ہوا تھا کرکے کسی معتبر کتاب مین آیا ہو تو البتہ سندی بات تھی حالانکہ ایسا کسی کتاب مین مذکور نہین بلکہ اصحاب ایسے کام کرنیوالون کو زجر و منع فرماتے
ہین سو مرقوم ہے چنانچہ روی ابن سعد قال اخبرنا عبد الوہاب بن عطا اخبرنا ابن عوف عن نافع قال کان الناس یاتون الشجرۃ التی
یقال لہا شجرۃ الرضوان فیصلون عندہا فبلغ ذلک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فاوعدہم فیہا وامر بہا فقطعت یعنے روایت کیے سعد کے
بیٹے کہ کہے خبر دیے ہمکو عطا کے بیٹے عبد الوہاب اور خبر دیے ہمکو عوف کے بیٹے نافع سے کہ کہے لوگ آتے تھے اس جہاڑ کے پاس جسکو شجرۃ الرضوان کہتے تھے
اور نماز پڑھتے تھے اسکے نزدیک پھر یہہ بات پہنچی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تو ڈرائے اُن لوگون کو اور حکم کیے اس جہاڑ کے کاٹنے کا
پھر کٹ گیا انتہی اور مجالس الابرار مین بھی ایسا ہی لکھا ہے اور امام العلامہ ابن القیم کتاب زاد المعاد مین لکھے ہین سو اُسکا خلاصہ یہہ کہ

سنہ ۳۸۰ آیۂ کریمہ واذن فی الناس بالحج کی تفسیر اور زیارت گاہون کا بیان ص

اگر اللہ تعالے کسی پیغمبر کو کسی مکان یا زمان مین فضیلت دیا ہو تو لازم نہین اتا ہی کہ وہ زمان مکان تمام زمانون اور مکانون سے افضل ہوا در تحقیق عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک جماعت کو کسی مکان مین جمع آتے ہوے اور وہان نماز کرتے ہوے دیکھے تو پوچھے کہ سبب اس جمع ہونیکا کیا ہی کہنے لگے کہ یہہ مکان وہ ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہان نماز پڑھتے تھے پس فرمائے عمر رضی اللہ عنہ آیا تم چاہتے ہو یہہ بات کہ آثار پیغمبرونکو مسجدین بناوین اور تعظیم اُسکی کرین حالانکہ تحقیق تمہارے اگے گذرے ہوے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوے ہین اور پھر ابن القیم لکھے ہین کہ وہ حرا کا غار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبادت گاہ اور جا نزول جبرئیل علیہ السلام کا ہی اور سورہ اقرا بھی وہان نازل ہوا ہی باوجود اسکے تمام اصحابون سے ایک صحابی بھی اُس مکان کی تعظیم نکئے اور اسکو اپنا عبادت گاہ بنائے انتہی پس جب اصحاب جو عاشق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شب و روز امت محمدی کو اعمال حسنہ نصیب ہونیکی سعی مین سرگرم تھے سو ایسے کام کرنیوالونکو جھڑکے اور منع کئے ہین اور تابعین یا تبع تابعین یا ائمہ اربعہ سے بھی سند نہین پھر آج کلکے لوگون کی تعظیم اسقدر کرنا کیونکر جایز ہو سکے اللہ توفیق خیر دیوے اور سوا اسکے جب حنفیہ کے پاس مدینے کے واسطے حرم نہین ہی تو پھر وہانکے کنوئیکے پانی کو زمزم کے سریکا تبرکا و تیمناً پینا یا لیجانا جایز نہوگا اور جو لکھا ہی کہ خصم را بر منع آن ہیچ دلیلے قوی یا ضعیف نیست انتہی کیون ایماندار و منصفو اب تو تم خوب دیکھ چکے کہ تقویۃ الایمان کی ہر بات پر دلائل قوی بلکہ اقوی گذر چکے اور اُن دلیلون کو اچھی طور سے سمجھ بوجھ بھی لئے پھر اُس جھوٹھے اور فریبی کے حقمین توفیق خیر مانگو یا جو کہنا ہو سو کہہ لو یارو حقیقت یہہ ہی کہ سارے ہندوستان مین بزرگون کی قبرون پر ایسے کامان شرک و بدعت کے کیا کرتے ہین خصوص حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی درگاہ مین کہ وہان جانیکے وقت لوگ میلے کچیلے بن جاتے اور وہان کے حوض مین کی مچھلی نہین پکڑتے اور جانورون کو شکار نہین کرتے اور اسکی اطراف کے جنگل کا ادب کرتے اور باقی سجدہ وغیرہ شرک و بدعت کے کام سب کر گذرتے جیسے کرناٹک مین قادر ولی قدس سرہ کی درگاہ کے جھنڈا ریکے کھانیکو اور بھوتی یا مٹی کی کھیر کو اور وہانکے بڑے شمع کی گھی کو دافع امراض جانکر آنکھون اور بدن کو ملتے اور اپنے اور دوسرون کے لئے ساتھ بھی لیجاتے اور سکندر باوڑی کے پانی سے تبرکاً و تیمناً بلکہ دفع امراض کے عقیدے سے نہاتے اور بعضے غائبون کے واسطے بھی لیجاتے اور وہان کے املی کے جھاڑ اور چلے کے پاس نذران رکھتے اور تسلیمان وغیرہ بیہودے حرکتان کرتے غرض شرک و بدعت کے سب کام کر گذرتے حتی کہ اس بستی کی تعظیم اسقدر کرتے کہ کعبہ شریف کے مقابلے مین ناگور کہتین ناگور شریف کہا کرتے ہین اسلئے مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمہ سرایک مومن کا عقیدہ درست ہونیکے لئے ہندوستانی مین ایک رسالہ حق حق باتون کا اختصار کے لحاظ سے بغیر بیان کرنے دوسری کتابونکی سندونکے فقط آیات واحادیث کی سندون پر کہ جنکا انکار کوئی مومن نہین کر سکتا اکتفا کرکے لکھ دیا اور نام اُسکا تقویۃ الایمان رکھا اگر اُس شہید نے ان مولویونکو ایسے کینہ ور فتنہ انگیز جانا ہوتا تو البتہ اس رسالہ کے ہر مقدمے کی اثبات پر مجتہدونکی کتابون سے بھی سیکڑون سند گذرانا ہوتا اور جو لکھا ہی کہ وازآیہ کریمہ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الآیہ اصلا این منع فہمیدہ نمی شود چنانچہ مزعوم آفات انتہی یارو دیکھو اور بہتان کے یہہ بھی ایک بہتان ہی کیونکہ اس آیت کی نص سے تقویۃ الایمان کے منصف نے اسکے منع کا دعوا کہان کیا ہی جو یوں بے تڑانے ایسا لکھا ہی مگر بات یہہ ہی کہ لوگ بزرگ قبرون کے پاس شرک و بدعت کے کام کیا کرتے ہین لیکن قبر مکرم کے پاس ایسے کام شرک و بدعت کے نہین ہو سکتے کیونکہ ظاہر مین تو خادمان وہان کے تنبیہ کرتے ہین اور حقیقت مین یہہ معجزہ ہی آنحضرت کی اس دعا کی قبولیت کا جو فرمائے ہین اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد الحدیث یعنی ای اللہ مت کر دو قبر میری کہتین مانند اس وثن کے کہ پوجا جاتا ہی اور دوسری زیارتگاہون مین جو شرک و بدعت ہوا کرتے ہین سو اس بات مین مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقرہ کی آیت وعہدنا الی ابراہیم واسمٰعیل ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود کی تفسیر کے ذیل مین چار سو تریپن صفحہ کے بیچ کیا خوب لکھے ہین کہ اگر کسی از قاصدان معابد کفار تفتیش نماید کہ شما برای چہ برای کہ میروید البتہ واضح خواہد شد کہ اینہا در غیر این مکانات قصد تقرب بمخلوقی از مخلوقات خواہ جناتیہ یا خواہ جسمانیہ می نمایند واز توجہ بذات خالق غافل محض اند این قسم مکانی کہ محض برای توجہ الی اللہ معین و مقرر باشد در اقطار زمین غیر از خانہ کعبہ وصخرہ بیت المقدس یافتہ نمی شود ولہذا ہمین دو مکان را لیاقت قبلہ بودن حاصل شد پس آری معابد کفار اگر مشابہتی دارند باقبور اولیا وصلحا یا چلہ ہای ایشان دارند نہ باکعبہ وصخرہ شتان بینہما در زمین

جا- واضح شد بتا کید بلیغ کہ در حدیث شریف درنہی از زیارت قبور از شد رحال بسوی موضعی غیر از مساجد ثلثہ و از آنکہ قبور انبیاء را مساجد سازند وارد شدہ
مدعا ہمین ست کہ درین عمل اکثر جہال را اعتقادی کہ مشرکین را در بزرگان خود بہم میرسد بہم میرسد و توجہ الی اللہ صرف و محض باقی نماند مگر در پردہ و حجاب آن
ارواح این قدر توجہ در آخرت کہ وقت ظہور صلاح و فساد و نفع النسانیہ است بکار نمی آید انتہی یہانتک ان بدنفسونکی حماقت و جہالت اور حسد و عناد اور ابلہ فریبی کے
اعتراضون اور ہنیالونکے جواب لکھا انکو اب یہان سے شرک و بدعت کی باتان اور عظمت الٰہی کتاب تقویۃ الایمان وغیرہ مین مرقوم ہی بزرگونکا دوسری معتبر معتبر
کتابونمین بھی موجود مین سو انکو بطور نمونہ شتے نمونہ خروارے لکھدیتا ہون تاکسی مومن کو کسیطرح کا شک و شبہ نرہے اور توفیق عمل کی ہاتھ آوے- ابن حجر مکی تحفہ مین لکھے ہین

و یحرم ملک الملوک لان ذلک لیس لغیر اللہ تعالی و کذا عبد النبی او الکعبۃ او الدار او علی او الحسین لایہام التشریک یعنے حرام ہی
کہنا کسیکو ملک الملوک اس لئے کہ یہ صفت نہین ہی اللہ تعالی کے غیر کو اور ایساہی عبد النبی یا عبد الکعبہ یا عبد الدار یا عبد العلے یا عبد الحسین بسبب وہم شرک کے انتہی اور
ملا علی قاری مسیح الازہر مین لکھے ہین اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر یعنے جو چیز کہ مشہور ہوئی نام رکھنے سے عبد النبی کرکے پس ظاہر اسکا
کفر ہی اور شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ تفسیر فتح الرحمن مین لکھے ہین فلما آتٰہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما آتٰہما فتعالی اللہ عما یشرکون پس چون
داد خدا تعالی ایشان را فرزند شایستہ مقرر کردند برای او شریکان در آنچہ داد بوی ایشان پس بلند قدرست خدا از آنچہ شریک مقرر میکنند مترجم میگوید این
تصویر حال آدمی را کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست کند و چون فرزند بوجود آید آنرا فراموش سازد و در تسمیہ اشراک کند و ازینجا مفہوم شد کہ شرک در
تسمیہ نوعی است از شرک چنانکہ اہل زمانہ ما غلام فلان و عبد فلان نام می نہند واللہ اعلم انتہی اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ سورہ بقرہ کی تفسیر کے ایک سو
چوبیسوین صفحہ مین شرک کے انواع کی تفصیل مین لکھے ہین اینست تفصیل کسانیکہ در عبادت دیگران را ہمسر میکنند اما ہمسر کنندگان در غیر عبادت پس بسیار اند از انجملہ
کسانیکہ در ذکر آن را با خدا ہمسر میکنند و نام دیگران را مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر می نمایند و از انجملہ اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندۂ فلان و عبد فلان
میگویند و این شرک در تسمیہ است و از انجملہ کسانیکہ در ذبح و نذور و قربانیہا با خدا دیگر را ہمسر میکنند انتہی اور شیخ عبد الحق محدث ترجمہ مشکات شریف مین لکھے
ہین و مسح نکند قبر را بدست و بوسہ ندہد آنرا و منحنی نشود در وی بخاک نمالد کہ این عادت نصاری ست انتہی اور شیخ الاسلام کتاب کشف الغطا مین لکھے ہین و
نہ نہد بر قبر و مسح نکند و بوسہ ندہد و منحنی نشود و روی بخاک نمالد کہ این عادت نصاری ست و مشایخ در منع آن تشدید بسیار دارند و آنچہ عوام مردم الآن میکنند
از بدعت ہای منکرہ است شرعا بالجملہ شک نیست در بودن این امور بدعت زائدہ بیفائدہ و تعظیم صلحا باین چیزہا تعلق ندارد چنانکہ جہال فہمیدہ اند انتہی اور ملا علی
قاری رحمۃ اللہ علیہ دوسرے فقہا کے سرکا شرح عین العلم مین لکھے ہین و لا یمس ای القبر و لا التابوت و لا الجدار فورد النہی عن مثل ذلک
لقبرہ علیہ السلام فکیف بقبور سائر الانام و لا یقبل فانہ زیادۃ علی المس فہو اولی بالنہی فالتقبیل مختص بالحجر الاسود و بایدی الانبیاء و
العلماء و الصلحاء یعنے اور نہ چھوے قبر کو اور تابوت کو اور دیوار کو کیونکہ منع آئی ہی ایسے کام کرنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم کی قبر مکرم کے واسطے پھر
کیونکر اور ونکی قبرونکو اور نہ بوسہ دیوین کیونکہ وہ چھونے سے بڑھکے ہی پس وہ زیادہ منع کے لایق ہی اور بوسہ دینا مخصوص ہی حجر اسود کو اور انبیا کے ہاتھون
کو اور عالمون اور صالحون کے ہاتھونکو انتہی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رسالہ مالابد منہ مین لکھے ہین سجدہ کردن برای قبور انبیا و اولیا و طواف نمودن
و دعا از انہا خواستن و نذر برای ایشان قبول کردن حرام ست بلکہ بعض چیزہا از ان بکفر میرساند انتہی اور شیخ عبد الحق محدث مدارج النبوۃ مین لکھے ہین بوسہ
دادن قبر را و سجدہ کردن آنرا و کل نہادن حرام است و ممنوع و در بوسہ دادن قبر والدین روایت فقہا نقل میکنند و صحیح آنست کہ لایجوز است انتہی اور ایساہی
عینی شرح بخاری مین لکھے ہین و کذلک ما یفعلہ اکثر الناس من وضع ما فیہ الرطوبت من الریاحین و البقول و نحوہما علی القبور لیس بشئ
و انما السنۃ الغرز انتہی اور یہہ حدیث شریف شرح مشکوۃ مین ہی مر النبی صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم بقبرین فقال انہما لیعذبان فی

۳۹۔ تقویۃ الایمان و [illegible] مین شرک و بدعت کی باتین اور عظمت الٰہی [illegible] بزرگونکا دوسری کتابونمین بھی [illegible] بیان

کبیر اما احدهما فکان لا یستبری من البول وفی روایۃ المسلم لا یستنزہ من البول واما الاخر فکان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقها بنصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ قالوا یا رسول اللہ لم صنعت ہذا فقال لعلہ ان یخفف عنهما ما لم ییبسا سو اسکے تحت مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ لکھے ہین کہ تمسک کنند جماعۃ باین حدیث در انداختن سبزہ وگل وریحان بر قبور وخطابی کہ از ائمہ اہل علم وقدوۂ شراح حدیث ست این قول را رد کردہ است وانداختن سبزہ وگل را بر قبور بتمسک باین حدیث انکار نمودہ وگفتہ کہ این سخن اصلے ندارد ودر صدر اول نبودہ وبعضے گفتہ اند بنای این تحدید وتوقیت بر آن ست کہ آن حضرت شفاعت خواست در تخفیف عذاب پس قبول کردہ شد ازوی تا مدت خشک شدن آن شاخ وکل لفظ العل ناظر است در نیمیتی وکرمانی گفتہ کہ در جریدہ خاصیتی نیست در دفع عذاب نبودن آن مگر ببرکت دست مبارک جناب انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی اور اسی کتاب مین لکھے ہین لعنت کردہ است رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسانی را کہ میگیرند قبور را مسجد یعنے سجدہ برندگان بجانب قبور بقصد تعظیم چنانکہ گذشت وکسانی را کہ میگیرند چراغہا را بر قبور بقصد تعظیم نزد بعضے حرام ست اگرچہ بقصد تعظیم باشد از جہۃ اسراف وتضییع مال بعضے گویند کہ اگر آنجا رہگذر مردم باشد یا در سایہ چراغ کاری میکردہ باشند جایز ست درین صورت چراغ گرفتن بجہت قبر نیست بلکہ بجہت کار دیگر ست کہ قبر در آن منظور نیست انتہی اور کتاب مجموع مین لکھا ہی استیلام القبور وتقبیلها الذی یفعلہ العوام بدعۃ منکرۃ شرعا ینبغی تجنب فعلہ وینہی فاعلہ ثم نقل عن الخراسانیین انہ لا یقبلہ ولا یمسہ ولا یمسہ فانہ عادۃ النصاری مع صحۃ النہی عن تعظیم القبور یعنے قبرون کو تسلیم کرنا اور بوسہ دینا جو عوام کا عمل ہی سو بدعت منکرہ ہی از روی شرع کے لایق ہی اس فعل سے کنارہ کرنا اور کرنے والیکو منع کرنا پھر خراسان کے علماؤن سے نقل کیا ہی کہ قبر کو نہ بوسہ دینا اور نہ مسح کرنا اور نہ چھونا کیونکہ یہہ عادت ہی نصاری کی حالانکہ قبرون کی تعظیم سے نہی ثابت ہی اور احیاء العلوم مین لکھا ہی المستحب فی زیارۃ القبور ان یقف مستدبر القبلۃ مستقبلا الوجہ المیت وان یسلم علیہ ولا یمسح القبر ولا یقبلہ ولا یمسہ فان ذلک من عادات النصاری انتہی اور ایسا ہی عبد الحق محدث شرح مشکوۃ مین لکھے ہین واز جملہ آداب زیارت ست کہ روی بجانب قبر و پشت بجانب قبلہ مقابل روی میت بایستد وسلام دہد ومسح نکند قبر را بدست وبوسہ ندہد آنرا ومنحنی نشود ودر وی بخاک نمالد کہ این عادت نصاری ست انتہی اور فتاوی فیروز شاہی مین لکھا ہی عوام کو دیکھی ہو کہ سینہ وسر بر مقابر می نہند وبر مقابر گذرند این جملہ حرام ست انتہی اور قاضی ثناء اللہ نے اپنے فتوی مین جس پر اسلمی وغیرہ کی مہرین ہو ہین لکھا ہی کہ ہمچنین غلاف وچادر پوشانیدن بر قبر وسائبان بستن رد است انتہی اور نصاب الاحتساب مین لکھا ہی وتسجیۃ القبر غیر مشروع اصلا فی حق الرجال ولعلہ نشوبۃ اللبن فی حق النساء ومر علی علیہ السلام بقبر رجال قد سجی فنهاہ یعنے اور قبر پر چادر ڈالنا مشروع ہی بالکل مردون کے حق مین اور شاید درست کے بعد عورتون کے حق مین اور گذرے علی علیہ السلام قبر پر ایک شخص کے جو اس پر چادر ڈالے تھے سو اسکو منع کئے انتہی اور ایسا ہی فتاوی مطالب المومنین بھی لکھا ہی اور رسالہ تحفۃ الموحدین مین لکھا ہی

فرمودہ رسول آشکار ای من بشر برادرم شمار را ؎ ہرگز نہ عبادتم نمائید ؎ نی غوث ونہ قطب انبیا را ؎ من مشکل خود نمی کشایم ؎ بر غیر الہ کجا ست یارا ؎ طاقت نبود سوای ایزد ؎ درویش وفقیر واولیا را ؎ کار صلحا دعاست لیکن ؎ تبدیل نمیکنند قضا را ؎ جز حق نبود کہ دست گیرد ؎ مسکین وغریب بی نوا را ؎ جز ذات خدا بپیش دیگر ؎ ہرگز نہ برید ماجرا را ؎ تو بندہ بندگان چرائی ؎ بگذاشتہ در خدا را ؎ حاجت طلبی بغیر مولا ؎ عیب ست غلام با وفا را ؎ فرمود خدا کہ مژدہ کردہ ؎ نشنید کسی بجز کس ندا را ؎ فریاد کنید آن خدا را ؎ کان میشنود تو دعا را ؎ تابوت ونشان وقبر ونیزہ ؎ این جملہ مثل سنگ خارا ؎ در قبر بود سوال اعمال ؎ پرسند نہ حال کربلا را ؎ صد حیف کہ عالمان این دہر ؎ کردند شعار خود دعا را ؎ قرآن وحدیث را بپوشند ؎ تبدیل کنند دعا را ؎ مشرک شدہ زاہد ومشایخ ؎ گیرند برای نذر ریا را ؎ گویند یکی است مرشد وحق ؎ باید کہ کنید سجدہ ما را ؎ ای مومن پاک دین مسلمان ؎ گر خواستہ رہ رضا را ؎

قرآن وحدیث را پس پشت بگذارد کلام ماسوا را۔ انتہی اور شاہ عبد العزیز سورۂ بقرہ کی تفسیر کے ایک سو تیئسویں صفحہ میں تفصیل میں اشتراک فی العبادت کے انواع
کے لکھے ہیں چہارم پیر پرستان گویند چون مرد بزرگی کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت عند اللہ شدہ بود ازین جہان میگذرد روح او را قوتے
عظیم و وسعتی بس فخیم بہم میرسد ہر کہ صورت او را برزخ سازد یا در مکان نشست و برخاست او یا گور او سجود و تذلل تمام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق بر آن مطلع شود و در
دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید انتہی اور طریقہ محمدیہ کا دشمن ازلی یعنی فرقۂ نواصبیہ کا مجتہد ثانی اسلمی العاملی اپنی سفینۃ النجاۃ کے تین سو چھتیسویں صفحہ میں لکھا ہے باید
دانست کہ ہر فعلی یا قصد آن بجزم کہ مشعر باشد بانکار دین و استہزای او و احکام شریعت و استخفاف ہر چیزیکہ تعظیمش از راہ دین و شرع واجب باشد منافی ایمان است و
لذا امارت کفر شمردہ میشود و از جملہ او است سجدہ کردن غیر خدا تعالے را از مخلوقات اگرچہ پیغمبر باشد یا قبر شریف ایشان و ہر چند کہ از جہت تعظیم و تحیت بود بدلیل قول حق تعالے
لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون یعنے منہید جبہہ خود را بر زمین از بہر آفتاب و نہ از برای ماہ بلکہ بنہید سر و جبہہ خود را
بر زمین از غایت خشوع و تذلل در نماز و در سجدہای شرعیہ پیشگاہ پروردگار عالم از بہر تعظیم حق تعالے کہ او است مستحق اینچنین تعظیم زیرا کہ آفریدگار ہمہ موجودات است
از آسمانہا و زمین و ہر چہ در آن نست از مہر و ماہ و جملہ کواکب و سیارگان و ہمہ ارواح و عقول و نفوس و جواہر و اجسام و موالید ہمہ پیش آفریدۂ او است و بدلیل این خبر من سجد لبنی
آدم فقد کفر ہر کہ سجدہ کند مر آدمیان را پس تحقیق کافر گردد پس سجدہ کردن عوام مر شدان خود را یا بہ بستر خویش یا ہر کسی کہ تعظیمش واجب باشد چون ملوک و غیرہ کفر بود و ہر جبہہ کہ
بر زمین رسد انتہی ظاہر ہے کہ جب تعظیم یا تحیۃ کے لئے اپنے مرشدونکو اور اپنے بسترونکو سجدہ کرنیوالے کافر ہوئیں تو سجدہ لینے والے اور بستر کے سجدہ کی تعظیم دینے والے اور اسکی
اثبات پر ادھر ادھر کے بے اصل باتان مخالف قرآن وحدیث کے بیان کرنیوالے اور اسپر جھگڑنے والے بطریق اولے کافر ہوئیں معاذ اللہ پس ایسے لوگون کے لکھے اور کہے اور
نشانیون کا مسلمانونکے پاس کب اعتبار ہے اور تین سو تہترویں صفحہ سے چھترویں صفحہ تک لکھا ہے ۵ فی المثل گر جہانیان خواہند ۔ کہ سر موی از جہان کاہند
۔ ورنہ باشد چنان ارادت او ۔ نتوان کاستن سری یک مو ۔ و علاوہ برین آنکہ ارتکاب معاصی کبایر و مخالفت شرع اند و آن رسوم و عادات سہل دست
می انگارند و ہیچ پروای آن نمیکنند و ہیچ باکی و ترسے ازان نمیدارند و حال آنکہ استخفاف معاصی و استحلال آن کفر است و مقتضائے ایمان خوف و خشیت خدا است فی الجملہ
کہ الایمان بین الخوف والرجاء قولیست ماثور و دلیلے است مشہور و این کلیہ را فروع فاسدہ بسیار اند بیشمار کہ استیعاب آنہمہ درین رسالہ گنجائش ندارد بنا بر تمثیل چند جزئیات
را درینجا ذکر میکنند مثلا رسوم نکاح کہ در ہند نزد اقوام ہر بلاد از ان زیادت و نقصان بر خی اند رسوم چنان امور واجبہ نزد ایشان باشند کہ اگر چیزی ازان ترک شود احیاناً
وگزندی و ان بحسب اتفاق بایشان رسد نسبت کنند آن را بترک آن رسم و معتقد شوند بآن و بار دیگر احتراز کنند از ترک آن و این اعتقاد فاسد است جدا ما خوذ از اعتقاد کفار
و مخالف کتاب و سنت و اجماع امت چنانکہ خدا تعالے درین آیہ کریمہ میفرماید کہ مومن موحد چنین اعتقاد داشتن واجب قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولنا
وعلى الله فليتوكل المومنون یعنے ہرگز نخواہد رسید مارا گزندی جز آنکہ خدا تعالے نصیب ما کردہ است و در لوح محفوظ در حق ما نوشتہ ازان ہرگز تفاوت و تغیر نخواہد شد
او ست متصرف موثر در خلق و ایجاد احوال ما او ست مددگار و ناصر ما بر او توکل کنند مومنین کہ مقتضای ایمان ہمین ست و شان مومنین چنین باشد و این امر
از اسباب ہم ہم نمیدند بیش از آنکہ از اسباب ظنیہ قطعیہ شوند رعایت آن ضرور نیند و از جملۂ آن رسوم فواتح بزرگان بو چون عرس محرم و اعراس بزرگان دیگر کہ از
خواتش خوف ضرر دارند و بکردن آن امید نفع و حال آنکہ فاتحہ آن بزرگ اگر خالصاً للہ کردہ باشد ثواب بر آن در آخرت مترتب خواہد شد و گر نہ ہیچ سودمند میگردد
نہ در دنیا و نہ در آخرت بلکہ زیان کار شود اگر بنیت قضای حاجت خود کند و حصول مراد از ان بزرگ بسبب آن مقصود دارد کہ خسارۂ دنیا و ضرر آخرت برای خود
اندوختہ باشد پس برین تقدیر اندکردن آن نفع خواستن و بسبب ترک آن اندگزند رسیدن پہونچنگی بیخردی ہست کہ اعتقاد مومن نیست و ازان جملہ رسوم محرم
است کہ در تمامی عوام و خواص شایع و ذایع شدہ از اہم امور در نظر ایشان گشتہ و حال آنکہ در شرع ہیچ اصلے ندارد و ملک دین و ایمان ہمہ را برباد میدہد و فاتحہ حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ بصدقات مالیہ و بدنیہ بمحبت دلی خالصاً للہ تعالی غایت الامر آنکہ مستحسن بود و مستحب و چون بشایبۂ این منکرات و غلبۂ آن کہ نشاء عشق

نهایت رسید و قباحتش بنهایت کشید بوجوه چند اول آنکه نشانیدن چیزها چون توابیت و الصاف و فعول مشابهت بت پرستان و تعظیم و توقیر آن که کفر است شنیع دوم اسراف کردن مال بمصارف بیجا از کثرت روشنی مشعلها و چراغها و دادن مال بفساقان بیحیا و بیمروت که سخت حرام باشد سیوم پوشیدن لباسهای سبز و سیاه و بربستن اذناب طویله به پشت و انداختن رشتهای سبز و سرخ در گلو و دست چهارم تشبه و تشکل بانواع و اقسام و انمودن و بهزارها لهو و لعب و سخریت و استهزا بدین و کتاب و سنت و مسلمین و ذم و نکوهش اهل اصلاح و تحمیق و تجهیل و تفسیق و شر در مرتکب شدن که از دین و ایمان بالکل دست شستن است و هیچ صاحب مروت و حیا آن را روا ندارد و گوارا نکند و این همه ضلالتی است مفرط و جهالتیست لاتحد در گذشته و کوشش بلیغ در تعزیه داری از سینه کوبی و مرثیه خوانی و بدگوئی بزرگان که زیاده تر از عبادات و دران اهتمام میکنند علاوه بر آن ضلالت است آغشته شود استحبابش کجا باقی ماند و با این کفریات بسیار و منکرات بیشمار امریکه اصلش مستحب باشد متبدل بکفر غلیظ گردد آری دین و ایمان بالکلیه از دست میرود و ارتکاب انواع کفر و فسوق بسبب آن لازم میگردد و اینچنین دوستی بهود از بزرگان دین داشتن و بر آن متوقع ثواب آخرت بودن چه گمراهی است الی نهایت اعاذنا الله من شرور النفس و من اغواء الشیطان و این حرکات و افعال مذمومه افعال شنیعه فی الحقیقت باتباع هوای نفوس خبیثه ایشان است نه از راه محبت و دوستی آن بزرگان باشد انتهی دیکھیے کہ تابوتان وغیرہ بنانے اور کھڑے کرنیکو صنم پرستی کے ساتھ تشبیہ دیا ہی اور شادی بیاہ اور فاتحہ عرسان وغیرہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فاتحہ وغیرہ رسمون اور کامونمین ایسا اعتقاد فاسد رکھنے کو کافرون کے اعتقاد کے ساتھ برابر کر دیا ہی یعنی خواہ مرادی قدرت وغیرہ لوگ ایسے رسمان اور کام کرتے ہین سو کافر اور بت پرست ہوتے ہین والصدوا ایسے بت پرستان خدا پرستونکو کافر کہتے ہین وہی مثل ہے کہ الٹے آپ لگائے اور کو اور اسی کتاب کے تین سواسی پر پانچوین صفحہ سے چھٹوین صفحہ تک لکھا ہی و از منکرات فعلیہ اعراس بزرگان داخل است بوجہیکہ درین زمانہ شیوع دارد و افروختن چراغہای بسیار و نواختن نوبت و استعمال مزامیر و کوفتن دف و بذکر قصیدہ نعت و مالیدن صندل در بردن آن مع غلاف تبرک تمام و خواندن اشعار بنغمہا و تسلیم و مجرا کردن بقبور و بوسیدن و نقش پا و سجدہ کردن برخی عوام نادان و مانند آن از منکرات قبیحه و بدعات شنیعه که برخی ازان از کبایر و کفر باشد و در حدیث شریف بر سجده کننده قبر لعنت وارد شده لعن الله الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد و ازین سبب که آن حضرت صلی الله علیه وسلم بستور کردن قبر شریف خود وصیت فرموده و هرگاه که سجده کردن بقبور انبیا موجب لعنت شود و از کفر باشد سجده کردن بقبور غیر آن حضرات بطریق اولی مقتضی کفر و سبب لعنت گردد و قطع نظر از آنکه خلاف شرع است سجده بقبر معقول نیست چون کار پرستی زیراکه در ظاهر خاک توده بیش نیست و تعظیمش لذاته نباشد مگر آنکه مرقد فلان بزرگ است و خودش بعالم حیات مستحق سجده از جهت تعظیم خود نیست پس از رحلت همچنان است انتهی اور ایک سو ستائیسوین صفحہ مین لکھا ہی اما رسومات بدعیه در فواتح و زیارات قبور که عوام الناس از جهل و نادانی بعمل می‌آرند در مذموم بودن آن از روی شرع شریف هیچ شکی نیست ترک آن بر مومن واجب و زجر ازان بر مسلم را لازم انتهی یارو کیا طرفہ بات ہی کہ آپ ہی ایسا لکھے ہین پھر آپ خود بڑے مرد مقطع بن کے نوابین مرحومین کے عرسون کے روز جو بیسیون بدعتان فعل واجب کے طور پر سر انجام پاتے ہین ان قبرون پر کی بدعتی مجلس مین جاہل و نادان کے سرپکا شریک رہکر ضلالت مین پڑتے ہین نائب مختار کو زجر کرنیکا تو کیا ذکر اور کیا منہ پھر جو بزرگ کہ ایسی بدعتی مجلس اور کامونمین موافق حکم خدا و رسول کے شریک نہووے اور اسکو منع کرے تو اسکے دشمن بن جاکے اسکو وہابی کہتے ہین صاحبو ظاہر ہی کہ وہاب نام اللہ تعالی کا ہی اور اللہ و رسول کے حکم پر چلنے والونکو اللہ والے کہتے ہین پس وہابی یعنے اللہ والے نام پایا کچھ بد نہین ہوا اگر جو مولویان اور مشایخان کہ خلاف حکم خدا و رسول نواب نائب مختار کی تبعیت سے ان بدعتی کامون اور خلاف شرع باتون مین شریک ہوا در ہوتے ہین سو نوابی مذہب والے ہوا اور محمدی دینوالون سے نزد ہے ایسے لوگ اتباع رسول پر جان دینے والونکے حقمین کچھ کہیں تو کیا اعتبار جیسے رافضیان اہل سنت و جماعت کو دشمن اہل بیت کہتے ہین اور تین سو نودیر پانچوین صفحہ مین لکھا ہی و از جملہ منکرات فعلیہ داشتن کاکلہا است و چوتیها و انداختن طوق و مانند آن در گلو و بستن پہا در ہر دو پای و پوشانیدن جامہا بکودکان

آنهارا بنام بزرگان وپیران نسبت دادن ومانند این رسوم جاهلیه که در هند بسیار شایع وذایع اند همه اش از منکرات وبدعات محرمه است بلکه بفعل آن نفع دنیوی وبترکش ضرر آن
اعتقاد کردن شرک بود با وجودیکه همین اشخاص از مردودن فعل محرمات وترک واجبات ابجوی نمی خرند وصلاة بر واداء آن نمیکنند واین دلالت صریحه دارد بعدم تصدیق
قول خدا ورسول وی علیه السلام وعدم خوف ورجا بعقاب وثواب آخرت واین هم کفر باشد وهرکه بخدا تعالی ورسول وی وباخرت گرویده است وبعذاب آن میترسد وبه ثواب آن
امید دارد واحتراز از امور مکروه وامثالش بفعل وفعل واعتقاد بر خود فرض وواجب کرد انتهی اور چہارسو صفحہ مین لکھا ہے برخی ازین بدعتها نظر بظاهر حال طاعت انگاشته
شود ودر حقیقت معصیت بود وشیخ ابن حجر در شرح اربعین میگوید که از بدعتهای محرمه تصوف زمان ما است که مردم طریقه پیران معرفت را بالکل مخالف اند بسیاری
از اینها اباحیه اند که حرام شرع را حلال دانسته استعمال کنند ازانکه شیطان ونفس اماره قبایح وشنایع ایشان را در نظار ایشان بمحاسن وانموده در ضلالت انداخته
است پس اینها بنام فسق وکفر اولی تر اند ازانکه بنام فقر وتصوف نامیده شوند ونیز میگویند که درین زمان بلوای عام در مردم عوام به تسویلات شیطانیه ظاهر گشته که
عمودی را نصب کنند بنام بزرگی یا دیوار را طاقچه وار بسازند وتعظیمش کنند وهمچنان شجر وحجر وچشمه را با امید حصول صحت وشفا یا قضای حاجت خود قرار دهند
وقبایح ایشان بحدی مشهور که مستغنی تر از بیان است وهمچنان است در ملک هند جهنده مولی علی وقادر ولی ونقشه کربلا ومدینه منوره وکعبه معظمه وچشمه بی بی وکوه مرتضی علی و
قدم علی که منسوب بآن حضرت علیه السلام میکنند که همه اش از منکرات وبدعات دینیه شمرده شوند پس مومن را احتراز ازان لازم است انتهی اور بیالیسوین صفحه مین لکھا
ہے بالجمله هرچه ایمان بآن وتعظیمش واجب انکار واهانت آن کفر بود وازینجاست که اهانت سنت نیز کفر باشد زیراکه ما مامور یم بتعظیم رسول وسنن وی وهمچنین تعظیم
کعبه معظمه وقرآن مجید پس اهانت آن کفرست وآنچیکه اهانت او مامور به است تعظیمش کفر بود چون بزرگ داشتن کفار بتها وطواغیت را وجمله مومنین بتها ونعول را
بقال را که در بیره محرم نصب میکنند ولواهای مشین بزرگ باشند یا خرد چون لوای مولی علی وقادر ولی وامثال آن که تعظیم همه اش کفرست انتهی دیکھیے فقط تعظیم کعبه معظمه
وقرآن مجید لکھا ہے تعظیم مدینه منوره کا ذکر نہین کیا ہے شاید اسکا مصنف بھی منکر رسول صلی الله علیه وآله وسلم کا ہے اور سوائے اسکے چوٹیان رکھنے اور طوق بیڑی
وغیرہ بزرگون کے نام سے پہنانے اور ان باتون کے کرنے سے دنیا کا نفع دیکھ کر چھوڑ دینے سے اعتقاد نفع کے وغیرہ باتون کو شرک وکفر لکھا ہے اور کعبه معظمه اور مدینه منوره
اور کربلا کے نقشے کی اور چشمه بی بی کی اور انکے پہاڑ کی اور قدم رسول کی اور مولی علی اور قادر ولی وغیرہ کے جھنڈے کی اور دلی اور نیچے اور گھوڑے اور چھجے کے نعلون کی تعظیم کو
کفر کہا ہے اور نیچے وغیرہ کو بتون وغیرہ کے ساتھ تشبیه دیا ہے پس یاد رکھو یہ ہے کہ اس زمانہ کے مشایخ ضال کہ جو حرام کو حلال جانکے چار ابرو کی صفائی وغیرہ حرام
کامان لوتے سب شرک وکفر کے فعل کرتے ہین اور انکے پیروان گمراہ وغیرہ اور ما اعلی کو جو یہ سب کامان برغبت تمام بجا لاتے ہین بیٹا فی اللہ ذرا انگلی کو دانتون
کہ تم اپنے مجتہد کو جو یہان موجود بیٹھے ہوے ایسا لکھا ہے منکر رسول خدا - اور مولی علی - اور بی بی فاطمہ اور امام حسین اور غوث اور قادر ولی وغیرہم اولیا
کا سمجھکر پہلے جاکے اسکو خوب سو جوتون کا غسل دیکے کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا لین پھر بعد اسکے دور دور کے بزرگون کے حق مین جو ویسا ہی لکھے ہین چاہین سو کھا کرین تو
سزاوار ہے یا نہین تو اسکے آج وقت سے اپنے داڑھیان مچھیان نورانی بنائے ہوے اسکے منہ پر سے نکل جاکے دور دفع کالا منہ نیلے پاؤن ہو جاوین اور پھر کسی اور
کے حق مین کچھ شکر نکھا وین - اور دو سو تیسوین صفحه مین لکھا ہے خدا تعالی میفرماید فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم وما رميت اذ رميت ولكن الله
رمى یعنی نکشتید کفار را شما بدر بلکه خدا تعالی خود آنها را کشته است ونه انداختی ای محمد صلی الله علیه وآله وسلم مشت خاک بطرف کفار وقتیکه انداختی آنرا بسوی
ایشان بلکه خدا تعالی انداخته بدیده های ایشان رسانید که سلب نسبت از بندگان باوجود صدور فعل از ایشان وایجاب آن بجناب خود از راه همان قوت
وتمکین است وترتب اثر بر آن فعل که انهم فی الحقیقت فعل خداست بنده را در ان هیچ دخلی نیست انتهی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ معجزہ دکھلانا محض اللہ
ہی کی طرف سے تھا پس اسکو معجزہ بھی قدرت کا منکر کہا جائے معاذ اللہ اور شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ مین لکھتے ہین ولو بنى فى مقبرة مسبلة هدم

وجوبا لحرمته كما فى المجموع لما فيه من التضييق مع ان البناء يتابد بعد انمحاق الميت فيحرم الناس تلك البقعة وفاقا فى جميع

کل ما بقرافة مصر من الابنية حتی قبة امامنا الشافعی التی بناها بعض الملوک وینبغی لکل احد هدم ذلک ما لم یخش منه مفسدة
فیتعین الدفع الی الامام اخذا من کلام ابن رفعة فی الصلح یعنی اگر بنایا یعنے گھر بنایا نفس قبر کو یا دیوار بنایا یا قبہ بنایا یا اسیر کسی نے چھوڑ ہوئے گورستان
مین تو ہایا جاو واجب کی راہ سے یعنے توڑنا اسکا واجب ہی جیسا کہ مجموع کی کتابین ہی بسبب اسکے کہ اسمین جگہہ کا تنگ ہونا ہی باوجود اسکے کہ میت گلگئی
پر بھی مکان باقی رہجاتا ہی بس اتنی جگہہ لوگون کے کام نہین آتی اور بقرر فتوی دیئے ہین ایک جماعت ڈھا دینے کا اُن سب بنائونکو جو مصر کے قرافہ مین تھے
یہانتک کہ ہمارے امام شافعی کا قبہ بھی جسکو بنایا تھا کسی بادشاہ نے اور چاہئے ہر کسیکو کہ ڈھاوے اُسکو جبتک کہ اُسے اندیشہ فساد ہونیکا نہو پھر تب اسکو دفع
کرنا امام پر واجب ہی یہہ حکم لئے گیا ہی ابن رفعہ کی کلام سے جو صلح مین لکھا ہی انتہی اور امام العلامہ ابن القیم زاد المعاد مین لکھے ہین حلق الراس ثلثة
انواع احدها نسک وقربة والثانی بدعة وشرک والثالث حاجة ودواء فالاول الحلق فی احد النسکین الحج والعمرة والثانی
حلق الراس لغیر اللّٰہ کما یفعله المریدون لشیوخهم فیقول انا حلقت راسی لفلان وانت حلقته لفلان وهذا بمنزلة ان یقول
سجدت لفلان فان حلق الراس خضوع وعبودیة وذل ولهذا کان من تمام الحج وانه عند الشافعی رکن من ارکانه لایتم
الابه فانه وضع النواصی بین یدی ربها خضوعا لعظمته وتذللا لعزته وهو من ابلغ انواع العبودیة ولهذا کانت العرب
اذا ارادت اذلال الاسیر منهم وعتقه حلقوا راسه واطلقوه فجاء شیوخ الضلال والمزاحمون للربوبیة الذین اساس مشیختهم
علی الشرک والبدعة فارادوا من مریدیهم ان یتعبدوا لهم فزینوا لهم حلق رؤسهم لهم کما زینوا لهم السجود لهم وزینوا
لهم ان ینذروا لهم ویحلفوا باسمائهم وهذا هو اتخاذهم اربابا والهة من دون اللّٰہ واشرف العبودیة عبودیة الصلوة
وقد تقاسمها الشیوخ والمتشبهون بالعلماء والجبابرة فاخذ الشیوخ اشرف ما فیها وهو السجود واخذ المتشبهون بالعلماء منها الرکوع
فاذا التقی بعضهم ببعض رکع له کما یرکع المصلی لربه سواء واخذ الجبابرة منها القیام فیقوم الاحرار والعبید علی رؤسهم عبودیة لهم
وهم جلوس وقد نهی صلی اللّٰہ علیه واٰله وسلم عن هذه الامور الثلثة علی التفصیل فتعاطیها مخالفة صریحة فنهی عن السجود لغیر اللّٰہ
وقال لاینبغی لاحد ان یسجد لاحد وانکر علی معاذ لما سجد له وقال مه وتحریم هذا معلوم من دینه بالضرورة
وقد صح عنه انه قیل له الرجل یلقی اخاه ینحنی له قال لا الحدیث وایضا الانحناء عند التحیة سجود ومنه قوله تعالی فادخلوا الباب سجدا ای
منحنین والا فلا یمکن الدخول علی الجباه وصح عنه صلی اللّٰہ علیه واٰله وسلم النهی جالسا ان یصلوا جلوسا وهم اصحاء اعذر لهم
لئلا یقوموا علی رأسه وهو جالس مع ان قیامهم للّٰہ فکیف اذا کان القیام تعظیما وعبودیة لغیره والمقصود ان النفوس الجاهلیة
الضالة اسقطت عبودیة اللّٰہ سبحانه واشرکت فیها من یعظمه من الخلق فسجدت لغیر اللّٰہ ورکعت له وقامت بین یدیه
قیام الصلوة وحلفت لغیره ونذرت لغیره وذبحت لغیره وطافت بغیر بیته وعظمته بالحب والخوف والرجا والطاعة کما یعظم
الخالق وسوت من تعبده من المخلوقین برب العالمین وهولاء هم المضادون لدعوة الرسل وهم الذین بربهم یعدلون وهم
الذین قال تعالی فیهم ومن الناس من یتخذ من دون اللّٰہ اندادا یحبونهم کحب اللّٰہ وهذا کله من الشرک وان اللّٰہ لا یغفر ان
یشرک به یعنی سر منڈھوانا تین قسم ہی ایک عبادت اور قربت دوسرا بدعت وشرک تیسرا ضرورت اور علاج پہلا سر منڈھوانا ہی سو حج
مین اور عمرہ مین اور دوسرا سر منڈھوانا ہی سو خدا کے سوا کسی اور کے واسطے جیسا مریدان اپنے پیرون کے واسطے کیا کرتے ہین پس بولتا ہی یہ
کہ مین تو اپنا سر فلانے کے واسطے منڈھوایا اور تو فلانیکے لئے اور یہہ بات ایسی ہی جیسا کوئی کہے کہ مین سجدہ کیا فلانیکو کیونکہ سر

واصرهم اذا صلی

منڈھوانا عاجزی اور بندگی اور خواری ہے اور اسی واسطے سر منڈھوانے پر حج کا تمام ہونا ٹھہرا ہے اور شافعی کے پاس سر منڈھوانا ایک رکن ہے رکنون سے حج کے
جو تمام نہین ہوتا حج بدون اُسکے پھر یہہ کہ رکھنا پیشانیون کے بال اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی سے اُسکی عظمت کے لیئے اور اپنے کو ذلیل کرنا اُسکی عزت
کے سامنے سو یہہ بندگی نہین تو کیا ہے اور اسی واسطے عرب کے لوگ جب کسی قیدی کو ذلت دیکے آزاد کرنا چاہتے تھے تو اسکا سر منڈھوا کے چھوڑ دیتے
پھر گمراہ مشایخ اور خدائی مین دھنسنے والے کہ بنیاد انکی مشیخت کی شرک و بدعت پر ہے سو آئے تو چاہئے کہ اپنے مریدون سے اپنا پوجا کرادین تو انھونکو اپنے واسطے سر منڈھوانا
اچھا ہے کرکے بتلائے جیسا اپنے کو سجدہ کرنا اور اپنے واسطے نذر ماننا اور اپنے نامون پر قسم کھانا اچھا ہے کرکے بتلائے تھے یہی تو اللہ کے سوائے کسیکو اپنا رب اور
معبود ٹھہرانا ہے اور خدا کے بہتر بندگی ہے سو نمازی ہے اُسکو تو بانٹ لیئے مشایخ اور عالمونکے بھیس والے اور متکبران پس مشایخان اُسمین کی بہتر چیز کو جو سجدہ ہے اپنی تعظیم
واسطے مقرر کیئے اور جعلی عالمان رکوع کو اپنی تعظیم کا رکن ٹھہرائے چنانچہ جب ایک دوسرے سے ملے تو آپسمین رکوع کیا کرتے جیسا نمازی اپنے رب کے لیئے رکوع کرتا ہے اور
متکبران اُسمین سے قیام کو لیلیئے سو غلام اور غیر غلام اُنکے حضور کھڑے رہا کرتے ہین اور آپ بیٹھے ہوئے رہتے اور رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو انتینون کامون
سے تفصیل وار منع کیئے ہین پھر ان کامونکو کیا کرنا صاف مخالفت ہے اُن حکمون سے جو منع فرمائے ہین اللہ کے سوائے کسی اور کو سجدہ کرنے سے اور فرمائے
ہین کہ نہین چاہئے کسیکو کہ سجدہ کرے کسیکو اور منع کیئے حضرت معاذ کو جب اُنون حضرت کو سجدہ کیئے اور فرمائے مہ یعنی باز رہ اور اسکا حرام ہونا دین محمدی مین
بالضرورت معلوم ہے اور صحیح ہو چکا ہے کہ کسی نے حضرت سے عرض کیا کہ آدمی کسی سے ملاقات کرے تو کیا اسکے لئے خم ہو جائے تو فرمائے کہ نہین اور یہی یہہ کہ خم
ہونا سلام کے وقت سجدہ ہی کرنا ہے اور اسی باب مین ہے جو اللہ تعالی فرمایا فادخلوا الباب سجدا یعنی پھر داخل ہو دروازے مین سجدہ کرتے ہوئے یعنی جھکے ہوئے
نہین تو پیشانی زمین پر رکھے ہوئے گھسنا ممکن نہین اور صحیح ہوا حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ منع فرمائے ہین کھڑے رہنے سے جب آپ بیٹھے ہون جیسا عجم
والے ایک دوسرے کی بڑائی کے واسطے کیا کرتے ہین یہان تلک کہ نماز مین بھی منع کیئے ہین اور جب آپ نماز بیٹھکے کیئے تھے تب حکم کیئے تھے اصحاب کو بھی
بیٹھکے ساتھ نماز پڑھین حالانکہ وے سب تندرست تھے کچہ عذر نہین رکھتے تھے یہہ اسواسطے تھا کہ آپ بیٹھے ہوئے اور سب پاس کھڑے ہوئے نہین باوجود اسکے کہ
قیام انھونکا اللہ کے واسطے تھا پھر جب قیام اُسکے غیر کی تعظیم اور بندگی کے لئے ہوگا سو کیونکر ہوگا اور مقصود بات کا یہہ ہے کہ نقصان جاہلیت بھرے
ہوئے گمراہان اللہ سبحانہ کی بندگی کو چھوڑ دیکر خلق اللہ مین سے جنکی بڑائی مانتے تھے سو اُنکو اس بندگی مین شریک کر دیئے تو غیر کو سجدہ کرنے اور رکوع
کرنے اور قیام کرنے لگے جیسا نماز مین قیام کرتے ہین اور قسم کھانے لگے غیر پر اور نذر کرنے لگے غیر کی اور ذبح کرنے لگے غیر کے واسطے اور اللہ کے گھر کے سوائے دوسرے
مکانکے آس پاس پھرنے لگے اور بڑا ماننے لگے محبت اور ڈر اور امید اور فرمان برداری کے ساتھ غیر کو جیسا بڑا مانتے ہین خالق کو اور جن مخلوقونکو کہ آپ پوجتے
ہین سو اُنکو رب العالمین کے برابر ٹھہرائے ہین اور وہی لوگ رسولون کی دعوت کے خلاف پر ہین اور وہی لوگ اپنے رب کے ساتھ دوسریکو برابر کرتے ہین
اور وہی لوگ وے ہین جو فرمایا اللہ تعالی نے اُنکے حقمین ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونہم کحب اللہ یعنی اور بعضے لوگ ٹھہراتے ہین
اللہ کے غیر کو شریک ان اُسکے محبت رکھتے ہین انکی جیسی محبت اللہ کی اور یہہ سب شرک کی قسم سے ہی اور مقرر نہین بخشتا اللہ تعالی یہہ کہ شرک ٹھہرایا جاوے
اُسکا

فصل

ومنہا انہ لا یجوز ابقاء مواضع الشرک والطواغیت بعد القدرۃ علی ہدمہا وابطالہا یوما واحدا فانہا شعائر
الکفر والشرک وہی اعظم المنکرات فلا یجوز الاقرار علیہا مع القدرۃ البتۃ وہکذا حکم المشاہد التی بنیت علی القبور التی اتخذت
اوثانا وطواغیت یعبد من دون اللہ والاحجار التی تقصد للتعظیم والتبرک والنذر والتقبیل لا یجوز ابقاء شئ منہا علی وجہ الارض
مع القدرۃ علے ازالتہ وکثیر منہا بمنزلۃ اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری او اعظم شرکا عندہا وبہا واللہ المستعان
ولم یکن احد من ارباب ہذہ الطواغیت یعتقد فیہا انہا تخلق وترزق وتمیت وتحیی وانما کانوا یفعلون بہا وعندہا ما یفعلہ

اخوانهم من المشركين اليوم عند طواغيتهم فاتبع هولاء سنن من كان قبلهم وسلكوا سبيلهم حذو القذة بالقذة واخذوا ماخذهم شبرا بشبر وذراعا
بذراع وغلب الشرك على اكثر النفوس لظهور الجهل وخفاء العلم فصار المعروف منكرا والمنكر معروفا والسنة بدعة والبدعة سنة ونشأ في
ذلك الصغير وهرم عليه الكبير وطمست الاعلام واشتدت غربة الاسلام وقل العلماء وغلب السفهاء وتفاقم الامر واشتد الباس وظهر الفساد
في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس ولكن لا يزال طائفة من العصابة المحمدية بالحق قائمين ولاهل الشرك والبدع مجاهدين الى
ان يرث الله سبحانه الارض ومن عليها وهو خير الوارثين يعنے انہی باتوں سے ہی کہ شرک کی جگہونکو اور پوجنے کی چیزوں کے تھانوں کو
توڑنیکے قدرت اور موقوف کر دینکی طاقت ہوتے ہوئے ایک دن بھی باقی رکھنا جایز نہیں کیونکہ وے مکان کفر اور شرک کی نشانیاں ہین اور وے بڑے
ہی خلاف شرع ہین سو اسی واسطے انکا قایم رکھنا قدرت ہوتے ہوئے البتہ جایز نہین اور اسیطرح یہی حکم مشہدوں کا جو بنائے گئے ہین اُن قبروں پر
جو بتوں کے سریکے ٹھہرائے گئے ہین اور پوجے جاتے ہین اللہ کے سوائے اور اسیطرح یہی حکم اُن پتھروں کا جنکی تعظیم کے لیے اور برکت پانے اور نذر کرنے اور
بوسہ دینے جاتے ہین سو اُنکے دور کرنیکی قدرت ہوتے ہوئے اُنمین سے کسی ایک کو بھی روی زمین پر باقی رکھنا جایز نہین بہت اُن مین کے لات اور
عزی اور تیسرے منات کے جگہہ پر ہین بلکہ اُنکے پاس اُن سے بھی زیادہ شرک اور سستی دین کی ہوا کرتی ہے واللہ المستعان اور اُن بتوں کی پرستش کرنے
والوں سے کوئی یہہ اعتقاد نہین رکھتا تھا کہ وے پیدا کرتے اور روزی دیتے اور مارتے اور جلاتے ہین اور کچھ نہین کرتے تھے اُن بتوں کے ساتھ اور اُنکے پاس مگر وہی چیزان
جو اُن کے مشرک بھائیان آج کے روز کرتے ہین اپنے طاغوت یعنے قبروں وغیرہ کے پاس پس انہوں یعنے گورپرستان اگلے لوگوں کی چالوں کی پیروی
کئے اور انکا طریقہ چلنے لگے اور وے جیسا جیسا انکے ہوئے بھی ویسا ویسا بنا لئے اور علم چھپ جاکر جہل ظاہر ہونے سے بہت لوگوں پر شرک غالب ہو چکا جو شرع کی بات
تھی سو خلاف شرع ٹھہری اور خلاف شرع کی بات شرع کی بات مقرر ہو گئی اور سنت تھی سو بدعت ہوئی اور بدعت تھی سو سنت اور اُنہی چالوں مین بچے پلے
سو بڑا اسیپر تھا سو بوڑھا ہوا اور نشانیاں بزرگوں کی مٹ گئے اور مسلمانی نپٹ پردیسی ہو گئی اور عالم لوگ کم ہو گئے اور نادان بڑھے سرس اور کام مشکل ترا
اور مصیبت کٹھن ہوئی اور لوگوں کے کرتب کے سبب زمین اور دریا مین فساد پھیلا لیکن ایک جماعت محمدی گروہ مین کی سدا حق پر قایم ہے اور شرک والوں
اور بدعتیوں سے جھگڑتی ہے اس وقت تک جو اللہ ہی وارث ہوگا زمین کا اور اسپر رہنے والوں کا یعنے روز قیامت تک اور وہی سب سے بہتر وارث ہے

فصل في

هديه صلى الله عليه وسلم في زيارة القبور كان اذا زار قبور اصحابه يزورها للدعاء لهم والترحم عليهم والاستغفار لهم وهذه هي الزيارة
التي سنها لامته وشرعها لهم وامرهم ان يقولوا اذا زاروها ان يقولوا السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله
بكم لاحقون نسأل الله لنا ولكم العافية وكان هديه صلى الله عليه وسلم ان يقول ويفعل عند زيارتها من جنس ما يقوله عند الصلوة عليه من الدعاء
والترحم والاستغفار فابى المشركون الا دعاء الميت والاشراك به والاقسام على الله به وسؤاله الحوائج والاستعانة به والتوجه
اليه بعكس هديه صلى الله عليه وسلم فان هديه هدي توحيد واحسان الى الميت وهدي هؤلاء هدي شرك واساءة الى نفوسهم
والى الميت وهم ثلثة اقسام اما ان يدعو الميت او يدعو به او عنده ويرون الدعاء اوجب واولى من الدعاء في المساجد ومن
هدي رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه يتبين له الفرق بين الامرين وبالله التوفيق یعنے قبروں کی زیارت کے باب مین حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی سیدھی راہ یہہ ہی کہ جب آپ اپنے اصحاب کی قبروں کی زیارت کرتے تو اُنکے واسطے دعا کرتے اور مغفرت چاہتے اور اُنپر رحمت بھیجا کیا
کرتے اور یہی زیارت ہے جسکو اپنی امت کے لیے سنت ٹھہرائے اور مقرر فرمائے اور اُنکو حکم کئے ہین کہ جب قبروں کی زیارت کرین تو یہہ کہین السلام
علیکم اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیہ سلامتی تم پر ای مومنو ای مسلمو کے

گھران والے ہم بھی اگر خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے عافیت مانگتے ہیں اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سید رستہ یہی تھا کہ قبرون کی زیارت کے وقت جو کچھ دعا اور استغفار اور رحمت کہ نماز جنازے میں فرمایا کرتے تھے اسی قسم سے فرماتے پھر حضرت کی چال کے خلاف مشرکان میت ہی کو پکارنا اور اسکو اللہ کا شریک ٹھہرانا اور اس میت کی قسم اللہ کو دینا اور اس سے مراد و مدد مانگنا اور متوجہ ہونا اسکی طرف اپنے کامون کے لئے اختیار کر لئے برعکس طریق رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کیونکہ حضرت کی راہ توحید ہی اور بھلائی چاہنا میت کے حق مین اور ان لوگونکی راہ شرک کی راہ ہی اور برائی کرنا اپنے جانون کے ساتھ اور میت کے اور یہ لوگ تین قسم کے ہین یا میت کو پکارتے یا اسکی بدولت مانگتے یا اس سے قریب دعا مانگنے اور اعتقاد رکھتے ہین کہ یہہ دعا مانگنا مسجدونمین دعا مانگنے سے بھی زیادہ ضرور اور بہتر ہی پھر جو کوئی رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چال اور انکے اصحاب کے چلن پوچھیگا سو اسکو ان دونون کام مین جو فرق ہی سو معلوم ہو جائیگا اللہ توفیق دیوے

فصل

ولم یکن من ھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیۃ القبور ولا بناءھا باجر ولا بحجر ولبن ولا تشییدھا ولا تطیینہا ولا بناء القباب علیہا فکل ھذہ بدعۃ مکروھۃ مخالفۃ لہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد بعث علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ان لا یدع تمثالا الا طمسہ ولا قبرا مشرفا الا سواہ فسنتہ صلی اللہ علیہ وسلم تسویۃ ھذہ القبور المشرفۃ کلہا ونہی ان یجصص القبور وان یبنی علیہ یکتب قبور اصحابہ لا مشرفۃ ولا لاطئۃ وھکذا کان قبرہ الکریم وقبر صاحبیہ صلی اللہ علیہ وسلم مسنم مبطوحۃ بالبطحاء الحمراء لا مبنی ولا مطین ھکذا کان قبر صاحبیہ وکان یعلم من یرید ان یعرف قبرہ بصخرۃ یعنی اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا طریقہ قبر کو اونچی کرنیکا نتھا اور اسکو کچی یا پکی اینٹ اور پتھر سے باندھنیکا نہ اسکو بلند بنوانے کا نہ اسکو گلابہ کرنیکا نہ اسپر گنبد بنانیکا پس یہ سب کروہ بدعتان اور حضرت کی راہ کے خلاف ہین اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھے کہ کسی تصویر اور پتلے کو مٹائے بن نچھوڑین اور کسی اونچی قبر کو برابر کئے بغیر چھوڑین پس حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت تو ان سب اونچی قبرون کو برابر کر دینا ہی اور منع فرماتے ہین قبر کو گچ کرنے سے اور اسپر مکان بنانے سے اور اسپر لکھنے سے اور صحابہ کی قبران نہ اونچے تھے نہ زمین کے برابر اور اسیطرح حضرت کی قبر کریم اور انکے دو نو یاران رضی اللہ عنہما کی قبران اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر پشتہ دار تھی صحن کی لال باریک بالو کنکر کی بنی ہوئی تھی پختہ بنائی ہوئی نہ گلابہ کی ہوئی اور اسیطرح حضرت کے دونو صحابیونکے قبران اور حضرت جسکی قبر کی پہچانت رہنا چاہتے تھے تو کوئی پتھر سے نشان رکھ دیتے

فصل

ونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اتخاذ القبور مساجد وایقاد السرج علیہا واشتد نہیہ فی ذلک حتی لعن فاعلہ ونہی عن الصلوۃ الی القبور ونہی امتہ ان یتخذ وا قبرہ عیدا ولعن زوارات القبور وکان ھدیہ ان لا تہان القبور وتوطی ویجلس علیہا ویتکا علیہا ولا تعظم حتی تتخذ مساجد فیصلی عندھا والیہا وتتخذ اعیادا اور اوثانا یعنی اور منع کئے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قبرون کو مسجدان ٹھہرانیسے اور انپر چراغان لگانے سے اور اس بات مین آپکی تاکید ہی یہانتک لعنت کئے ہین اسکے کرنیوالے پر اور منع فرماے ہین قبرونکی طرف نماز کرنے سے اور اپنی امت کو منع کئے ہین اپنی قبر کو عید بنانے سے اور لعنت کئے قبرونکی زیارت کرنیوالی عورتون کو اور حضرت کی سیدھی راہ تھی کہ نہ قبرونکی اہانت ہونا اور نہ قبران کھوندے جانا اور نہ انپر بیٹھنا اور نہ انپر تکیہ کرنا اور نہ انکی بڑائی کرنا یہانتک کہ مسجدان ٹھہراکے نماز کئی جاوے انکے نزدیک یا انکی طرف یا عیدان اور بتان ٹھہراے جاوین انتھی دیکھیے کہ شیخ ابن حجر مکی کیا لکھے ہین اور امام العلام ابن قیم کیا کچھ بیان کئے ہین بلکہ مشہدان گنبدونکو جو بتون کے سر پکے ٹھہراکے اور پوجے جاتے ہین اللہ کے سوائے اسکو توڑ ڈالنے قدرت کسیکو رہتے ہوے ایک دن بھی باقی رکھنا جائز نہین کر کے لکھے ہین ظاہر ہی کہ بیچارہ مولانا اسمعیل شہید ایسا بھی نہین لکھا ہی پھر جب اس شہید کا فر ٹھہراتے ہین تو اس امام اجل کو بطریق اولی کافر کافر کہینگے معاذ اللہ اور انکی کتاب مین لکھا ہی

من ظن ان لہ تعالی ولدا او شریکا او ان احدا یشفع عندہ بدون اذنہ او ان بینہ و بین خلقہ وسایط یرفعون حوائجہم الیہ او انہ
نصب لعبادہ اولیاء من دونہ یتقربون بہم الیہ و یتوسلون بہم الیہ و یجعلونہم وسایط بینہ و بینہم فیدعوہم و یخافونہم و یرجونہم
منہم فقد ظن بہ اقبح الظن واسواہ یعنے جو شخص گمان کیا ہو کہ اللہ تعالی کو فرزند ہے یا شریک یا کوئی سفارش کرتا ہے اللہ کے پاس بے پروانگی
اسکے اور گمان کرے کہ تحقیق اسکے اور اسکے خلق کے درمیان واسطے ہین جو خلق اللہ کی حاجتونکو اسکے جناب مین پہنچاتے ہین یا یہہ کہ ٹھہرا کیا ہے
اپنے بندون کے لئے یاران اور مددگاران اپنے سوا کہ جو ان کے سبب سے اپنی نزدیکی طلب کرین اور انکو اپنے پاس وسیلہ کرین اور انکو خدا کے اور
اپنے درمیان واسطہ ٹھہراکے پکارا کرین اور انکسے ڈرا کرین اور امید رکھا کرین سو اس شخص نے برا بدگمان کیا اللہ پر اور اسی کتاب مین لکھا
ہے من ظن بہ تعالی انہ اذا عصاہ او اسخطہ ثم اتخذ من دونہ ولیا ودعا من دونہ ملکا او بشرا او حجرا یرجو بذلک ان ینفعہ
عند ربہ و یخلصہ من عذابہ فقد ظن بہ تعالی ظن السوء و ذلک زیادۃ فی بعدہ من اللہ تعالی و فی عذابہ یعنے جس نے
اللہ تعالی پر گمان رکھا کہ آپ جب اسکا گناہ کرے یا اسکو ناخوش کرے بعد از اللہ کے سوائے دوسرے کو مددگار ٹھہرایا اور پکارا اللہ کے سوائے
دوسرے کو فرشتہ ہو یا آدمی اس امید سے کہ اپنے کو فائدہ پہنچاینگے اللہ کنے اور چھٹکارا دینگے اپنے کو اللہ کے عذاب سے پس مقرر وہ شخص بدگمانی
زیادہ کرتی ہے اللہ سے اور زیادہ کرتی ہے عذاب کو انتہی کیون یار و اس عبارت کے رو سے بھی شاید امام العلامہ ابن قیم کو بیتامل کافر
کافر کہہ دینگے کیونکہ اس زمانیکے جھوٹے دینداروں کا تو فخر یہی ہے کہ جو شخص موافق حکم خدا و رسول کے کچھ لکھا یا کہا تو اسکو کافر کافر کہہ دیا اور
اسلمی سفینۃ النجات مین دو سو چھتر مین صفحے کے درمیانے لکھا ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میفرماید کہ کشیدہ شود جہنم بہفتاد ہزار زمام
ہر زمام بدست ہفتاد ہزار فرشتہ باشد بجائیکہ آواز خشمناکی بسیار از وے شنیدہ شود و آواز ہولناک کہ ہیچ فرشتہ مقرب و ہیچ پیغمبر
مرسل و قتیکہ آن آواز او شنود باقی نماند مگر آنکہ بروی خود افتند از جہت تضرع و طلب سلامت و نجات ازان اور اسی صفحے کے آخر مین لکھا ہے یعنے
وقتیکہ ببیند دوزخ کفار را از جاے دور کہ مسافت یکصد سال یا پنجصد سال باشد بشنوند اہل عرصات مر اورا آواز غلیان اش از شدت غضب
چون خشمناکی کہ در سینہ اش خشم بجوشد و آوازی بر ہیبت کہ دل مقربان ازان بلرزد و بر روی خود خواہند افتاد از جہت التجا و تضرع و زاری و در
حدیث صحیح وارد است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در یک مجلس ہفتاد بار اللہم اجرنی من النار میفرمودند و حال آنکہ امام مقربین و سید معصومین
بودند مراد ازان یا تعلیم و تخویف امت است یا انجا ات نفس خود از نظر بعظمت و جلال باری سبحانہ کہ ہر چہ کند بر سید نشود و از آنکہ لا یسئل عما یفعل
شان او است پس معصوم و غیر او نظر باین شان یکسانند و ازین است کہ مقربان پناہ از دوزخ ہمیشہ بخدا تعالی می برند و ازو سلامت میخواہند
این است حال مقربان انتہی دیکھئے انبیا و رسل جو قیامت کے دن سب کے شفیع ہونگے سوا انکو دوزخ کے ڈر سے اوندھے منہ گرینگے کر کے
لکھا ہے حالانکہ کسی بزرگ نے ایسا نہین لکھا اور سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎ دران روز کز فعل پرسند و قول ٭ اولو العزم را تن بلرزد
زہول ٭ ؎ گر بمحشر خطاب قہر کند ٭ انبیا را نہ جای معذرت است ٭ اور حضرت مولانا شاہ مراد اللہ سنبلی قدس سرہ تفسیر مین عا
کے لکھے مین کہ غاشیۃ کو عربی مین کہتے ہین جو چیز ڈھانپنے والی ہے کسی چیز کا قیامت بھی اپنے ہول مین سب کو اول و آخر کے لوگون کو ڈھانپ
لیویگا اسکی ہیبت سب خلق کے اوپر پڑیگی چھوٹا بڑا اسکی ہیبت سے نہ چھوٹیگا نہین سبکو بیہوش کر دیویگا اپنے ہول ہیبت مین سب کے
ہوش حواس کو چھپا لیویگا اس سبب قیامت کا نام غاشیہ رکھا ہے انتہی پس معلوم نہین کہ ان بیانون سے تنقیص شان انبیاء و رسل سمجھکر
اسلمی اور سعدی وغیرہما کو کافر کافر کہتے ہین یا فقط عظمت شان حق سبحانہ جلشانہ کی جانتے ہین اللہ تعالی توفیق خیر نصیب فرماوے

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقرہ کی تفسیر کے ایک سو چوالیسوین صفحہ مین لکھے ہین دریجا باید دانست کہ چنانچہ عبادت غیر
خدا مطلقا شرک و کفرست اطاعت غیر او تعالے نیز بالاستقلال کفرست معنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ او را مبلغ احکام او ندانستہ ربقۂ اطاعت
او در گردن انداز د و تقلید او لازم شمارد و باوجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالے دست از اتباع او بر ندارد و این ہم نوعی ست از اتخاذ انداد
کہ در آیۂ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم نکوہش آن فرمودہ اند انتہی اور اسی کتاب کے پانسو انیاسی
صفحے سے اسی تک مرقوم ہی بالجملہ محبت بندہ را با خدای خود از قبیل محبتہا ئیکہ مبنی بر غرضی و تصور نفعی و ضرری و توقع حصول مشتہیات باشد نباید فہمید و در تاویل
ظواہر آیات و احادیث قدم نباید نہاد و لہذا در معرض عتاب ارشاد شدہ کہ یحبونھم کحب اللہ زیرا کہ محبت مخلوقات رنگی دیگر دارد و محبت خالق رنگی دیگر بلکہ اگر
از حال محبت کسانیکہ مخلوقات را ہمتای خدا میسازند و در محبت با او برابر میکنند نیک بشکافیم البتہ آن محبت ایشان را مبنی بر خیال انتفاعی و استمدادی در وقت
حاجت خواہیم یافت اگرچہ قابل این محبت ہم ذات پاک حضرت حی لا یموت است نہ مخلوقات لیکن این گروہ غشاوۂ حجابی بر بصر بصیرت مستحکم گشتہ در غیر او تعالے
توقع امداد معتقد میشوند و او تعالے را حلیم و بردبار می فہمند و از غیرت او و شدت عقوبت او نمی ترسند و لو یری یعنی و اگر ببینند الذین ظلموا یعنی کسانیکہ
ستم میکنند گرفتن ہمتائیان برای خدا و برابر ساختن آنہا باو در نذور و قرابین و عبادت و طاعت و محبت اذ یرون العذاب یعنی وقتیکہ می بینند عذاب الہی
را در دنیا با آمدن مصیبتی یا حدوث مرضی یا غلبۂ فقری در آنوقت متوقع امداد آن چیزہا می باشند کہ بکار ما بیایند و ازین عذاب ما را خلاص کنند و حسب توقع ایشان
واقع نمیشود ان القوۃ للہ جمیعا یعنی این مضمون را کہ قدرت و قوت محض برای خداست در جمیع امور ہیچ چیز از مال و فرزند و یار و دوست و بادشاہ و امیر
و پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او چیزی نمی توانند کرد و اگر بالفرض آنہا را قوتی ہم می بود برابر ساختن آنہا با خدا ہرگز روا نبود زیرا کہ خدا تعالی غیور
ست از برابر کردن مخلوق او با او در غضب میآید و ان اللہ شدید العذاب یعنی و آنکہ خدا سخت ست عقوبت او و البتہ از ہمتایان خود دست بردار
می شدند بلکہ بیزار میگشتند لیکن آنہا در آنوقت ہم این ہر دو مضمون را نمیدانند بلکہ عذاب الہی را بر ناخوشی ہمتایان و خشم نمائی آنہا بر قصوری کہ در ادای
نذور و قرابین و طاعت و عبادت و محبت آنہا کردہ اند حمل می نمایند و زیادہ تر در ارضا و چاپلوسی آنہا میکوشند آری وقتے خواہند دانست کہ ایشان را فائدہ
نخواہد کرد اذ تبرء الذین اتبعوا یعنی وقتیکہ بیزار خواہند گشت کسانیکہ متبوع شدہ بودند و بفریب آنہا مردم ہمتایان برای خدا گرفتہ مانند پیشوایان
گمراہی در ادیان و حکام بیدین و شیاطین و سر گروہان زندہ من الذین اتبعوا یعنی از آن مردم کہ تابع ایشان شدہ در کفر افتادہ بودند و ایشان در دنیا برای
گرم بازاری خود عقدہای باطل بمردم میدادند و میگفتند کہ اگر در آخرت شما را ضرری رسید بر ذمۂ ماست در آنوقت پہلوتہی خواہند کرد و خواہند گفت کہ ما از ایشان
واقف نیستیم و ایشان را باین کفر مشورہ ندادیم تا تحمل پارۂ از عذاب ایشان لازم نماید لیکن این پہلوتہی کردن و تبرا خواندن آنہا را ہم فائدہ نخواہد کرد
زیرا کہ حق تعالے علام الغیوب است بر اضلال و گمراہ کردن ایشان مطلع است ایشان را مہمل نخواہد گذاشت بلکہ سزای خود خواہند یافت و رأوا العذاب
یعنی و بہ بینند عذاب را از جہت اضلال و گمراہ کردن خلایق نیز و تقطعت بہم الاسباب یعنی و گسستہ شود در حق ایشان ہمہ اسباب خلاص چہ تابعیت
و متبوعیت و چہ قرابت و دوستی و چہ انکار و تبرا و گریز و چہ عہود و مواثیق بر تناصر و تعاون کہ در دنیا باہم بستہ بودند و چون تابعان و پیروان خواہند دید کہ
معبودان ما از مددگاری ما پہلوتہی کردند در آنوقت خواہند دانست کہ گرفتن ہمتایان محض خطا بود و قدرت و قوت محض برای خداست در ہر چیز و الا معبودان
ما آن ہمتایان مدد میکردند و اینہا از ما گریز نمیکردند و نیز خواہند دانست کہ حقتعالی ہر چند حلیم و بردبار است اما غیور است و از شدت غیرت او شدت عقاب
او ست کہ معبودان ما باین مرتبہ از ان ہراسان شدہ خود را از ما کنارہ میکشند لیکن دانستن این ہر دو مضمون در ان وقت ہیچ سود نخواہد داد ناچار بر
تاسف خواہند گرید انتہی ای یاردان آیتون اور تفسیر کے مضمونکو خوب سوچو اور کسیکے دھوکھے مین مت پڑو اور دیکھو یہہ حال بعینہ اسی زمانے

کے بدعتی مولویون اور شایخون کا ی کہ قطع نظر والے اعتقاد ان رکھنے کے ظواہر آیات و احادیث مین تاویلات کرتے ہین اور سید واعظ کے
کے مریدون کو ترغیب فسخ بیعت کی دیکے کہتے ہین کہ اسکا عذاب کچھ ہو تو ہماری گردن پر ہی افسوس ایسے حمال عصیان کے نیچے کیا بیجا نقطہ لگ گیا

ج یہ عکس شدہ سہت نام نبکی کا فورہ اور اپنے مریدونکو شرک کفر کے کامو مین پھنسا کے کہتے ہین کہ ہم دنیا اور آخرت مین تمھارے
مددگار ہونگے اور بچاوینگے چنانچہ اسی سید کھمنڈ پر اکثر جاہلان اور فہم ان گمراہو ن کے فریب مین آجاتے ہین لیکن آخر وے دونو گروہ برے عذاب مین
گرفتار ہو جاوینگے اور تبارک کے سیپارے کی تفسیر کے دوسو پہلے صفحہ مین لکھے ہین چنانچہ در حدیث شریف وارد است کہ لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل
حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بی و بصرہ الذی یبصر بی و یدہ اللتی یبطش بھا و رجلہ اللتی یمشی بھا لیکن این
طریق تقرب خاص بذات او تعالی است اگر کسی خواہد کہ باین طریق بیکے از مخلوقات تقرب پیدا کند ممکن مطرنیست و سببش آنست کہ درین نوع تقرب
متقرب الیہ را دو چیز میباید اول احاطہ علمی باذکار قلبیہ و لسانیہ ذاکر باشد باوصف تخالف امکنہ و ازمنہ و مدارک و السنہ تا ذکر قلبی و لسانی ہر ذاکر را
معلوم کند دوم قوت نزدیک شدن و در مدد کہ او در آمدن و آن را پر کردن و حکم صفت او پیدا کردن کہ در عرف شرع آن را نوافل و نزول و قرب
خوانند و این ہر دو صفت خاصہ ذات پاک او تعالے است ہیچ مخلوق را حاصل نیست آری بعضے کفرہ در حق بعضے از معبودان خود و بعضے پیر پرستان
از زمرہ مسلمین در حق پیران خود امر اول را ثابت میکنند و در وقت احتیاج ہمین اعتقاد بآنہا استعانت مینمایند امّا حظ دنیا باشد و در حقیقت در ذات
واقع شدہ اند کہ بیان آن اشتباہ درین مقام اجنبی ست انتہی کیون ایماندار و اب تو تمھارے پر صاف کھلگیا اور دلونکا شبہ نکل گیا کہ اُن رسالون
مین ہین سو تمان اگلے مجتہدونکے تفاسیر مین اور احادیث کے شروح اور کتب فقہ و صوفیہ کرام مین بھی مرقوم ہین تو گویا یہ رسالے اُنکے ترجمے ہوا اسی لیے
ہندوستان کے عالمان جو کتب تفسیر اور احادیث اور فقہ وغیرہ سے خوب واقف تھے تقویۃ الایمان کی صحت پر فتوی اپنے مہرون اور دستخطون
سے لکھکر بنگالے سے بھیجوا اور حقیقت مین وہی عالم ہین کہ ان سب کتب دینی کو خوب جانین ج علم دین فقہ ہست تفسیر و حدیث ہر کہ
خواند غیر ازین گردد خبیث کہ منطق و حکمت اور چند کتب فقہ پڑھکر بڑے عالم کہلا تاویلات کیا کرین اور منقولات مین معقولات کو دخل دین اور تصور
کو تصدیقات جانین آخر اُنکے صغرا کبرا کا نتیجہ بربادی عقیدت اور خرابی آخرت ہی جیسے نا عاقبت اندیشان جو ان رسالون کو مردود اور
اُنکے مصنفون اور معتقدونکو کافر ٹھہرا کر اپنے فعل سے آپ کفر مین پڑے بلکہ اشد کفر مین کیونکہ حقیقت مین گویا اُن سب تفسیرونکو اور احادیث و فقہ
اور صوفیہ کی کتابونکو مردود کیئے معاذ اللہ وے تمام ائمہ ظاہر و باطن کو بھی کافر ٹھہرا چکے اور یقین ہی کہ اپنے کیئے کہے کی پاس سے ہر بات مین آئندہ بھی تاویلات
کرینگے پر آخر بجز دوقوتہ اُنکی فضیحتی و رسوائی روز افزون ہو گئی غرض یہ گرفتاری اُنکی دو حال سے خالی نہین یا تو اُن سب کتابونکی باتون کو
جان بوجھکے بعضے ظاہر الفاظ کو اُن رسالون کے جاہلون کو فریب دینے کے لیے خاطر خواہ دام بنا کر اپنی عداوت و حسد دلی خوب ظاہر کر گئے ہین
اس صورت مین تو بڑے بیدین اور جھوتے ہو گئے یا حقیقت مین ہمت سے علم تفسیر و حدیث اور فقہ و تصوف کے یا اسکی فہم کے بے نصیب ہی تھے اس
حال مین تو وے سب جاہل اور کور سواد ہین ایسی دونون صورت سے اُنکو لکھا پڑھا اور لکھا ایماندارون اور شیعو بندون کے پاس ہیچ و پوچ و مہمل بلکہ بعد شرع مین
بیدین عالمون اور جاہلون کے قول و فعل کا اعتبار کرنا درست نہین بلکہ اُنکے شر سے ڈرنا چاہیے چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی کتاب زاد العباد الفصیحہ مین
لکھے ہین دوم تعظیم علما و تصدیق ایشان واجب است در آنچہ موافق دین نقل کنند و تمسک بکتاب و سنت نمایند و در آنچہ مخالف دین گویند و بہوای نفس و محبت
دنیا حیلہ آموزی و فتنہ اندوزی نمایند در حدیث آمدہ است العلماء ورثۃ الانبیاء مالم یمیلوا الی الدنیا و یدخلوا السلاطین فاذا مالوا الی الدنیا
او دخلوا السلاطین فاحذروھم فانھم لصوص الدین فرمود علما وارثان پیغمبرانند کہ علم دین باشیان بوراثت از پیغمبران رسیدہ است و خود دنیا را

جزاین میراثی نبود تا وقتیکہ مبین بدنیا نکنند در میان سلاطین نہ در آیند و چون چنین کنند بتر سید از شر ایشان کہ ایشان دزدان دین اند نسال اللہ العافیہ و مراد میل دنیا و مداخلت سلاطین آنست کہ دین بدنیا بفروشند و مداہنت نمایند و فتوی ہای ناحق دہند و اگر ترویج دین نمایند نمایند و باعث امداد و اعانت مسلمانان و تقویت دین حق شوند آن خود کاری سترگ و شانی بزرگ ہست و باللہ التوفیق انتہی اور شیخ ابن حجر مکی خیرات الحسان مین مناقب نعمان کے لکھے ہین عن عباس اسمعوا کلام العلماء ولا تصدقوا بعضہم فی بعض فوالذی نفسی بیدہ انہم اشد تغایرا من التیوس فی زرایبہا ومن ثم ذکر فی المبسوط من مذہب مالک انہ لا یجوز شہادۃ القاری علی القاری یعنی العلماء لانہم اشد الناس حسدا و تباغضا یعنے روایت ہے ابن عباس سے کہ سنو عالمونکی بات کو اور باور مت کرو اسکو جو ایک دوسرے کے حقمین کہتے ہین قسم اسکی جو میری جان اسکے ہاتھ مین ہے تحقیق کہ وے رشک رکھتے ہین چھیلون سے زیادہ پتے ہتی کی جگہہ مین اور پھر ذکر کیا مبسوط مین مالک کے مذہب سے نہین جایز ہے گواہی قاری کی قاری پر یعنے عالمونکی گواہی کیونکہ وے بڑے سخت ہین حسد مین اور بغض مین انتہی اور اس نوابی ۴۲ اشتہار نامہ مذکورہ پر مہران اور دستخط کئے سو لوگونمین سے چھے سات نام کے عالمان ہین سو انہین بھی بعضے تو فتنہ کی جڑ اور بانی فساد ہین اور بعضے تو نوکری کے ڈر سے اور بعضے تو بڑے جوڑ دعوت کی موقوفی کے خوف سے اور بعضے اپنی تکفیر کے اندیشے سے مہر آ کر دیئے ہین اور باقی سب مہران بعضے نامو جاہل اور بدعتی مشایخ کے ہین کہ جنکو ہندی کتابون تک پڑھنے اور سمجھنے کا پورا حوصلہ نہین اور ایک مدت سے رات دن اسی گھات مین اور اسی بات کی تدبیر مین لگ رہے تھے اور اس بات کو اپنا بڑا فخر جانے کہ ہم بھی جھوٹے مولویون مین مفت داخل ہو گئے اور از عناد و حسد کا برا پھل پائے طرفہ یہہ ہی کہ ایک وہ وہ تھا کہ شبطنت پناہ دھیرا حضرت بادشاہ سید احمد صاحب کو خوابمین دیکھکے ایک قصیدہ بڑی دھوم دھام کا انکی شان مین لکھکر پڑھتا پھرتا تھا اب ایک روز یہہ ہوا کہ سید واعظ کی بیعت شرعی کے باغ کو سرسبز دبارآور دیکھنے سے اور اپنی بدعتی پیری مریدی کی کھیتی شادی یعنے خشک ہو جانیکے سبب سے اپنی سیادت کی مہر جو نظام الدین احمد خان ناظم صوبہ ارکات کی بدبافت ترو آگئی تھی سو اسکو سید احمد صاحب اور سید واعظ وغیرہ کی تکفیر پر ثبت کرکے اپنی سیادت مشہور کر لیا اگر اسکو حسرت بادشاہ پکارے تو کیا گناہ بھلا ایسے مجموعہ پر کینہ و بے مایہ دینیہ کو سوا نادانون کے کون دانا جمہور کہیگا ارے یار و ان مولویون کے عقاید و اطوار مذکورہ کے سوا آپ ذرہ انہون کے دوسرے کچھ کچھ اعمال حسنہ اور اوصاف حمیدہ بھی کان لگا سن لیجئے کہ فرقہ نوابیہ کے مجتہد اول قاضی ہانسیل کے گھر جھنڈے کھڑے ہوتے محرم مین لنگر کھینچے جاتے گویا ہوی خاندان مین کہین بڑی جگہہ تولد ہو تو پر لگاجاتا اور بانگ دیکر اپنا میراثی رسوم لیتا اور پگڑی بندھائی مین بھی شاید کچھ حصہ پاتا اور شادی بیاہ مین تو رن باندھنا مونڈ کے چھاتھ کھڑ کرنا مالن درزی آگے ریت رسم کرنا دھلیز گھر کو کنگن باندھنا ڈھول دھرانا وغیرہ تمام رسمان ہنود کے اسکے گھر ہوتے یہان تک کہ اپنے دست مبارک سے سہرا باندھتا اگرچہ دولہا مولوی ہو چنانچہ حسن علی مفتی صدر کوٹ طوعا و کرہا سہرا باندھنے راضی تھے تو اسنے بااصرار تمام اپنے دست قضا دست سے سہرا باندھا اور خاندانیان اپنی شادی بیاہ کے ہندوی رسمون کے مسئلون مین کچھ شک و شبہ لا کر بھول جا کر اس سے فتوا چاہے تو ان رسمونکی پوتی برہمن سرپکا کھولکر فتوی لکھہ دیتا لیکن نگول کے مسلمانان اللہ تعالی کی توفیق سے بدعتی رسمونکو ترک کر شادی شرعی کرنے اور بیونکو نکاح کر دینے لئے آپسمین عہد و پیمان کرکے اس سے استفتا کئے تو اس استفتا کو خلاف شرع جا کر پھینک دیا اور بولا لوگون کے نسب لگا رہا جاتے ہین یارو غور کیجئے سنت یہاں کہان سے کہان تک پہنچتی ہی نعوذ باللہ منہا سبحان اللہ قاضی کو ایسا ہی لازم ہی ۵ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی غرض دوسرے قاضی ہانسیل کو ثانی ابو جہل جانکے جو اپنے کام کرنیکے تھے کر گذرے یعنے بیوونکو نکاح اور شادی بیاہ ترک رسوم بدعت کے ساتھہ کر رہے اور از روی حدیث شریف کے عن علی رفعہ من احیی سنۃ من سنتی امیتت بعدی فقد احبنی ومن احبنی کان معی یعنے علی کرم اللہ وجہہ روایت کئے کہ فرمائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص میرے بعد میری موئی ہوئی سنتونمین سے کسی سنت کو جلایا سو مجھے دوست رکھا اور جو مجھے دوست رکھا سو میرے ساتھہ

۴۲ نوابی اشتہار نامہ پر مہر و دستخط کئے سو علما مین سے فرقہ نوابیہ کا مجتہد اول قاضی ہانسیل کے اعمال حسنہ اور اوصاف حمیدہ کا بیان ۵

ہی مقبول رسول الثقلین ہوئے اور قاضی جی سنت رسول کو مردود کرنیکا فتویٰ دیکے مردود الدارین بنگئے اور سوائے اسکے کالج کے امتحان مین یا حدیث افتا لمنیکے زمان
مین اپنی برادری والون اور آشنا دن کے پاس سے نمبر کی تقدیم وتاخیر کردیتا اور مستحق کو غیر مستحق بنادیتا اور سابق مین مولوی محمد میر صاحب قرابتی مولوی
شجاع الدین صاحب کے ساجے کے طور پر تریاتور وانم باڑی طرف جا نکلے تھے تو وہان نصیحت المسلمین کا وعظ بولنے لگے اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت سے لوگ اُنکے
ہاتھ پر بیعت کرکے اپنی قدیم شرک بدعت کی چالون کو چھوڑنے لگے یہہ خواجہ بادشاہ حق نما حقیقت مین باطل نما اپنی شیخی کی بیرونقی دیکھ مارے حسد کے کچھ ہمتین مولوی
محمد میر صاحب پر لگا ایک خط خاطر خواہ مضمون کا لکھا اپنے کسی قرابت دار کی معرفت سے اسلمی کے یہان مدراس کو بھیجا تو یہہ جاہل بے تامل ایک فتویٰ مولوی
محمد میر کی تکفیر پر لکھا قاضی ہا زبل اُسپر اپنا مہر کردیا اور اپنے دونون مفتیون کے بھی مہران کروادیا اور وہ فتویٰ خواجہ حیدر کے ہاتھ سے ویلور کو
بھیجا گیا مولوی محمد میر صاحب اس بلائے ناگہانی سے بچنے اپنے تئین مدراس کو پہنچائے تو پھر قاضی ہازبل اور اُسکے تابعین اُن سے ملاقات کر عذر و معذرت
کئے معاذ اللہ عذر گناہ بتراز گناہ غرض نصیحت المسلمین چھاپیکی منگوا مطالعہ کر اسکی صحت پر مُہر کردیا اور رقعہ بھی لکھ بھیجا بدستور اُسکے دونو
تابعین چنانچہ یہہ حوال آگے مذکور ہوچکا ہی سبحان اللہ پہلے تو اُنکی تکفیر پر مہربان کردیئے پھر بعد اُنکے ساتھ عذر و معذرت سے پیش آئے
اور جس کتاب کی بدولت اُنکی تکفیر ہوئی تھی پھر اُسی کتاب کی صحت پر مہران ہوچکے اور رقعے لکھے گئے اور حال مین مولوی حافظ شاہ سید محی الدین صاحب
قادری کہ جنکے آبا و اجداد ایک سے ایک بڑھکے صاحب شریعت و طریقت ہوتے آئے ایک رسالہ سنت و بدعت کے بیان مین مسمیٰ بہ احیاء السنۃ معتبر کتابونکی
سندان لاکے بڑے استحکام سے لکھکر ویلور سے قاضی ہازبل کے یہان بھیجوائے اور لکھ بھیجے کہ نظر غور سے دیکھکے کہین کچھ غلطی پاوین تو بے تامل بتاوین
اور اگر مناسب جانین تو اُسپر مہر بھی کردین تاسد باب فتنے کا ہوجاوے تب قاضی ہازبل کئی روز تک بکھکے آخر اُسکی صحت و صفت پر . . . اُسکے در رد سنت
خاص سے کچھ عبارت لکھدیا بدستور دونو مفتیان بھی عبارت لکھدئے جب فرنگی محلی اور قاضی ہازبل مین کچھ باتین ہوا اور نایب مختار نے کہا کہ مولوی سید شاہ
محی الدین صاحب ہمارے اشتہار نامہ پر مہر نہین کئے پھر اُنکی کتاب پر کیونکر مہران کیا چاہئے قاضی ہازبل اتنی بات کے سنتے ہی جھٹ اپنی دستخط اُس کتاب سے
پھاڑ لیا اور دونو مفتیان قاضی ہازبل کی سنت پر چلنے والے بھی اپنے اپنی دستخطان پھاڑ لئے اور حق سے رو گردان ہوگئے حدیث شریف مین آیا ہے
کہ من سکت عن الحق فھو الشیطان الاخرس یعنے جو شخص چپ ہوا حق بات سے تو وہ شیطان گونگا ہی تہرا اور فرنگی محلی اس رسالہ مین دستخطونکی
پھاڑ لینے کے آثار رہ یا جلتے ہین کرکے اُن ورقون کے تئین نکال دوسرے ورق ویسے ہی کاغذ و خط کے مانند طیار کروا اُس رسالہ مین لگا دیا دیکھئے یارو
کیسا جعلی کام تھا کہ ہاتھ کاٹنے کے کیا ہی اور اُس رسالہ کی نقل بھی کروا لیا ہی معلوم نہین کہ آئندہ یہہ دغا باز اُسمین کیا کیا بدباتان لکھکے اُس بزرگ
کو بدنام کرنا چاہتا ہی سبحان اللہ دیے تو عالمان یہہ اور یہی کوئی ہوویا یے آدھے تیتر آدھے بتیر ہین اور قاضی ہازبل نے عبد الجبار ساکن قندہار کے
ساتھ تلویث مسجد کے مسئلہ مین جو جو یان کیا تھا اور داد ان کھیلا تھا سو عالم پر مشہور ہی چنانچہ فرنگی محلی بھی اُسوقت وعظ مین علانیہ اُس
بت پرست تشنیع کیا کرتا تھا اور ہوس نے کے اُسکی دغابازیان اُسپر قیاس کریجئے کہ اپنی خیر از دین علانیہ کلکٹے کے فتویٰ کو اشتہار نامہ کرکے
لکھا ہی کہوا ای واقف لوگو یے باتین جھوٹھ ہین یا سچ باوجود ایسے اعمال حسنہ کے اب تو ولی بن بیٹھا ہی آئندہ محمد حسین نوکری مفتی چتور کے
سرکیا ولایت نامہ سے کامیاب ہوگا تو بے شک لایق ولی بن جا ئیگا اور قاضی ہازبل کے دونون تابعین یعنے عبد الودود اور حسن علی صدر کورٹ
کے مفتیونکی تبعیت تو معلوم ہوچکی کہ جہان اُسکا مہر ہوا تو یے دونو بھی اُسکے اجتہاد خیر و شر پر گواہی دیتے ہین پھر ویسے ہی اور باتون مین بھی
اُسکی سنت پر چلتے ہین یعنے وہی سب رسوم ہنود کے کرتے اور گھر دہمین ڈھول ڈھراتے عیدین کو گاتے بجاتے بچونکے سرون پر چوتیان رکھتے
اور چوتیان اُتارتے اور مردی بکر جو وان جہان ملاتے تہان جلتے اکبر در منتی مستان علیہ صاحب عبد الودود اول نمبر مفتی صدر کورٹ کے

گھر انکی بیٹی کی شادی کی تہنیت کے لئے گئے تھے باتون باتون مین وہ مرد دیندار پوچھے مفتی صاحب یہہ رسوم کیا اسلام مین درست ہین مفتی نے
جواب دیا کہ مین جو ہتھون باندھا ہون اور موزون کے جھاڑ ہندؤن کے طور پر کھڑا کیا ہون اسواسطے ہی کہ ہند کے لوگ ایسے رسمان نہین کرنیوالونکو
اشرافون سے نہین گنتے پس اپنی عزت بجانا فرض ہی تب منشی موصوف ان تازے فرض کے سننے سے بہت محظوظ و متحیر ہوا پنے گھر آئے واہ واہ مفتی جی
کی شرافت و عزلت تو موز کے جھاڑ اور تورن پر لٹکی ہی یہہ ایسا فرض کو نہ جناب علی نہ امام حسن نہ امام حسین وغیرہم ائمہ اطہار رضی اللہ عنہم جانے
تھے نہ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم باوجود دین کے رواج مین کئی طرح کی مصیبتان اور ذلتیان اٹھانے اور مسائل کے بہت سی تحقیقات کرنیکے جانے تھے مگر
الحمد للہ اب ہمارے مفتی جی کو معلوم ہو گیا ظاہر ہی کہ ایسے فرض ایجاد کرنیوالیکو کسیکی تکفیر فرض کر دینا کونسی بڑی بات ہی افسوس کہ یہ قاضی اور
مفتیان باوجود از روے شرع کے شرک و بدعت کے رسمونکو چھڑوانیکے لئے اپنی جورؤن پر حاکم جابر ہونیکے ان بیدینی رسمون سے باز آنیکے واسطے
تعدی نکرسکے اور خلاف شرع جانے طلاق دینیکا تو کیا ذکر لیکن اہل بیت اور اکابران دین کی تکفیر ٹھہران کر دینا اور کفر کے رسمان
کرنا اور ان رسمونکا فتوی دینا اور اسکو فرض مقرر کرنا اور شرع کے خلاف فتوی لکھنا اور سر ٹھہران کر دیکے اسکی اثبات پر جھوٹھے تاویلان
کرنا حکم اللہ جلانے یہہ حدیث شریف حقیقتہ قرآن ہی ہی اذا ظهر البدع وسكت العالم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين
یعنے جو وقت ظاہر ہووے بدعت یعنے نئی رسم اور چپ رہے عالم تو اسپر لعنت ہی اللہ کی اور فرشتونکی اور آدمیونکی اور سب کی انتہی ظاہر ہی کہ چپ
رہنے والے عالم کا یہہ حال ہو تو پھر بدعت کے فتوے دینے والے اور فرض جاننے والے کیسے ملعون ہوینگے اور یہہ قاضی اور دو نو مفتیان ادنا ادنا کافر نکو ہرات
مین جناب جناب کہتے پھر منہہ پر ناک لیکر دو مرد نکی غیب جینی کرتے خود فضیحت و دیگران را نصیحت اور فرقہ نوابیہ کے مجتہد ثانی اسلمی ملجامی کے اوصاف
پسندیدہ یہہ ہین کہ وہ مکہ معظمہ مین رہنیکے دنونمین اسکا درماہہ حافظ یار جنگ عرف اولیا طاغوت کی معرفت سے مکہ معظمہ مین اسکو پہنچتا تھا
جب وہ مدراس کو آیا تو طاغوت مذکور اپنے دو ہزار روپیے کے قریب باقی ہی کر کے فریاد کیا لیکن دریافت کے وقت آخر اسی کے خطوط سے اسکی
دغابازی ثابت ہوئی اور جھوٹا ہو گیا اور بعض حاجیان کہتے ہین کہ یہہ ملجامی مکہ مین رہنیکے ایام مین دس بارہ ہزار دینار حضد کی بابت کے
محمد اکرم تاجر کو چھپا کے تجارت کو دیا تھا وہ حبشی اسکا بھی استاد نکلا یعنے سب پیسے داب لیا اور تھوڑے دنون کے آگے تین چار سو کتابان بیچنے نکالا تھا
تو اتفاقاً ان کتابونمین سے ایک کتاب شرح قصیدہ ہمزیہ کی جسپر مہر نواب امیر الامرا بہادر مرحوم کی تھی مولوی جلال الدین حسین خان داروغہ کتبخانہ
کی نظر پڑی تو کیا دیکھتے ہین کہ اس مہر کو سفیدہ یا اور کسی چیز سے مٹا دئے ہین لیکن نام صاف معلوم ہوجاتا ہی تب داروغہ مذکور اسلمی کو پیغام کہلا
بھیجا کہ حضرت سلامت یہہ کتاب سرکار کی ہی شاید غلطی سے بیچنیکی کتابونمین داخل ہوگئی ہوگی اسلمی یہہ بات سنتے ہی تیش مین آکے نایب مختار
کو کہلا بھیجا کہ آپکا داروغہ مجھہ پر کتاب کی چوری لگایا ہی مین اس کتاب کو حرم مین خرید کیا ہون اسکو حد قذف پہنچایا جائے نایب مختار جواب
کہ داروغہ کو ایسی بات کی دریافت لازم ہی یہہ کچھہ بد بات نہین غرض دریافت وقت جو رسید لگے سرکار مین دیکھے کتاب عاریتاً لیا تھا سو دفتر سے
نکلی اور نمبر اور مہر وغیرہ علامات کے رو سے بھی سرکار کی کتاب ثابت ہوئی تب اسلمی امانت دار و دیانت شعار حرم کی خرید کی عقل جاکر نایب مختار کو بول
بھیجا کہ مین سمجھا تھا یہہ میری کتاب ہی اگر سرکار کی ہو تو لیلیجئے الحاصل وہ کتاب سرکار کے کتبخانہ مین داخل ہو گئی سبحان اللہ داروغہ کو حد قذف پہنچانے
کے بدلے آپ خود حد سرقت کے لائق ہو گیا یاد اب کوتون کے دغابازون پر سنا بہت بجا ہی کہ نوابیہ فرقیکے بڑے جیتے اور داڑھی والے امیر مات
کئے۔ اور اسکی قدیم جہالت کی صفت مت پوچھو کہ جاہلان وہان تعلیم پایا ہی جب اسکی ما اسکو عاق کئی تو آپ بھی غصہ مین آکے فرمائے کہ مین بھی ماکو
عاق کیا یہہ بات کچھہ چھپی ہوئی نہین لوگون پر مشہور ہی کیا خوب بیٹا بھی ماکو عاق کرتا ہی ◯ طرفہ یہہ ماجرا ہی دنیا کا ؛ دیکھئے

[illegible]

ماکو بیٹا عاق کیا * اور حدیث مین آیا ہی اور مسلمان دیندار دل ہی دستور ہی کہ دو مسلمانون مین خلاف ہو جاوے تو صلح کر دادینا اسلیے حافظ مولوی سید شاہ محی الدین قادری جو اسلمی کے بزرگون کے مرشدزادے ہوتے ہین مصالحت کی تدبیر کر مولوی سید محمد علی صاحب واعظ کو اسلمی کے گھر لیجا کر ملوائے تو ہنسی خوشی سے گفتگو کیا اور نیت اخلاق سے گاڑی تک ساتھ آکے رخصت کیا پھر ایک دو روز کے بعد بعضے غویون کے اغوا سے سید واعظ اور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب کے حق مین انواع و اقسام کے گالیان دینے لگا صاحبزادگی اور سیدی کا بھی پاس نکیا ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھے ہین من قال العلوی علیو یا قصد الاستخفاف فقد کفر یعنے جو کوئی کسی سید کو حقارت سے چھوٹا سید کہینگا تو کافر ہی انتہی طرفہ یہہ ہی کہ اسلمی اپنے سفینۃ النجات کے تین سو بتیسوین صفحہ مین تصغیر موں لکھا ہے ہر کہ گوید عالم عویلم یا سادی علیوی بتصغیر و تحقیر اذان ارادہ کند کافر گردد انتہی پس ان صحیح النسب سید ونکو جو عالمان با عمل بھی ہین اُسنے گالیان دیا سو اپنے عمل سے آپ کافر ہو گیا غرض باوجود ان گالیون کے مولوی سید شاہ محی الدین صاحب اپنے وطن ویلور کو جانیکے روز رخصت کے لئے اُسکے گھر کو جا کر ایک پہر کامل بیٹھ رہے تو وہ بدکیش ہرگز نملا آفرین اُسکی دینداری پر مسلمانی کی چال اور خلق محمدی ایسی ہی ہوتی ہی جو ہی بد دب طبیعتی ایشست ہا نرو د جز بوقت مرگ از دست ہا اور مشہور ہی کہ مکہ مین کوئی سیدانی جوان برقعہ پوش صدقہ کے پیسے لینے اُسکے پاس لئی تو بو آکرہ متوجہ چہرہ پرسے ہٹکا اب وہ بی بی یہہ بات خلاف شرع جانکے بیبیون سے ہاتھ دھو چلا گئی اور یہہ بدگمان کیا سمجھا معلوم نہین کہ اس بی بی کو کر منگوایا پھر اس بات کی خبر عربون کو ہوئی تو یہہ مردود نبی ہاشمی کو بے پردہ کرنیوالا ہوا کیکے دو تین کر اُسکی خوب سی خدمت بجا لا وایا کیون نہو نوابیہ کے مجتہد ثانی مکہ کو جاکے اور تو کچہ اخلاق نسیکھے مکر دیکھے کھائے اور چھپا لیسوین سنہ مین عشرہ محرم کے اندر ایک روز نائب مختار کے دربار مین کہا کہ کسی زندہ سے کٹ کے جدا ہو ہوے ہاتھ پاؤن پر جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہی تب مفتی بدرالدولہ نے اس سے پوچھا کہ گرے ہوئے دانتون پر اور ختنہ کئے ہوئے چمڑے پر بھی کیا جنازہ کی نماز ضروری ہی اسلمی نے کہا کہ ہان اُنپر بھی نماز پڑھنا چاہئے تو مفتی بدرالدولہ ہنسے اور کتب فقہ دکھلا اُسکو الزام دیکر شرمندہ کیا اور ایک دفعہ بھی غلام غوث خان مرحوم کے فرزند محی الدین صاحب کو بھوبونکی مزدوری تلف کرنیکا فتوی دیا اور اُسپر قولہ تعالی حبطت اعمالہم دلیل لایا اگر کسیکو شک ہو تو صاحب موصوف کو خدا کی قسم دیکے پوچھلو اور اُسکا شاگرد امتیاز الدولہ بھی اُس کی روایت اُسی سے کیا ہی اب اگر انکار کر جاوے تو عالم الغیب تو جانتا ہی اور اپنی کتاب سفینہ کے ایک سو انتیسوین صفحہ مین لکھا ہی کہ فعل حق تعالی درین عالم جز بتوسط اسباب نباشد انتہی ظاہری کہ صانع بے علت قدرتہ نے ایک کن کے کہنے سے کروڑون خلقت کو پیدا کر ڈالا اور کرتا ہی اور کریگا اور قیامت تک اُسی کن کا ظہور سمجھ لیجئے افسوس ٹھہر ٹھہرا سوچھا عقل کا بھی اندھا ہی کہ نص صریح وھو علی کل شئی قدیر کو بھی نہ سمجھا سے قادری کو بیافرید سبب بے سبب آفرینش چہ عجب اور یہہ کینہ کیسا مفتری و پر کینہ ہی سو غور کیجیے کہ اپنے سفینہ کا حاشیہ جو زرینہ لکھا ہی اسمین طریقہ محمدیہ والونکی طرف نسبت کرکے ذکر کیا ہی کہ گذاردن رواتب وسنن واستنجا بکلوخ نیز حرام میدانند انتہی معلوم ہوا کہ سید واعظ پہلے تشریف لانیکے وقت مین دو بندی کلوخ جیسی پور سے بنے بنائے سید واعظ کے یہان بھجوا گئے تھے سو شاید وہ سب کلوخ استنجے کے بدلے اُسی مفتری کے حلق مین غرپ ہو گئے * اور سید واعظ کے مریدان جو شب و روز سنت و نفل نماز پڑھتے ہین اور علانیہ کلوخ لیتے ہین سو اُسکو بھی نہین دیکھ سکا نجانین اُسکی آنکھون مین کیا بھر گیا ہی یا اُس جو بص افترا کے کاسہ چشم مین وے کلوخ اپنے مصرف سمیت ہضم ہو گئے اور ایسے ہی افترون کا رد بہ تفصیل کسی نے رسالہ مین تازیانہ تعلمی بر پشت اسلمی کے لکھا ہی دیکھلو اب ایماندارون اور شعور مندونکو ان مفسدون اور مفتریونکی ہر بات کی تاویلات اور بناوٹ اور جھوٹائی سمجھ لینیکے لئے دوسری کسی دلیل کی احتیاج نہین رہی اور فرنگی محلی جمال کا کمال یہہ ہی کہ اپنے باپ کے عرس مین صندل کی مٹکی سر پر دھر کے ننگے پاؤن جلو و حشم کے ساتھ گھر سے قبر کو لیجاتا اور وہان کے سب رسوم ادا کرتا اور وہ لوگ صاحب کے عرس مین جہان کنچنیان ناچتیان ہین جاتا اور وہان

شربت کی گھڑی لیجانے وغیرہ رسموں میں ان بدعتی مشایخوں کے ساتھ شریک رہتا اور قریب سننے سرود کے صاحب مشایخ اور متولی کے گھر جاتا اور قریب خوانوں کو اپنے گھر بھی بلاتا یہہ حدیث
شریف کتاب ابن ماجہ میں ہی نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن المراثی یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرثیوں سے انتہی اور کہتا ہی کہ جناب
فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بی بی مریم رضی اللہ عنہا افضل ہیں چنانچہ کسی بزرگ نے بیان اسکے رد میں ایک رسالہ بھی لکھا ہی اور وہ رسالہ سرکار نایب مختار میں آج
موجود ہی دیکھ لیجیے واہ واہ جمال خوش خصال کا کیا عقیدہ پاک ہی شاید عیسی کی امت میں داخل ہوا چاہتا ہی اور ایک روز بولا اگر عیسی امام حسن اور امام حسین کے زمانے
میں ہوتے تو باوجود نبوت کے حسنین کی جوتیاں بغل میں دابے انکی رکاب میں دوڑتے پھرتے اور پہلے تو حضرت مریم کی ویسی فضیلت بڑھاتا تھا بعد اسکے عیسی علیہ السلام کی ایسی اہانت
وحقارت کیا اسکا تو یہی مثل ہی دھوبی کا گدھا گھر کا نہ گھاٹ کا اور وعظ بولنے کے وقت نایب مختار کا بلاوا آجاوے تو اسکو حکم معراج سمجھ حاکم حقیقی کے احکام کو بیان کرنا موقوف
کر اٹھ کھڑے ہوتا اور کہتا کہ صاحبو نواب صاحب نے بلایا ہی اب جاتا ہوں پھر بعد بولا ہونگا سبحان اللہ واعظ ہو تو ایسا ہو اور فرنگی محلی کے منبر کے بیٹھنے پر ایک خوش مصرع
یاد آیا ہی ع سگ نشستہ بجای کیپائی ہنا اور اسلمی کی مشورت سے سید واعظ کے بعض مریدوں سے جو ملازم سرکار تھے تو نامہ اس مضمون کا لکھوالیا کہ اگر اپنے مرشد کا معتقد ہو
تو اپنی جورو پر طلاق ہی حالانکہ وے بیچارے بجاے خدا اللہ کی قسم کھاتے تھے پر وہاں لک تو لعن قسموں کو تمانا ابن حجر مکی لکھے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی کی قسم کو نمانا تو وہ کافر ہی غرض انمیں
سے ایک نے سید قاسم نامی کہا کہ میں تو جو تم نے کہتا ہوں پھر کسکی جورو کو طلاق دیوں فرنگی محلی بولا اپنی ماں پر طلاق دے اس سید نے کہا کہ ماں کو طلاق سے کچھ نسبت نہیں اور میں جورو بھی
نہیں رکھتا ہوں اب کیا ماں کو طلاق دیوں پھر تو اس سید کے سبب سے وہ بات موقوف ہوگئی دیکھیے دینداری کیسی ان لوگوں کے دینداری جہالت ہی کہ ماں اور جورو دونوں
کو ایک برابر مانا اور ماں کے ساتھ انکے بھی نسبت لگا دیے کیوں نہ ہو یہ جیوں اور جاہلوں کے بھی کان کاٹتے ہیں اور انھوں سے تو تسبات میں قرآن بھلے ہیں ماں اور جورو کو برابر نہیں جانتے اور رسالہ
حقیقۃ الصلوۃ جو بنایا ہوا مولانا عبد الحی قدس سرہ کا ہی سو اسکے چوبیسویں صفحہ میں یہہ لکھا ہی کہ مالک یوم الدین مالک ہی جزا کے دن کا جزا کا دن قیامت ہی اور اللہ کی
مالکیت ہمیشہ ہی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مگر اندونوں میں اتنا فرق ہی کہ دنیا میں بظاہر اور بھی مالک کہلاتے ہیں گو وہ مالکیت عاریت و ناپایدار ہی کیونکہ اصل مالک اللہ ہی
ہی لیکن قیامت میں یہہ ریت کی مالکیت بھی وہ جاویگی انتہی فرنگی محلی اس رسالے کو ہاتھ میں لیے منبر پر بیٹھ کے ابلہ فریبی سے پڑھنا شروع کر اندونوں کے لفظ کو اندونوں پڑھا
اور کہا بعد لکھنے بشارت سید احمد مقصود لیا ہی صاحبو ذرا غور کیجیو کہ بھلا سید احمد صاحب سے مقصود یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہی اور لفظ اندونوں بھی کہاں ہی اے بے تیری
راستگوئی جھوٹوں کے پیر اور اسی رسالے کے آخر میں چھاپنے والا لکھا ہی کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کی تصحیح سے چھاپا ہوا انتہی اور رسالہ نصیحۃ المسلمین وغیرہ رسالوں کے ساتھ
جلد بندھا ہوا تھا یہہ قابو پاکر بہت کچھ نصیحت المسلمین کی بدی بے سبب لگواہ بیان کر اسکے سبب وقار ان لوگوں کے بولا اے صاحبو محمد علی نصیحۃ المسلمین کا معتقد تھا دیکھ لو کر اسمیں
لکھا ہی کہ مولوی محمد علی کی تصحیح سے چھاپا ہوا دیکھو تو یارو یہہ جہاں تھک گیا کہ بات کہاں لگا کے لوگوں کو دھوکا دیتا ہی سبحان اللہ عالم دیندار ایسا ہی ہوتا کہ جیسا وقت
دیکھتا ویسی بولی بولتا اور یہہ نہ سوچتا کچھ لیس عالم نہوا گا تو رہی ہو اور عید اضحی کے روز قربانی کے وقت بکرے کا سر شمال طرف اور پانوں جنوب کی طرف کر کے مردے کو جیسا
قبر میں سلاتے ہیں ذبح کیا اور لوگوں کو بھی ایسا ہی فتوی دیا اور آپ چکھ چکھ کے بتلا کر ایسا ذبح کرتا تو دانا لوگ یہہ تو دیکھ کے ہنستے تھے اور نادان شک میں گرفتار ہوگئے کہ
الہ اکثر تو مولوی بکر نکو اسطرح سمجھا رہا ہی غلط ہوگا اور دو سال کے پہلے کہا کہ ست شوال کے روزے حرام ہیں اور بعضوں کے روزے بھی تڑوا دیے اور مسجد ابو لسبیلا میں
مولوی شہاب الدین کے روبرو پھر ایسا ہی کہا حالانکہ ست شوال کے باب میں حدیث شریف وارد ہی چنانچہ بس بزرگ کے اور وقوف بدر کے روز میں تدبیر لکھا ہی مدرسہ سرکار
نایب مختار میں آج دہر میں دیکھلو اور حال شرف الامرا کے فرزند کی مکتب کے روز فرنگی محلی نے تقی الدین خاں کے بیٹے کے ساتھ شرف الامرا مرحوم کی لڑکی بے گواہ نکاح پڑھا
نایب مختار سنکر فرنگی محلی کو خوب ملامت کر کے پھر تازہ نکاح موافق شرع کے پڑھوالے ای عیاش لوگو خوشیاں مناؤ اور فرنگی محلی کے قدم چوم لو کہ تمھارے واسطے اچھی فتوی
دیا ہی اور کنچنیوں کو بھی یہہ بشارت سنا دیں کہ تمھاری خاطر خواہ اچھا قاضی پیدا ہوا ہی اب تمھاری تمام ہلیتہ صلی خیری ہیکی اور یہہ فرنگی محلی ایسا خیر گیر نکلا کہ غیر موتہ
ہی کہ مردوں کو بھی نہیں چھوڑتا ہی چنانچہ ایک روز ربیع الاول کی اکیسویں سنہ ۱۲۵۲ ہجری میں عبد القادر خاں مرحوم کے فرزند اکبر بادشاہ کے گھر فاتحہ کی تقریب کے سبب سے

سید محمد خان نواب حلیم خان مرحوم کے نواسے اور سید نظام الدین بانکے اور عزیز النسا بیگم کے فرزند اور حشمت جنگ بہادر وغیرہم جمع آئے تھے تب تین باتوں مین فرنگی محلی نواب والاجاہ اور نواب
نظام الدولہ بہادر فردوس مکان مالک دکن کی تکفیر کر بیٹھا سید نظام الدین بانکے نے یہہ سنتے ہی ایسا گھرکا اور ڈانٹ کے کہا کہ نواب نظام الدولہ آل رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہیں انکی تکفیر کیا سو وہ کافر ہو گیا فرنگی محلی بیچارے کا برا حال ہوا اپنا سا منہہ بنا کے ہو دم کھایا اور ایسی سال کہ ربیع الثانی کی دوسری تب ہی مین امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر
دامت حشمتہ وسلطنتہ اپنے دار الامارت مین جلوس فرمائے ہوئے تھے اور حکیم احسن الدین خان حال اور امین علیخان اور حاجی تہہ اللہ خان فرزند مولوی وجیہ اللہ مرحوم کے اور کئی عمدگان
بھی حاضر حضور تھے اتنے مین جمال الفردوسی فرنگی محلی کی ہوئی تب حاجی موصوف کے ہی خواب اپنا نواب معزی الیہ کے جناب مین عرض کرنے لگے بعد تمام ہونے کے فرنگی محلی بولا کہ علی مرتضی
کے خواب کا تو اعتبار نہین تمہارے خواب کا کون اعتبار کرتا حاجی موصوف بولے کہ امیر المومنین کے خواب کو جب تم معتبر نجانین تو تمہارے خواب کا کیا اعتبار پھر تو بڑھتے بڑھتے دونون
بیچ گفتگو ہونے لگی آخر بایذ بگر تو کافر تو کافر کی دھوم مچگئی تب نواب معزی الیہ اٹھہ گئے اور قضیہ کو منادیا اور ایسے ہی ایک روز سید حسین جنگ بہادر کے ساتھہ گفتگو کر گالی
گلوج کی نوبت پہنچا اسکے ہاتھہ سے نواب بیگم کی ڈیوڑھی کے السیلی اپنی فضیحتی کرلیا کہ آنکھون مین آنسو بدیار رونے کی صورت بنا کے چپکا ٹل گیا اور ایک روز اسکی مجلس مین نجوم
کی ذکر نکلی تو مولوی بہبر علی نے کہا کہ نجوم پر اعتقاد رکھنا شرک ہی پھر اسپر ملا علی قاری کی سند بھی بیان کیا تو وہ کفر مجسم یعنی فرنگی محلی بولا ملا علی جھک مار کے کہا یا وہ کافر ہی
پھر تو دونو مین گفتگو بڑھی فرنگی محلی آستینان چڑھا کہنے لگا کہ ابے دیکھہ تجھے کیا کرتا ہون تب بہبر علی کہنے لگے خبردار تجھکو مستر ملیٹ کے یہان کھوا کے بیٹھہ پھرواونگا
سبحان اللہ فرنگی محلی کیا ایماندار شخص ہی کہ اپنی بات کے خلاف کسی عالم کے قول کو پایا تو اسکو کافر کہہ بیٹھتا ہی اور کیا حیادار ہی کہ مر نہین دنیا اعلا سے فضیحت و رسوا ہو
کرتا ہی یہہ تو عالم نہین بالکل بیحیا ہی بلکہ بیحیائی کے علم کا مولانا کہا جائے کیون نہو خاندان فرنگی محلی کو عزت بخشا اور مولانا اور مولوی علاء الدین کے نام کو روشن کیا سپوت ہوئے
کپوت ہوئے اور کئی بار سید حسین جنگ بہادر سے بطور مسخری کے کہا ہی کہ اگر یزید حسین کو قتل نکرتا تو تم لوگ یہہ سر و سینہ کا درد کہان سے پاتے اس بات کو نواب کو تا ایک غلام
غوث خان بہادر کی ڈیوڑھی کے بھلے آدمی اور شاگرد شقیقہ وغیرہ سب نے مین پا یہہ تو شمر زادہ ہی کہ یزید کو اہلبیت کا محسن جانتا ہی اور جب کلکتہ سے تقویۃ الایمان کی صحت پر فتوی
بیالیس عالمون کی دستخط و مہر سے چھپا ہوا آیا تو اسنے اقا ون کے ایما سے ایک جمعہ کو منبر پر تحقیہ کردہ فتوی ہاتھہ مین لیا اور اسکا الکانا مکا مولوی شہاب الدین حقیقت مین حجاب الدین
منبر کے نیچے تفسیر کبیر اور تفسیر مولانا شاہ عبد العزیز کھولے ہوئے ہاتھہ مین لئے کھڑا رہا بعد از فرنگی محلی خاطر خواہ جو بکتا تھا سو بک کر کہنے لگا کہ اس فتوے مین سندان لکھکر جو عمدہ
عمدہ کتابون کا حوالہ دیا ہی سو غلط ہی دیکھئے تفسیر کبیر اور تفسیر شاہ عبد العزیز کا حوالہ دیا سو ان مین ایسا لکھا نہین ہی فقط بہتان و افترا کیا ہی اور ورقان الٹ لوٹ کے صفحون پر
انگلیان رکھہ رکھہ کے دکھلاتا اور اسکا چیلا حجاب الدین بد کور بھی حق کو چھپا کے گروجی کے موافق ہان کیا کرتا اور حالانکہ وہ تمام سندان حوالہ کے موافق انہین کتابون مین موجود
ہین جاہلان جو اسکے چیلے چپڑے ہین انکو تو حقیقت حال کچھ معلوم نہین پھر کیا تو چھپنا نہایت خفتی و فخر سے کہنے لگے کہ ہمارے گروجی نے ایسے بڑے فتوے کو ایک باتمین رد کر ڈالا اور سندان
جو ان سندونکو جانچنے والے تھے اس ڈھونگ کو تھوکنے لگے اور انکار صریح دیرتنا کہ ہو کہنے لگے سبحان اللہ دوست دزدی کہ بکف چراغ دارد یہ بعد اسکے اس جلسے مین جو تھے کے شاہ منید طرفدار
بھی ان سندونکو حوالے کے مطابق انہین کتابون مین پا کر طرفداری سے باز آئے لیکن نا منجانب نے جو کہا تھا کہ کلکتے کے علما دو چار بھی تقویۃ الایمان کی صحت پر گواہی دین تو مین اسکی طرف
ہو جاؤنگا سو باوجود اتنے عالمون کی گواہی کے اپنا عہد وفا نکئے حالانکہ وفا بعہد بریج لیل ایمان کی ہی اور ایک روز وہ دشمن سادات یعنی فرنگی محلی دستر خوان پر غلام مرتضی خان
بہادر اعتضاد الملک کے بیٹھے جو کھانا کھاتا تھا اسوقت غلام جیلانی خان و شرف الامرا بہادر اور کئی لوگ بھی موجود تھے اتفاقا کسی حاضرین مجلس سے فرنگی محلی سے پوچھا کہ سید محی
الدین بادشاہ صاحب شیخ حیدر آبادی کون ہین سو آپ جانتے ہو فرنگی محلی نے کہا ہان جانتا ہون کہ سید نصاحب نامی ایک بزرگ کے نول مین تھے سو نکالے پالک ہین غوث
الاعظم کی اولاد سے نہین ہین جب یہہ خبر اس بزرگ کو پہنچی تو فرنگی محلی سے وہ بزرگ پوچھے کہ آپکو میرے نسب کی تحقیق کہان سے ہوئی جو ایسا کہتے تب فرنگی محلی جھٹ سوگند کھا کے کہا
کہ مین نے نہین کہا اور جب یہ عمر سید اعظم کی اور دوسرے علمائے دیندار کی اور سادات کہان کی کرچکا اور توبہ لینے کی خدمت مین بسر و چشم انتہام کلی کا لا ایا تب وقت ما نعلم سمجھہ کے بدر الدولہ
مفتی محکمہ کو واسطے سے نامنجانب کو عرض پیام کیا کہ میرا تقاید بخاب فرماوین نہین تو وطن جاتا ہی رخصت دین نامنجانب نے برخلاف فرنگی محلی کے مقصود کے کہا کہ بسم اللہ رخصت

ہی فرنگی محلی بہت مایوس ہوگیا پھر یہہ خبر نواب بیگم نے سنی تو فرنگی محلی سے تعرض کی کہ بے اطلاع میرے تم رخصت کیوں چاہتے ہو فرنگی محلی بہت انکار کر گیا کہ مین نے ایسا پیام نہین دیا تھا
مفتی بدرالدولہ نے اپنی طرف سے لگا دیا ہی اور ادھر مفتی بدرالدولہ کو پیام بھیجا کہ مین نواب بیگم سے ایسا بولا ہون آپ بھی مجھے بچالین بل بے تیری جرات میان فرنگی محلی
سچے اور سچی قسم کھانیوالے ایسا ہی کرتے ہین اور چند روز کے آگے یہہ فرنگی محلی بعد نماز جمعہ کے جو سنو بعضے لوگ سنت و نفل نماز مین مشغول تھے ابو المعالی بازاری کے تحریک سے
بہت سے لوگون کو جمع کر منہہ برسنے کے لئے نماز استسقا کے عوض مین بطور اجتہاد کے مخترع بے ہنگام کر سر بکاسات بانگ دیا تب متولی مسجد کا ان دونونکو خوب ڈانٹا بلکہ تکفیر
کی نوبت پہنچی اور وے دونو متولی کو لعنت ملامت کرنے لگے غرض باہمدیگر تکفیر کی دھوم مچگئی اور اس تکفیر کے بازار مین متولی اپنے پیر کی بھی تکفیر خرید کر بیٹھا کیونکہ وہ بھی ابو
المعالی بازاری کی شراکت کا سودا رکھتا تھا غرض حسب الحکم نایب مختار کے موافق حکم شرع کے فتوی لکھا گیا تب مجتہد اول و ثانی و قاضی بلدہ وغیرہم سب اپنے مہران کر دیے
کچہ عبارت بھی اپنے اپنے ہاتھ سے لکھدیئے کہ یہہ کام ضلالت کا ہی مگر فرنگی محلی مہر نکر کے کہا کہ اگرچہ یہہ فتوی جو منع اذان پر ہی سو صحیح ہی لیکن مہر کر دینے سے میری بڑی
رسوائی و بدنامی ہی کیونکہ یہہ بدعت مجھہ سے ہوئی ہی یارو عالم دیندار کا تو یہہ کام نہین کہ حق بات کو چھپاوے اور اپنے کئے کی پاس سے فتوی صحیح پر مہر نکر دیوے ابھی دلی
دور ہی اس کفر اہلبیت اور مومن کو دینداری سے کیا نسبت دیکھئے ایک روز نایب مختار کے حضور مین کہا کہ دو بزرگ ایک طریقے کے تھے ایک کی تو عادت یہہ تھی کہ ہمیشہ تمامی اولیاء
اللہ کو سیان بگ کہ جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو گالیان دیتے تھے اور دوسرے بزرگ بڑے مودب تھے اتفاقا خشک سالی ہوئی تو لوگ منہہ برسنیکے لئے بزرگ مودب سے التجا کر کے
اپنا مقصد نہین پایا بعد گالیان دینے والے بزرگ سے التجا کئے تو آسمان پر ابر خوب ظاہر ہوگیا لیکن برسا نہین پھر وہ بزرگ اپنی جوتیان آسمان کی طرف پھینکنے لگے تو دیر وقت کے بعد
منہہ برسنے لگا نایب مختار نے پوچھے کیا جوتیان ابر کو مارے تھے فرنگی محلی بولا ابر کو نہین خدا کو اور کیا دیکھئے بزرگون کو خدا کے ساتھہ ایسا ناز ہوتا ہی نایب مختار اس بات کو
باور کئے یا نکئے سو خدا کو معلوم ہی یارو لعنت کرو ایسے عقیدے پر اور ایسا کہنے والے پر اور اسکو باور کرنیوالے پر اب کہو ایمان دار رو و انصاف کو یے سب باتان جھوٹھہ مین یا سچ بھلا طریقہ
محمدیہ والے غریبان ایسے بدعقیدہ والے سے کیا مقابلہ کر سکینگے کہ انہوں کا عقیدہ تو موافق قرآن و حدیث اور کتب عقاید کے ہی اور وہ بدبخت اپنی خاطر خواہ نفس کو جو بھی عقیدہ
بن ہی اب اسکو مانا تو کفش ہی سے منایا چاہیئے وہ تو قدرت غریبون کو نہین بس اللہ ہی کو سونپ دیا چاہیئے کہ وہ سب بھلی بری کا جاننے والا ہی سوا ان باتون کے
وعظ مین جو جہلات جھوٹھے قصے کہانیان و مسائل بکتا ہی سو لکھوں تو ایک دفتر عظیم ہو جاتیگا روشن فرا جون پر مرا جل خوب روشن ہی کچہ احتیاج بیان کی نہین
جب علمائے نامدار کے اوصاف ایسے ہوں تو بے نام عالمون کی صفتان کیسے ہونگے سو قیاس کر لیجئے چنانچہ ایک شیخ بچہ کا ابو المعالی بازاری نے ان کے مقدمے مین ایک جعل خط
نایب مختار کو لکھا تھا اور وہ خط متولی کے پاس تھا سو اسکی عبارت بجنسہ یہہ ہی بسبب گرانی نرخ غلہ و کشش باران غریبان و مسکینان بخیال اینکہ ہنوز این حالت آیندہ
چگونہ باشد ہراسان گشتہ آل نبی صاحب بمقام نبی صاحب قرار داده التجا کردند لہذا حکم نمود کہ ہمہ مردم جماعت صف کشیده بعد نماز جمعہ و بعد ہر وقتی اذان باید داد
درینصورت متولی اعظم نواز خان مانع الخیر گشت و گفت کہ نواب صاحب در غضب می آیند و منع میفرمایند و میگویند کہ در مسجد چرا عمل عال میکنید و اذان در آنوقت
باید داد کہ مردمان جانوران بمیرند الخ دیکھئے کہ اسنے اپنے کو سید بنایا ہی حالانکہ اسکے وطن کے لوگ یعنے جالنے کے باشندے کہتے ہین کہ اسکا باپ شیخ تھا اور انگریز کا نشتربان
لعنۃ اللہ علی خارج النسب و لعنۃ اللہ علی داخل النسب اور اس عبارت جہلہ سے کیسی اسکی جہالت و حماقت پائی جاتی ہی اور اپنے کو تو نبی بھی ٹھہرایا ہی ..... اور کبھی کہتا ہی
کہ نبی تو کیا بلکہ ولی کو بھی ہم سجدہ کرینگے ایسی ہی باتون سے جاہلون و گنوارون کو کشونمین پر صوفی بن گیا ہی اور تکھیان چولیان کے سود کے خور مین نایاب پاؤ ہے سو کہا ہی آیتون
اور حدیثونکی معنی جو مین آئے سو بیکار کر کے لوگون کو گمراہ کر دیتا ہی چنانچہ قل انما انا بشر مثلکم کی معنی جو لکھا ہی سو بجنسہ یہہ ہی کہ اللہ نے کہا مین جلی نسان
سر بکا ہون تب یون کہا محمد رسول اللہ کون انتہی نعوذ باللہ منہا یہہ تو صریح کفر ہی قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اذکرکم اللہ فی عترتی اس حدیث شریف کا معنی
اپنی کتاب ہندی مین یہہ لکھا ہی یعنے فرمائے نبی صاحب نے کہ معلوم کراتا ہون تمکو کہ اللہ میرے فرزند و نمین ہی انتہی حالانکہ صحیح معنا اس حدیث شریف کا یہہ ہی کہ فرمائے
رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یاد دلاتا ہون تمہین اللہ تعالی کو میری اولاد کے بابمین یعنے میری آل کا حق ادا کرنے مین اللہ تعالی سے ڈرو دیکھئے اس معنی کو کس طور سے بدل کے

ابو المعالی کے اوصاف و عقاید

مصاحب سے بھی بڑھ گیا نعوذ باللہ کی پناہ افسوس ہے ایسے کی مہر بھی قابل اعتبار ہوگئی تھی تو یہی ہے کہ ویسے بے دینی اشتہار نامہ پر ایسے ہی مرتد فرقے کی مہران چاہئے ہے کہ در تعمیر ابن و برانیہ
معمار چنین بایدش اور یہ دغا بازان بالکل بیکار ایک کی ایک پاسداری ایسی کرتے ہیں کہ اپنا ایمان جانے سے بھی خبر نہیں رکھتے چنانچہ محمد یار نے طالب العلم نے آیت موصوف
کی معنی کا کاغذ جو ابو المعالی نے لکھ دیا تھا بجنسہ فرنگی محلی کو دکھلاکے پوچھا ایسی معنی لکھنے والے کو کیا کہینگے فرنگی محلی دیکھتے ہی شور مچایا کہ وہ بے شک کافر ہے پھر وہ
طالب العلم بولے بھلا غور کر کے فرمائیے تو پھر کہا بیشک کافر ہے تب طالب العلم بولے ابو المعالی نے لکھ دیا ہے فرنگی محلی بولا ہاں ابو المعالی نے لکھ دیا ہے شاید کچھ سمجھ کے لکھ دیا
ہوگا اور حبیب اسلمی اور ارتضا علیخان کے درمیان نماز جمعہ متعدد مسجد میں جائز ہونیکے مسئلہ میں جھگڑا پڑا تھا اور ایک دوسرے کے رد میں رسالہ لکھا کرتا تھا تب ارتضا علیخان نے عدم
جواز پر فتوی لکھا تو مدراس کے علما باوجود وہ فتوی غلط ہونیکے اس پر اپنے مہران کر دئیے تھے وارتضا علیخان قولونمیں جو تلبیس اور مغالطہ کیا تھا سو حقیقت حبیب اسلمی نے خود
اس رد و قدح کے ایک رسالہ میں لکھ چکا ہے چنانچہ وہ عبارت یہ ہے خصوصا در بلدہ کہ علما را سوائے نفسانی دماغ بسیار پیچیدہ است و ادراک حق از ان خیلی عسیر شدہ
چنانچہ انجملہ الشہادت میکنند و بخبر امشہور میکردانند و فتوی بلا تامل داده مردم را درجہالت میکشند و تغافل و تساہل را در امور جمہ دین شعار خود ساختہ اند و مراعات
خواطر یکدیگر را پیشان است کہ از کتمان حق و نقصان دین ہیچ باک و خوفی ندارند و نادیدہ و ندانستہ دستخط و خواتم بطریق شہادت ثبت میکنند و الی غیر ذلک چنانچہ اینہم نقد حالی
است و ائمہ اکا ناشف احوال و حال آنکہ علمای عصر بیت دین حزم و احتیاط در آئین از عوام بیشتر میباید و قضات و مفتیین را نیز لازم است کہ از علماء بلد مشاورہ کنند و بعد تصویب در
امضای آن فتوی کوشند و از مضمون حدیث اجرءکم علی الفتوی اجرءکم علی النار کہ وعید شدید است در حذر باشند بحکم انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء لان العلم ہو
الخشیۃ لا کثرۃ الروایات انتہی اور دوسرے مقام میں اسی رسالے کے لکھا ہے و قول او قید روایات احتراز است از قول شافعیہ عجیب و غریب است زیرا کہ شافعیہ خود
قائل بمفہوم اند این قسم تخصیص را ہر گاہ کہ در خطابات شرعیہ قبول میکنند چرا در روایات انکار از ان خواہند و رنہ بالجملہ درین قول نیز تلبیس و مغالطہ بود و ہیچ مسا سی ہمدعا
سائل ندارد کما لا یخفی علی العالم المتدبر انتہی دیکھئے تو اسیہ فرقہ والے خود آپسمیں ایک دوسرے کی بد دینی اور حق پوشی اور تلبیس و مکر اور مغالطہ ثابت کرتا ہی حالانکہ خود بھی
وہی صفتان رکھتا ہی چنانچہ اسلمی خود ایک بد عتی بیزادہ کے لکھنے سے اخبار کو دیکھے سمجھے بلا تامل مولوی محمد حسین صاحب کی تکفیر پر فتوی لکھکے اپنے ساتھیون کے بھی مہران
کروایا اور ارتضا علیخان لکھنوی پر تمام صحیح ہی کرکے مہر و دستخط کر بعد میں اپنے سفینہ میں پھر آیۂ وما اہل بہ لغیر اللہ کی معنی میں تحریف کرکے اس فتوی کے خلاف
فتوی دیا اور اسی کتاب سفینہ میں شفاعت بالاذن لکھا تھا سو اسکو اندنو نمیں طریقہ محمدیہ والونکی ضد سے پھر بطور تلبیس و مغالطہ کے دو ورقی رسالہ شفاعت کے بابمیں لکھکے
فضیحت ہوا ہی چنانچہ یہ مقدمہ آگے مذکور ہوگا سبحان اللہ جمہور اور اجماع کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں مصرع ای طبل بلند بانگ و در باطن ہیچ
اور بڑے نامور جاہلان جو اشتہار نامہ مذکور پر مہران کئے سو انکا حال یہ ہی کہ قبرون پر سیر تلوار رکھکر اپنے علاقہ دارونکو حکم کرتے ہیں کہ قبر کے پاس سجدہ با ندھکر جانا اور ادب بجا لانا
ظاہر ہی کہ شرع میں تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مطہر و مقدس پر ادب بجا لانیکا بلکہ رکوع کا حکم نہیں لیکن معاذ اللہ یہ کونسے نبی کے امتی ہیں سو معلوم نہیں ہوتا
اور چھلیا یا چھیتی کے رسم کے روز ادھر سے بہن یا چہتی ہولی لیکے تو ادھر بھائی رتھ بناتے ہو سامنے جاتے اور چھیتی کے دن جو لکھ پھر اور اعتقاد کرتے کہ چھیتی اس دن بچے کی تقدیر
لکھتی ہی اسلئے اسکا پاس بھر لوا بدنے بھوتے ہیں تقدیر نیک لکھا وشادی بیاہ و رتول و مقرر کے کامونمیں ہندو نکے رسمان کرتے او کوئی کام یا رسم شروع کرنے جامیں تو یہ سمجھ
کو نام الغیب جا بکر دے حکم انکے نہیں شروع کرتے اور شگون بد و نیک لیتے جیسے آتے حالانکہ یہ کام کفر اجماعی ہیں اور عرسو نمیں روشنی کی تھا تھ اور مکلل غلاف وغیرہ کی بد
بد عتان بے شمار ہوتے اور قبر جو عبرت لینیکی جگہ ہی سو ایک عالم کا تماشہ گاہ بن جاتا او وہاں بہنتان و مردان بیج اپنے دلونکے اور مقصد ونکو پا کے عرس کرنیوالون کے حق میں دعا
خیر کرتے یار اگر پوچھو تو عرس کرنیوالونکو یہی بڑا فائدہ ہی اور محرم وغیرہ کسی قسم کی بدعت منکرہ نہیں چھوڑتی بلکہ بدعتون کو سب وقت بیٹے اور گھوڑے اور ہاتیون اور
اور فوج اور دشمن سے مدد کرنیکی کاروائی عید و غیرہ بھی اپنے علاقہ دار کا مقبرہ میں غیرہ گان سب جرنیل سے کمک فرماتے اور بڑی بڑی جہت ون سے سرفراز کرتے میوہ
تحفہ ہدیہ بھیجا کرتے انکی سرکی تعظیم و توقیر بجا لائے اگر سب رذیلے جیسے جوال رسول مقبول میں ان یا نو نہیں ادموان حسب مجاہدہ تو بعض مسلمانو نمیں شمار کئے جائے فقط انتہی وغیرہ

رکھکر کفر و بدعت کے کام کر کے محب رسول کہلاوین تو کیونکر ہو سکے چنسبت خاک را با عالم پاک سبحان اللہ یہہ تہہ اور یہہ عوام ہات یہہ ہی کہ بمبی بے تنبیہ نامے میں لکھے ہوئے ہیں اور یہہ
لوگ تیجہ را کے مریدان او رجوسی بھمونکے پیروان اور کافرون کے بھاد مان مین حقیقۃ القرآن مین لکھا ہے کفر کی مدد کرنا یا شریک ہونا یا مشابہت پکڑنا کفر ہے او ریہہ حدیث
شریف مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت مین ہے عن ابن عباس قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد
والسرج یعنی کہا ابن عباس نے لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتون پر جو زیارت کرنیوالی قبرونکی ہین اور لعنت کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مردون
کو جو لیتے مین قبرون پر سجد اور لیتے ہین قبرون پر چراغون کو اور یہہ حدیث اسی کتاب کے باب الکہانت کے پہلے باب مین لکھی ہے عن حفصۃ رضی اللہ عنہا قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرافا فسالہ عن شئی لم یقبل لہ صلوۃ اربعین لیلۃ یعنی ذکر کئے بی بی حفصہ کہ نقل کیئے کہ فرمائے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کوئی کہ جاوے کسی فال بولنے والے پاس پھر اس سے کچھ پوچھے تو نہین قبول ہوتی اسکی نماز چالیس دن او ر رات کی روایت کئے اسکو
مسلم انتہی اور احادیث و کتب عقاید مین لکھا ہے ان تصدیق الکاہن فیما یقولہ من الغیب کفر یعنی کاہن جو غیب کی بات کہتا ہے سو اسکو باور کرلے تو کفر ہے انتہی اور
مسیح الانہر مین خلاصہ سے لکھا ہے من اھدی بیضۃ الی المجوسی یوم النیروز کفر یعنی جو شخص کہ ہدیہ لیوے ایک انڈا مجوسی کو نوروز کے روز کافر ہے انتہی اور شیخ عبد الحق
دہلوی محدث مشکوۃ کے ترجمہ مین باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھے ہین قال قال رسول اللہ گفت ابراہیم بن میسرۃ از تابعین است کہ گفت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ کسیکہ تعظیم و تبجیل کند خداوند بدعت را فقد اعان علی ھدم الاسلام پس بتحقیق مدد میکند بر ویران کردن دین اسلام چہ در
توقیر وے استخفاف و استہانت سنت است و این میکشد بویران کردن بنائے اسلام بہمین قیاس در توقیر و تبجیل سنی بادانی بنای اسلام خواہد بود بسبب تعظیم و ترویج
سنت رواہ البیہقی فی شعب الایمان انتہی جب بدعتی کی تعظیم کرنیوالا اسلام کی بنا کو ویران کرنیوالا ہو تو پھر خود بدعتی و بدعتیون کا مددگار کیسا ہو گا سو ظاہر ہے اور
باب الصید والذبائح مین لکھے ہین لعن اللہ من اوی محدثا لعنت کند خدا کسی را کہ جا دہد و پناہ دہد و حمایت کند مبتدع را کہ در دین چیزی پیدا کند کہ در اصل نبودہ است
و خلاف سنت و مغیر آنست انتہی علاوہ یہہ جن مسلمانون مین یہ سب باتان علانیہ جمع ہین سو وے کسقدر بے شرم ترین ہونگے معاذ اللہ یہہ حدیث صحیح مسلم و غیرہ مین ہے عن
ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان
لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے جو شخص تم مین سے
کسیکو بدی کرتے دیکھے تو چاہیئے کہ اسکو ہاتھ سے تغیر کرے یعنی منع کرے پھر اگر ہاتھ سے منع نکر سکے تو زبان سے منع کرے پھر اگر زبان سے بھی منع نکر سکے تو اسکو دلمین
دشمن جانے اور معلوم کرے کہ دلمین دشمن جاننا یہہ چھوٹا مرتبہ ایمان کا ہے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہاتھ اور زبان کے منع کرنیسے عاجز ہووے اور دلمین بھی دشمنی نہ رکھے
تو اس شخص کو ایمان سے ذرا بھی حصہ نہین ملا باوجود اسکے کسی نے انھون کی تکفیر کرنے اور انھون کو دشمن جاننے کی تو کیا ذکر تو یہ بھی نہین کیا بلکہ کمال رسوم سے بری تعظیم بجا
لائے اور انھون کو بہتر و بیدار و محب رسول جانتے خوشامد کے باتین کر کے شادی بیاہ اور ماتم و غم مین انھون کے شریک بنے اور مٹھائیان خوب چکتے نفس کے لئے کو خوب جھکا مگر
آل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت حقیر و ہیچ جانکے اپنے جہل و بھولے او ر فساد دینی کو بہی ہونے سے تمام انکی تکفیر کر سمجھے آفرین ایسی محبت رسول او ر مسلمانی پر جب ایسے ہو
تب ایسے ہو او ر اشتہار نامہ مذکور پر جہان کئے سو شایخان بدعت شعار و ایمان زد کا حال تو اظہر من الشمس ہے کہ کہتے مین کہ معرفت کی ایک بات ہے جلدی ہے جاریہ اگر
تو سمجھی چاہین جیسے چاہین اپنی حاجتین مانگ لین یہ سب منع کرنا شرعی ظاہر کے ہین معاذ اللہ یہ تو صاف کفر ہو جاتین کیونکہ قرآن و احادیث کی باتون کو بے اصل
جانکر سنتے ہمالدار ... قرآن و احادیث مین جو مروی و وارد مین ہوا اسکے مطابق سارے ائمہ ظاہر و باطن کے اپنی اپنی کتابو نمین بامر و نہی کے ہمارے عمل کے لئے لکھ چکے
اور اسی کے مطابق آپ بھی عمل کرنیسے ولیاء کمل او ر اقطاب ابدال اوتاد و افراد ہوگئے کچھ باتون او ر گیتون سے ان نعمتونکو نہین پائے ولیاؤنکے تذکرون
کی کتابان او ر فتوح الغیب و غیرہ دیکھین تو معلوم ہو جائیگا کہ کسقدر احکام شرع پر مستقیم و جان نثار تھے نہین تو وے بزرگان ان مرتبون کو ہرگز نہین پہنچتے اور

ارشاد الطالبین میں مرقوم ہے کہ گفت ابو القاسم نصرآبادی اصل التصوف ملازمت کتاب و سنت و ترک ہوا و بدعت و ترک ارتکاب رخصتہا و دیلا سنت انتہی معہ
علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎ خلاف پیمبر کسی رہ گزید، کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید، مگر یہ بدعتیان گمراہ جو شرع کو ہیچ سمجھتے ہیں سو قرآن احادیث اور ظاہر باطن کے اماموں
اور مرشدوں کے قول و فعل کے منکر ہو کر خسر الدنیا والآخرہ ہوئے انہوں کو توحید و معرفت سے کیا نسبت کام صوفیہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم میں یہی لکھے ہیں کہ محمد
علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق بلا واسطہ اور مظہر تام الہی ہیں باقی سب بواسطہ آپکے مخلوق اور مظہر ناقص ہیں انا من نور اللہ وکل شیء من نوری اور لولاک لما
خلقت الافلاک کے یہی معنے ہیں مگر کوئی یہہ نہیں لکھا کہ عالم الغیب اور عالم کے مالک متصرف ہیں اور خدا کی صفات مخصوصہ میں شریک ہیں خدا کیساتھ اولیا ذکر کہ
بلکہ خدا کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں کرکے کہتے ہیں چنانچہ امام شعرانی کتاب مختصر فتوحات میں شیخ العارفین شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ جنکے کلام کی سند تمامی وحدت
الوجود والے لاتے ہیں اور انکو اپنا امام جانتے ہیں سب طرح سے انکے تابع ہیں لکھے ہیں اذا کان مبدع الاول الذی ہو الحقیقۃ المحمدیۃ عندنا والعقل الاول
عند غیرنا لا مناسبۃ بینہ و بین ربہ فکیف بما بینہ و بینہ واسطۃ فافہم یعنے جب مبدع اول جسکو ہم حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور فلاسفہ عقل
اول بولتے ہیں نہیں کچھ مناسبت ہے درمیان اسکے اور درمیان رب کے پس کیونکر مناسبت ہو گی اسکو جو درمیان اسکے اور درمیان اللہ کے واسطے ہو وہیں انتہی اور اسی کتاب
کے دوسرے باب میں لکھے ہیں قد ثبت عندنا انہ لا مناسبۃ بین الحق تعالی و بین خلقہ بجنس ولا نوع ولا شخص یعنے تحقیق ثابت ہوا ہمارے پاس
نہیں کچھ مناسبت درمیان حق تعالی کے اور درمیان مخلوق اسکے جنس میں اور نوع میں اور شخص میں انتہی حاصل اسکا یہہ کہ کسی جہت سے مخلوق کو خالق کے ساتھ کسی چیز میں مناسبت
نہیں ہے سو اسکے ویسے گمراہ اپنے مریدوں سے سجدہ لیتے اور اگر کوئی مومن تحریم کرکے مثلیہ السلام علیکم جو سنت ہے کہا تو ناخوش ہو کے کہتے دیکھو کیسا بے ادب ہے تسلیم نہیں
کرتا شاید مولوی محمد علی کا مرید ہے والحمد للہ السلام علیکم کہنا علامت طریقہ محمدیہ والوں کی ہوئی اور تسلیم کرنا جو شعار دندوت کا ہے علامت انکے مخالفوں کی ٹھہری
اور اگر کوئی مومن شرک و بدعت کے کام چھوڑ دیوے تو فریب شیطانی دیتے کہ تمہارے بزرگان جو مسلمان تھے وہ تو یہ کام کرتے تھے اب تم نئے مسلمان بنکے ان کاموں کو ترک کرتے سو شاید
انکو کافر جانتے ہو یارو معاذ اللہ یہہ کیا بات ہے شاید انکو معلوم نہوگا اس لئے کئے ہونگے اللہ تعالی غفور رحیم ہے بخش دیگا یا بیشتر از مرنیکے توبہ کئے ہونگے اور مسایل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
علیہ کے خلاف ابو یوسف وغیرہ رحمہ اللہ علیہم کئی مقام میں فتوی دیتے ہیں اور اسی پر فتوی ہے پس ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عاصی کہینگے معلوم ہوتی ہے کہ یہ مردودان اماموں پر
بھی ایسا ہی قیاس کرینگے انکا تو وہی مثل ہے کہ باندر آپ خراب ہو خراب بن کو بھی خراب کیا اور ذکر کے بدلے مردم اپنے باپ دادوں کے نسب و حسب کی جھوٹھی بزرگیوں کی لاف مارنے
اور دوسرے فرقوں کی اہانت و تکفیر اور غیبت کرنے میں صرف کرتے ؎ بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی : کہ درین راہ فلاں ابن فلان چیزے نیست : اور فکر کے عوض میں ہر آن
ایک دوسرے کا حق تلف کرنے اور جبہ نکال لینے پھینٹا اتارنے تسمہ کاٹنے فقیری اڑا دینے خلافت چھیننے کسیکے مرید کو پھیر لینے کسی پیر کو کھوٹے گھاٹ کے اپنا مرید بنا لینے
یا اپنے میں سے کوئی موافق شرع کے اگلے اولیاء اللہ کے پیر کا چلا تو اسپر انواع و اقسام کے بہتان کرنیکی فکر میں رہتے اور نجوم و رمل اور فال کے وسیلہ سے جاہلوں و نادان عورتوں کے
مال ٹھگنے کیلیے چھاننگے اور غیب دان اور سانچے پیر بن جاکے اپنی بزرگی جتانے اور انہوں سے اپنے نام کی نذر ان مانگنے کو مرتبہ ولایت سمجھتے اور آتش بغض و حسد میں جل بل خاک
سیاہ ہونیکو عشق الہی جان لیتے اور گانجے کے دم کے دھکوں کو درد عشق حقیقی سوجھتے اور پند و وعظ کے بدلے لوگونکو ہنسی کھیل میں اور رنگت گت میں لگاتے اور تسخیر عملیات کے
اپنے افعال نفسانی اور اعمال شیطانی ادھر ادھر کے جھوٹھے کہانیاں قصے لاکے دینداروں سے جھگڑتے اور شرک بدعت کے کاموں کو منع کرنیوالوں کے دامنگیر ہوکے توں
کے پیر کا عرف کرتے اور گنجفہ کی تصویر کو پیر کا برزخ تصور فرماتے اور چوپر کی نرد دعا کھیلنے کو طی منازل و مقامات گنتے اور شطرنج کی چال کو سلوک الی اللہ سمجھتے اور اپنے
آبا و اجداد کی قبروں پر روشنی و نذر کی سعی و کوشش کرتے اور کیخیاں بچواتے اور طرح طرح کے شرک و بدعت کے کام بجا لاکے اپنے مریدوں اور جاہلوں کو قبروں پر جھکا کر بوسہ دلواتے
تسلیم و سجدہ کرواتے اور قبروں پر عود دان کھینچتے عود کی راکھ کو سرمۂ چشم ایمان جانتے اور مدینوں پر گوشت حرام سمجھنے کو اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجھتے اور چار ابرو کی
صفائی کرکر ملحد کی صورت بنا فقیر بنانیکو عین توحید جانتے اور اس ملحد کو موحد کہتے اور رسول نما فقیر کی حقارت کر کے برتنے کے وقت ہاتھ سے ساقے سے ندیتے اور اپنے ملحد

فقیر کے برابر نہیں سمجھتے واہ کیا پاک عقیدہ اور طریقہ ہے کہ جنکے امتی کہلاتے ہیں انکے فقیر کی ایسی حقارت کرتے ہیں طرفہ یہہ ہے کہ آپ ایسا بد طریقہ رکھتے ہوے طریقہ محمدیہ
والوں کو کہتے ہیں کہ جنکا عقیدہ و بیعت لینا اور فقیر بنانا وغیرہ کام موافق حکم رسول مقبول کے اور مطابق اگلے اولیاء اللہ کے سررشتے کے ہیں کہتے ہیں کہ یہ لوگ بے طریقہ
ہیں واہ کیا غضب کی بات ہے کہ طریقہ محمدیہ والے بے طریقہ ہوے اور طریقہ شیخ نجدیہ والے طریقہ والے ہو گئے سبحان اللہ پیران حق ایسے ہوں تو ایسے ہوں اور مریدان جو بد
عقیدہ ہوں تو ایسے ہوں ظاہر ہے کہ صوفیہ کرام کا تو ایسا بد عقیدہ طریقہ نہ تھا پھر معلوم نہیں یہ طریقہ کسکا ہے شیخ کا ارشاد ہے شاید شیخ نجدی کا ہی کچھ ہو گا اور ان لوگوں کو
یہ سب باتیں راست ہیں یا دروغ حدیث شریف ہے عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع فی امتی من امر الجاہلیۃ
لا یترکونهن الفخر فی الاحساب والطعن فی الانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ یعنی ابی مالک الاشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ
علیہ وسلم چار خصلت ہیں میری امت میں کام جاہلیت سے کہ نہیں چھوڑینگے انکو ایک تو فخر و مدح کرنا باپ دادے و اپنے حسب میں دوسرا طعن کرنا اور عیب پکڑنا لوگوں کے نسبوں
تیسرا طلب کرنا مینہ کا ستاروں سے چوتھا نوحہ کرنا دکھ میں انتہی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد
تفسق ومن جمع بینهما فقد تحقق یعنی جو کہ صوفی ہوا اور علم فقہ نجانا پس تحقیق وہ زندیق ہوا اور جو فقہ جانا اور تصوف نجانا تو تحقیق بے معنی یا بیگانہ ہوا اور
جو کہ دونو کا جامع ہوا پس تحقیق ہوا انتہی یاروں اس سے صاف معلوم ہوا کہ تصوف نجانے تو کمال ایمان کا جاتا ہے لیکن جب علم شریعت نجانے تو اصل ایمان جاتا ہے
اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ملفوظات میں فرماتے ہیں تفقہ ثم اعتزل یعنی اول علم شریعت کا سیکھ لے بعد از گوشہ اختیار کر اور اسی میں فرماتے ہیں
کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فهو زندقۃ یعنی جو حقیقت کہ شریعت اسکو رد کرے پس وہ زندقہ ہے انتہی اور شیخ عبد الکریم جیلی قدس سرہ کتاب انسان
کامل کے مقدمہ میں فرماتے ہیں شریعت اصل ہے اور حقیقت اسکی فرع ہے اور مولوی باقر آگاہ ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں کہ بحضور سید الطایفہ جنید بغدادی نقل
کردند کہ اینجا جماعتی ہست کہ میگویند ما بحق واصل شدیم مارا العبادت حاجت نیست فرمودند آری واصل شدہ اند لیکن بدوزخ و نیز سید الطایفہ جنید بغدادی فرمودہ
ہر کہ حفظ قرآن نکند و حدیث ننویسد اقتدا کردہ نشود بوی درین امر زیرا کہ علم ما مقید است بکتاب و سنت و صدیق از دو کون آزاد ابو حفص حداد فرمود ہر کہ وزن
نکند افعال و احوال خود را در ہر وقت بمیزان کتاب و سنت پس شمار مکن و را در دفتر رجال انتہی حدیث شریف رواہ الدارمی عن ابی ذر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من شر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ عالم لا ینتفع بعلمہ یعنی روایت کئے دارمی ابی ذر سے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تحقیق کہ سب سے بدترین آدمیوں میں سے نزدیک اللہ تعالی کے ازروے قدر مرتبے قیامت کے دن وہ عالم ہے جو فایدہ نہیں دیتا اپنے علم سے و عمل نہیں کرتا اسپر انتہی اور
جاہل لوگوں کو بے سبب ترے گوارا ان وعظ و نصیحت سے تنبیہ کرینگا تو کیا ذکر بلکہ واعظوں پر ہنستے اور طعن تشنیع کرتے چنانچہ بہت دنکے آگے مولوی علی احمد صاحب قدس
سرہ وعظ تو کہتے تھے کہ دیکھو صاحبو انکی طرف سے کنجڑے بھٹیارے قصاباں وغیرہ السلام علیکم کہکے ہمارا تمسخر کرنے لگے اور بعد اسکے مولوی آدم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد
میں وعظ کیا کرتے تھے سو وقت میں قاضی ہاربل کے بد بزرگوار مصطفی علیخان قاضی صدر کورٹ نے کہا تھا کہ یہہ کیا گر گرا لگایا ہے ویسے بد اکنے دھوم مچایا ہے چنانچہ
یہ بات لوگوں پر مشہور ہے حال میں تو قاضی ہاربل بھی بحکم الولد سر لابیہ وہی صفت لائے بلکہ ازید ہوئے کہ سید واعظ جلیل القدر سکر قوال علمان کہ جنسے ہزاروں
مسلمان ہدایت پائے اور کفار اسلام سے مشرف ہوئے سو انکی تکفیر کر چکے اور یہہ حدیث حذیفہ سے کتاب ابن ماجہ میں لکھا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل
اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعرۃ من
العجین یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول نہیں کرتا خدا بدعتی کا روزہ نہ نماز اور نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ توبہ نہ فدیہ اور وہ خارج ہوتا ہے اسلام
سے جیسے خارج ہوتا ہے بال گوندھے آٹے سے انتہی اور تفسیر فتح العزیز میں سورہ بقرہ کی تفسیر کے بیچ بیان اقسام نفاق کے نویں یا پانچویں صفحہ کے درمیان میں مرقوم ہے سوم آنکہ بسبب کثرت
گناہان رسیدن اثر خطایا و اولاحت دنیا و اجتماع اخلاق بد ایمان ایشان بعمور شود و نہایت ضعیف گردد بحدیکہ اتباع حضرت دنیا بر مضرت حرمت توانند کرد و منفعت

آخرت را بمنفعت دنیا ترجیح تواند داد پس در حقیقت این فرقہ ہم ایمان ندارند زیرا کہ مقصود از ایمان علو ہمت است یعنی دنیا و لذائذ نفسانیہ بنظر وے ہیچ نیاید و رضیات الٰہی و درجات
عالیہ عادت ہمت و این قسم ہر چند تصدیقی دارند اما تصدیق بغایت ضعیف کہ در علو ہمت تاثیری ندارد و قاعدہ مقررہ عقلیہ است کہ الشیٔ اذا خلا عن مقصودہ لغا پس
تصدیق ایشان لغو محض گردید و بودن و نبودن نزد شرع برابر شد و بر ہمین مراتب سہ گانہ اتفاق آیات و احادیث مختلفہ را منطبق باید ساخت مثلاً ان المنافقین فی
الدرک الاسفل من النار و ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم و اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ مذبذبین بین ذٰلک
بیان حال مرتبہ اول و دوم است و منھم من عاھد اللہ الی آخرہ بیان حال مرتبہ سوم و آنچہ در حدیث صحیح وارد است کہ آیۃ المنافقین ثلث و ان صام و صلی و زعم
انہ مسلم اذا حدث کذب و اذا عاھد غدر و اذا اؤتمن خان نیز بہمین مرتبہ محمول است انتہی کیونکہ بارو یے علما اور مشایخ وغیرہم کے اوصاف معلوم ہو چکے ہیں بے
بدنفسان نے ان اعمال و افعال سے بھی ساتھ آیات و احادیث مذکورہ کے رو سے اسلام سے خارج ہو بھلا یوب نے اپنے خیر المراد کی شرح میں جو لکھا ہے کہ اما بعد چون زمین ملک فاسد
داوان گشت دو وقت ظہور علمائے دجالین و صین بروز فقرای بطالین است انتہی سو اب وہ لوگ کون ہیں سو سمجھ بوجھ لیجیے اور جمہور تو دیندار اونکا اعتبار رکھتا ہے
یہ جمہور ضلالت معہود نہیں ہیں بلکہ یزیدی ہیں جو جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی ٹھہرا کر انکے قتل کا فتویٰ دیئے تھے جب جمہور نہیں تو صادق نہیں آسکتا ہے پھر جسکو اجماع
کہتے ہیں سو اسکا کہاں ٹھکانا کیونکہ اجماع کو بہت شروط چاہیئے انمیں سے ایک یہ ہے جو توضیح شرح تنقیح الاصول میں لکھا ہے و اما الثانی ففی اھلیۃ من ینعقد بہ
الاجماع وھی بکل مجتھد لیس فیہ فسق ولا بدعۃ فان الفسق یورث التھمۃ و یسقط العدالۃ و صاحب البدعۃ یدعو الناس الیھا
لیس من الامۃ علی الاطلاق و سقطت العدالۃ بالتعصب السفہ وکذا المجون یعنی لیکن دوسری بات اجماع جن لوگوں سے ٹھہرتا ہے سو ان کی لیاقت
کے بیان میں ہے سو وہ یہی ہے کہ اجماع ٹھہرتا ہے اس مجتہد سے جس میں بدکاری نہو اور بدعت کیونکہ تحقیق بدکاری تہمت کو پیدا کرتی ہے اور عدالت کو گرا دیتی ہے اور بدعت کرنیوالا
لوگوں کو بدعت کی طرف بلایا کرتا ہے وہ امت مطلق میں داخل نہیں اور عدالت گر پڑتی ہے تعصب سے اور ٹھٹھول پن سے اور اسیطرح حیلے سکھایا کرنے سے اور اسی کتاب میں
لکھا ہے و المراد بالامۃ المطلقۃ اھل السنۃ والجماعۃ وھم الذین طریقتھم طریقۃ الرسول علیہ السلام و اصحابہ رضی اللہ عنھم دون
اھل البدع یعنے مراد امت سے وہ لوگ جو اہل سنت و جماعت ہیں کیونکہ انکا طریقہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور انکے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین
کا ہے سو اہل بدعت کے انتہی بھلا اب قطع نظر فسق و بدعت کے مجتہد کون ہے سو بتلا دے بالفرض اگر ایسے ہی بلیس یا بلیس نہاد فاسق و بدعتیوں کو جمہور اور اجماع ٹھہراکر انمیں
اور اس جمہور و اجماع کی تبعیت واجب جانتے ہیں تو کلکتہ کا فتویٰ مذکور جو بیالیس عالموں کی مہر و دستخط سے آیا ہے سو بڑا جمہور اور بڑا اجماع ہوا لیس اسکی تبعیت
زیادہ تر واجب ہے یارو توضیح کی عبارت سے اور بھی ایک بڑا فائدہ صحیح ہمکو معلوم ہو گیا ہے کہ جسکا طریقہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب کا ہے سو وہی امت
میں داخل ہیں لیس جو شخص کہ ان طریقوں پر چلنے والے اور ایسا چلنے کی نصیحت کرنیوالے پر اعتراض کیا سو امت محمدی سے خارج ہو گا اور بے ایماندار ویسے گمراہ عالمان و مشایخان
متفق ہو جاویں اور جیسے بڑے مکر کیا ایک بزرگ سید و عالم جلیل القدر کو کچھ بد کہکے اپنی عزت اور فخر بڑھا جاویں و عالم کو اپنے معتقد کرنیکے لیئے بہتیرا مکر کریں یا نو
گھنسیں چلو چھلا لیں جہاتی کوٹا کریں اور لاکھ طوطیہ باندھیں تمہیدیں گانٹھیں فسوں پڑھیں لوگوں سے گھر گھر کریں جھولہ و قوتہ کچھ انکی عزت و منزلت نہ
بڑھیگی اور عقلمند ان کی مرید میں گرفتار نہیں ہونگے اب انکی قلعی خوب کھل گئی افسوس تھی سو بزرگی بھی اس حسد و فتور کی بدولت ہاتھ سے کھو کے فضیحت ہوا سوا
یہ حدیث شریف ہی من حفر بیراً لاخیہ فقد وقع فیہ یعنے بُرا کھودے کنواں آپ ہی ڈوبے اور دنیا میں اپنا نام نیک چھوڑے جیسا کسی مرد نے چاہ زمزم میں
پیشاب کیا تھا تو لوگ پوچھے کیوں تو نے ایسا بد کام کیا تو وہ بولا کہ مجھ کو نام کسی صورت سے دنیا میں باقی رہنا منظور تھا اسلیئے یہ کام کیا ہوں کہ قیامت تک
میرا نام رہیگا حتی تو یہہ ہے کہ خدا نے جسکو عزت و مرتبہ دیا سو ہی بزرگ بنیگا اور اسکا بدخواہ و نوحہ ہمیں سوا ہو گا سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ع چراغی را کہ
ایزد بر فروزد ؛ کسی کش پف زند ریشش بسوزد ؛ بھلا اس تابع شریعت و صاحب طریقت یعنے سید واعظ کی وہ عزت خداداد ان بدنفسوں کو ملنے کی کیا صورت

کیونکہ اسکے لئے تو اللہ و رسول کی محبت کامل چاہئے حقکو نہ چھپاوے اور عمل خالص اللہ ہے حسد و بغض سے سینہ پاک رکھے اتباع رسول مین کسی بلا و ننگ و ناموس دنیا کا لحاظ نکرے دیکھئے انھیں نعمتونکی برکت سے باوجود ایسے افترے و بہتانون کے سید اعظم جہان گئے تہان اللہ تعالی انکو معزز رکھا اور ہادی بنایا چنانچہ ہندوستان و دکھن اور کرناٹک کے نرسیاپور و سیکاکول اور راجبندری وغیرہ مین بھی ہزارون مسلمان انکے ہاتھ پر شرک و بدعت و افعال بد سے توبہ کئے اور بیعت سے مشرف ہوا اور ان بدنفسونکا حال تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کا نام عظمت و شان کے ساتھ سنین تو دلونمین کچھاتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اتباع سے جو عین ایمانداری ہے پیچھے ہٹا کرتے بلکہ اس بات پر اعتراض کرتے ہین نام کے مسلمان کام کے شیطان لیکن ظاہر مین سر محبت رسول کے ہرکا عوام کو بہکانیکے لئے ایک بات ابلیس کی بتائی نکالے ہین طریقہ محمدیہ والے منکر محمدیہ ہین تا سنتے ہی لوگ ادھر سے پھر جاوین اور اپنے دام مین پھنسین پر یارو اس بات کو سوائے نادان ازلی کے کوئی نمانیگا اور نہ باور کریگا کیونکہ طریقہ محمدیہ والے منکر محمدیہ کیسے ہوسکتے ہین کوئی ادنی شعور مند بھی گمان نہین کرسکتا ہے کہ جنکے طریقہ کا نام خود محبت رسول سے ہو مدار رکھا ہو اور خود پایا ہی اور ایسا ہی طریقہ محمدیہ والے تو اتباع سنت کے رواج کے لئے یہہ بیچھا بلا سر اٹھاتے ہین ہان نام کے موافق مقدور بھر کام بھی کرین ہان حقیقت مین طریقہ محمدیہ کے دشمن منکر محمدیہ ہین کیونکہ اتباع سنت سے بھاگتے اور اسکی نفی از جھوٹھے قصے کہانیون کو اور اپنے باپ دادون کی سنتون کو سند گردانتے ہین خوب جاننا چاہئے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا امتی مخالف طریقہ محمدیہ کا ہرگز نہوگا کیونکہ اسمین تو کتاب و سنت کی کمال پیروی و ترویج مقدم و ملزوم ہے ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و کل اولیاء اللہ کا یہی طریقہ تھا اور اب بھی ہزارون علماء ہند و سندھ اور کابل و قندھار کا اجماع اسی بات پر ہے حدیث شریف ہے کہ لا تجتمع امتی علی ضلالۃ یعنے نہین جمع ہوتی ہے میری امت گمراہی پر انتہی روایت کئے اسکو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مسند مین اور طبرانی کبیر مین اور دوسری حدیث شریف یہہ ہے ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی ضلالۃ ابدا یعنے تحقیق اللہ تعالی نہین جمع کرتا ہے اس امت کو گمراہی پر کبھی انتہی روایت کئے اسکو ابو نعیم کتاب حلیہ مین اور حاکم کتاب مستدرک مین اور جب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اصحاب پوچھے کہ تہتر فرقون مین سے کونسا فرقہ ناجی ہے تب یہہ حدیث مشہور فرمائے من سلك علی طریقتي واصحابي یعنے جو چلے میری اور میرے اصحاب کی چال پر انتہی پس جو کہ اس طریقہ کا منکر ہوگا ضال و مضل ہوگا اور فرقہ ناجیہ سے نہوگا الہی تیری پناہ اور سوائے اسکے طریقہ محمدیہ والا اور کوئی حقکو کسی بات پر آیات و احادیث سند لایا تو کہتے کہ اسکے معنے علیحدہ مین پھر کہ بھلا تم اسکے راست معنے کیا ہی سو لکھدین تو وہ بھی نہین لکھہ دیتے یا کہتے کہ آیات و احادیث سے معارضہ مت کرو اماموں کی سند لاو دیکھئے یارو انکے پاس آیات و احادیث اماموں کے اقوال سے کم رتبہ ہین حالانکہ اماماں بھی تو ان حدیثون ہی سے لکھے ہین غرض جب اماموں کے اقوال بھی بیان کرین تو اسمین کچھ عقلی تاویلات رکیکہ و بے اصل کرتے اگر وہ مقابلے والا کسی بھائی دلیل صحیح و معقول کرے تو اسکو نہین مانتے ہین بلکہ بغرض نفسانیت اور حسد و بغض کے غلو سے اور شرک و بدعت کی شامت سے ہر صحیح بات کو طریقہ محمدیہ والونکی باطل کرنا واجب جانتے حتی کہ وہ بات انکی مانی ہوئی کتاب مین بھی لکھی موجود ہو چنانچہ یہ باتان آگے مذکور ہوچکی ہین اور بھی فتنہ انگیز ان بدباطنونے فتنے طریقہ محمدیہ والون پر اٹھانا شروع کئے ہین ایک تو یہہ کہتے ہین کہ سید اعظم کی مریدی مین تم کیا فائدہ تھا اور انکے پاس کیا تھا صاحب شرح مناوی مین جو امام سیوطی کی جامع الصغیر کی شرح ہے کو کہتے فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الشیخ فی اھلہ وفی روایۃ قومہ کالنبی فی امتہ یعنے شیخ اپنے لوگون مین اور ایک روایت مین ہے اپنے قوم مین نبی سرکا ہی اپنی امت مین ای یحب لہ التوقیر مثل ما للنبي في امتہ یعنے واجب ہے توقیر اسکی جیسا توقیر نبی کی ہوتی ہے اسکی امت مین پھر کہا قال ابن العربي الشیوخ نواب الحق کالرسل في زمانہم یعنے کہا ابن عربی نے مرشدان اور استادان نائبان ہین حق تعالی کے جیسے مرسلان تھے اپنے اپنے زمانون مین بعد اسکے مناوی کہے ہین قال الشیخ طیب الدین فمہما نقص فیما یحتاج المریض في تربیتہ فلا یحل لہ القعود علی منصب الشیخ فانہ یفسد اکثر مما یصلح یعنے پس مرشد دین کا طبیب ہے پس جس وقت کہ مرشد ناقص ہے ان چیزونمین جو مرید اللہ کے احتیاج رکھتا ہے اپنی تربیت مین سو اس مرشد کو مشیخت کے سجادے پر بیٹھنا حلال نہین ہے کیونکہ مشیخت کے سجادے پر ایسے مرشد کے بیٹھنے کا بگاڑ زیادہ ہی اسکے سدھار سے انتہی اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ جو شخص پیغمبرونکی نیابت کے لائق نہو تو اسکو شیخی حلال نہین اب اس زمانیکے بدعتی

بزرگون کے اعمال و اقوال اور کو دیکھتے تھے اور مولوی سید محمد علی صاحب دامت برکاتہ و فیوضاتہ کے اعمال و اخلاق محمدیہ کو اور انکی تلقین و ارشاد و وعظ کو انصاف کی نظر
مین تولکر دیکھا چاہیئے اور خدا کو حاضر و ناظر جان اور اپنے خوش اعتقادی کی ایک جانب رکھہ کر اور سچا ایمان رکھکے سچ سچ کہا جاے کہ کسیکے اعمال و اقوال و اخلاق
حکم خدا اور رسول کے ہین اور پیغمبر خدا کی نیابت کا لائق کون ہی اور کسکے اعمال و اقوال و اخلاق حکم خدا و رسول کے ہین اور نیابت رسول کے لائق کون نہین ہین تو البتہ
ظاہر ہی کہ نیابت پیغمبری کی صفتون سے ... مجھکو انصاف ہی ... کچھ شیخی نہی ... کیونکہ کوئی امر قولا و فعلا سید موصوف مین خلاف شرع نہین پایا گیا
اور انکی بیعت کا طریقہ موافق ... کہ بدعت پاک تھا اور لوگون کو بھی شرک و بدعت غیرہ منہیات سے ... توحید ... سنت ... رسول ... کی ہدایت
کئی اور رمضان کے تراویح اور نماز پنجگانہ جو معراج المومنین ہی ان مرد کو مقید کردیا حتی کہ ... مرد تہجد گزار ہوگئے اور جا بجا جمعہ کی جماعت اور زمانہ کی عیدین
کی جماعت کے برابر ہوتی ہی سو سبھون پر روشن ہی اور ہر ایک کے حوصلہ کے موافق ذکر و فکر بھی بتلاے اگر کوئی اپنی بدبختی کی بدولت ان منہیات سے کچھ اختیار
کرے اور ذکر و فکر ترک کردے تو سید واعظ کے ارشاد و تلقین اور انکی بزرگی مین کیا نقصان آیا بزرگون کا کام راہ نیک بتلا دینا ہی اور سیدھا کرنا اللہ ہی کی طرف سے ہی
دیکھیئے سب بزرگون کے پیر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھکر امتی کہلا باوجود انکی شرع شریف موجود ہونیکے پھر جو لوگ گمراہی سے اسکے خلاف رات دن
انواع و اقسام کے شرک و بدعت و فسق و فجور و دغا بازیان افترا بہتانات مکر و فریب اور شرع کو ہیچ جانتے ہین تو کیا اس سے ذات پاک مین اور انکی شرع شریف مین نقصان
آتا ہی بخلاف اسکے پیران جاہل اور شیخان گمراہ کے اقوال و اعمال شرک و بدعت غیرہ منہیات سے بھرے ہین اور اپنے مریدون کو بھی بجاے سنت و توحید کے ایسے باتان
ارشاد فرماتے ہین کہ سبھی کو خدا کہا کرتے حلال و حرام ایک ہی سمجھتے اور اپنے مرشد کی چال پر نماز روزہ ترک کردیتے یہہ حدیث شریف مشکوۃ کے باب الصلوۃ مین ہی عن
جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد و بین الکفر ترک الصلوۃ یعنے روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے
کہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حد کہ واقع ہی درمیان بندے کے اور درمیان کفر کے یہی ترک کرنا نماز کا ہی انتہی اور یہہ حدیث مشکوۃ کے باب الصلوۃ مین ہی عن
ابی بریدہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العہد الذی بیننا و بینہم الصلوۃ فمن ترکہا فقد کفر یعنے بریدہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو عہد اور امن کہ درمیان ہمارے اور درمیان منافقون کے ہی نماز ہی پس جو کوئی انمین سے ترک کیا نماز کو پس تحقیق معلوم
ہوا کفر اسکا انتہی اور سید کی تشریف آوری کے بعد شراب طہور حاصل ہوا اور جو پہلے کفر کلمے بکا کرتے اور نماز و شرع کو ہیچ و پوچ جانتے کمال حقارت فرماتے اور نماز ہی کو پتھر اٹھانیوالا کہتے
اور کوئی شرک و بدعت کا کام نہ چھوڑتے توحید کی تو حقیقت معلوم ہوچکی پھر انکے مریدون اور مونتون سے تو فقیر و نکا وہی مثل ہی کہ گھر سے نہ تیرتھہ گئے مونڈ منڈھا فضیحت
بہتے دوسری بات یہہ کہتے ہین کہ سید واعظ جو اسقدر کثرت سے بیعت لیتے تھے اور اکثرونکو خرقہ پہناتے سو طریق پیران سلف کے خلاف ہی یا روا اس بات سے ان بدنفسون کو فقط فتنہ انگیزی مقصود
ہی حقیقت مین اس اعتراض کو کچھ اصل نہین خواجہ ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروزشاہی لکھتے ہین کہ وقتی بخدمت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا حاضر بودم
دران روز بیشتری از خلایق ارادت آوردند و بیعت نمودند در خیال بخاطرم گذشت کہ شیوخ سلف در گرفتن مرید چہ احتیاط کردہ اند و سلطان المشایخ بکرم
عام خود دستگیری میکنند و دست بیعت میدہند درین اندیشہ بودم کہ آنحضرت مشرف آن خطرہ شدہ فرمودی فلان ہر چیزی از من سوال میکنی این نمیپرسی
کہ من بی تفتیش این ہمہ مردم را چرا دست بیعت میدہم ازین سخن بلرزیدم و سر بپای آنحضرت نہادم و التماس نمودم کہ از مدتی این مشکل در خاطر داشتم و این لحظہ نیز
در ہمین وسوسہ بودم کہ باطن مخدوم مکاشف آن شد فرمود کہ من در گرفتن مرید چندان احتیاط نمیکنم سببش آنست کہ از شیخی کامل مکمل در دادن دست بیعت
مجازم و چون مسلمانی بعجز و مسکنت پیش می آید و میگوید کہ از جملہ معاصی توبہ میکنم بہ نیت آنکہ سخنش راست باشد دست بیعت میدہم و بہ تخصیص از ثقات
می شنوم کہ ارادت من اہل بیعت را از گناہان باز میدارد و نمازہا بجماعت میگزارند و باوراد و نوافل مشغول میشوند پس اگر من در اول خاص شرایط و حقیقت ارادت
آنہا بگویم و خرقہ توبہ و تبرک ندہم ہمینقدر خیر کہ از ایشان وجود می آید محروم شوند انتہی اور اسیطرح سید عبد اللہ حسینی بیجاپوری قدس سرہ اور ہمارے زمانہ کے

جب شیخ کامل ہو بیعت فیع الدین نقشبندی خلیفہ خواجہ رحمۃ اللہ کے رحمۃ اللہ علیہما فرماتے تھے اور شیخ عبدالقادر بن عبدالرزاق بن عبداللہ المنشرح اپنے رسالے میں لکھتے ہیں
اما بعد فاعلم ایہا الناظر ان طریق لبس الخرقۃ الصوفیۃ علی ثلثۃ انواع فمنہم من البسہا بعد تمام التربیۃ وظہور التقوی والورع
وطہارۃ القلب فہذہ الطریقۃ المحمدیۃ یعنے جان تو اے دیکھنے والے کہ طریق صوفیہ کے خرقہ پہننے کا تین نوع پر ہی بعضے تو انمیں سے پہناتے ہیں خرقہ بعد پوری ہو
تربیت اور ظاہر ہونے تقویٰ اور پرہیزگاری اور جمعیت کے دل کے پس طریقہ محمدیہ یہی ہی ومنہم من البسہا فی اول القدم لتکون لہ قیدا او نہیا
عن الافعال الذمیمۃ واذا نظر الی لباس الصالحین استحی وخاف ان یفعل فیہ فعلا لا یلیق باحوالہم اور بعضے تین سے پہناتے
ہیں خرقہ پہلے قدم میں یعنے ابتدا تربیت کرنیکے کہ یہہ پہننا اسکو قید ہو وے اور مانع ہو بد کام کرنے سے کیونکہ جب وہ نظر کریگا طرف لباس بزرگان کے تو شرمائیگا اور ڈریگا ایسے کام کرنے
سے جو انکے احوال کے لائق نہوں ومنہم من البسہا القصد التبرک والتزی بزی اہل الخیر لتشملہ السعادۃ الابدیۃ ویدخل فی سلک
اہل ہذہ الطریقۃ المحمدیۃ اور بعضے انمیں سے وہ لوگ ہیں جو پہناتے ہیں خرقہ قصد برکت کے اور مشابہت پانیکے نیک لوگوں سے تا کہ شامل ہو اسکو ہمیشہ کی سعادت اور وہ
گناجاوے گروہ میں اس طریقہ محمدیہ والوں کے وکل علی ضلال اور سب کے خرقہ نکی پر ہیں انتہی الہی مفسدان گمراہ کو نیک توفیق دے اور تیسری بات یہہ ہی کہ آیہ حسبی اللہ نعم الوکیل
کو اور اللہ بس باقی ہوس کو اکثر مسلمان کہا کرتے ہیں اتفاقاً اگر کسی طریقہ محمدیہ والے کی زبان سے یہ کلام نکلے تو کٹ کے جھٹ کہہ بیٹھتے یا اسمیں ایما و اشارہ کرتے کہ دیکھو
یہہ شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہی یار و ذرہ غور کرکے دیکھو تو حقیقت میں یہ بدنفس منکر خدا اور رسول کے ہو جاتے ہیں کیونکہ محمد ہی کی ہدایت اور انکی پیروی سے
تو ایسا کہنا مومنوں کے نصیب ہوا ہی نہیں تو بتوں کو اور شہیدوں کو پکارتا اور کو جتے اللہ تعالی فرمایا ہی اذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا
یومنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ہم یستبشرون یعنی اور جب نام لیجئے اللہ کا نرا کڑجاویں دل انکے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا
اور جب نام لیجئے اسکے سوا اور وں کا تبھی وے لگیں خوشیاں کرنے اور صحیح بخاری میں یہہ حدیث شریف ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصدق کلمۃ قالہا
الشاعر کلمۃ لبید الا کل شئ ما خلا اللہ باطل یعنے بہت سچی بات جو شاعر نے کہا ہی سو لبید کی بات ہی کہ سن ہاں جانو کہ ہر چیز اللہ سوا ہی باطل انتہی سبحان
اللہ صوفیہ کرام کہہ یہاں تو ہم اللہ ہی اللہ کہا ہی بس ان بدنفسوں کے پاس وہ بھی تیر منکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو معاذ اللہ پھر ایک غضب کی بات ہی کہ
کہ اس طوفان بے تمیزی میں بعضے لعلول کہ جنکو سیاہ وسپید کی تمیز نہوز خوب نہیں ہوا اپنے کو بڑے فاضل تھہرا مولانا اسمعیل شہید محدث کے حق میں کہتے ہیں
کہ وہ جاہل تھا اور اسمیں ایمان کی بو تھی اور اس سورش میں بدعتیوں کی بعضے لنگرے جو کچھ نہ بہر سکلے جاہلان کہ جنکو نہ کسی سے پوچھنے جانیکی قوت نہ تحریر
کی قدرت نہ سمع و ادراک کی سکت نہ بولنیکی طاقت نہ نوشت وخواند کی لیاقت ہی اب بھی ان مقدموں میں بے اختیار تھہر یا نوں جھاڑتے کان لگاتے عوعو کرکے
ناحق مغز خراشی کرتے منہہ کو آیا سو بکتے ہیں اور کفر میں ترجیح تھے چنانچہ ایک جا میں جو کچھ بہر کا بھائی تقویۃ الایمان وغیرہ پر اسطرح سے ایراد کرتا ہی کہ خراب خراب باتیں اور
منسوخ حدیثیں جن جن کے لاتے ہیں چنانچہ مولوی اسمعیل دہلوی نے لکھو کیسی حدیث لایا ہی کہ اللہ تعالی کو چمار بنایا ہی یار و تعجب تماشا کا ہی کہ گدھے بھی قرآن
حدیث کے سمجھنے میں دم مارنے لگے اور وہ حدیث جو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ میں مرقوم ہی سو یہہ ہی اخرج الترمذی عن انس رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیسئل احدکم ربہ حاجتہ کلہا حتی یسئل الملح وحتی یسئل شسع نعلہ اذا انقطع مشکوۃ کے باب الدعوات میں
لکھا ہی کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ہر کسیکو چاہئیے کہ اپنی سب حاجت کی چیزیں اپنے رب سے مانگے یہاں تک کے نون بھی اسی سے مانگے اور جوتی کا تسمہ
جب ٹوٹ جاوے تو وہ بھی اسی سے مانگے انتہی واہ کیا طرفہ اتفاق ہی میں ہو تو ایسی ہو کہ شیخی اور فضیلت کا دم مارنیوالے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ چمار کے ساتھ
تشبیہ یا کرکے ٹھوکر کھاتے ہیں تو انکے بالکے جاہلان اللہ تعالی کو چمار بنا یا کرکے جھک مارتے ہیں ہی عالمان ضلالت آثار و ایسی شیخان بدعت شعار و ایسی جاہلان طرفہ
ظاہر ہی کہ جبل انسانمیں صفت انصاف اور قوت منفعلہ نہیں وہ کا انسان نہیں بلکہ شیطان سے ہی امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت کے رکن چہارم کے اصل اول

الملح

اس طوفان بے تمیزی میں بعضے جاہلان کچھ کچھ بکتے ہیں سو اسکا بیان ط

انسان میں صفت انصاف اور قوت منفعلہ ہونے کا بیان ط

کے شروع مین لکھے ہین کہ یا رب بود دل بگناہ از اول آفرینش تا آخر کار فرشکالسنت و مستغرق بودن بمعصیت و مخالفت ہمہ عمر ملبتہ بسبب شیطان و ناگشتن از معصیت بارادہ طاعت بحکم توبہ و ندامت کار آدم و آدمیاں سنت ہرکہ بتوبہ تقصیر گذشتہ را تدارک کرد نسب خویش با آدم درست کرد انتہی اب خدا کو حاضر و ناظر جانکر اپنے دلوں میں انصاف سے خوب سوچیئے اور اپنے کئے ہوئے سے اور عقاید فاسدہ اور اعمال باطلہ اور طریقہ بدعتیہ اور رسم رشتہ زندقیہ اور تخیلات شیطانیہ اور تصورات نفسانیہ سے توبہ کیجیئے اور سیدھی راہ یعنی اتباع سنت اختیار کرکے زمرۂ امت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی داخل ہوجایئے حدیث شریف قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من ترک سنتی فلیس منی یعنی جس کسی نے چھوڑا میری سنت کو پس نہیں وہ مجھ سے انتہی اور اپنا نسب آدم سے درست کر لیجئے نہیں تو نسب آدم سے نکل شیاطین بن جائیے اللہ تعالی فرماتا ہے ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ ویذرہم فی طغیانہم یعمہون یعنی جسکو اللہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ نہیں دینے والا اور انکو چھوڑ رکھا ہے انکی شرارت مین بہکتے انتہی ای مومن بھائیو وای محمدی ہیندار اب تم پر حقیقت خوب کھل چکی کہ نو اسیہ فرقے کے اقوال و افعال موافق قرآن و حدیث و ائمۂ ظاہر و باطن کے نہیں ہیں بلکہ قرآن و حدیث و صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کی پیروی کرنے والوں اور اسکو سکھلانے والوں پر حکم تکفیر کیا کرتے ہین شاید کسی حاکم زبردست کو کچھ تھہرالیکر ایک کتاب بدعت کی بنالے تازہ دین نکالا چاہتے ہین پس ہمکو اور تمکو لازم ہے کہ ایسے فرقے گمراہ کو کہ اعتبار کرکے گمراہی مین نہ پڑین مگر جو بات کہ اگلے مفسرین و محدثین اور فقہائے معتبر کے لکھے برابر ہو سو اسکو مان لین اگر خلاف ہو تو جھل و پوچ جانین اور اگر کسی بات مین کچھ شک و شبہ آجاوے تو اس بات کو عمدہ تفسیرون سے اور احادیث و عقاید کی کتابون سے و فقہائے معتبر کے قولون سے تحقیق کر لین یا اسقدر علم نہین تو کسی تابع رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دریافت کر لین صحیح ہو تو اسپر عمل کرین نہین تو چھوڑ دین اور ہمیشہ خبردار ہو اسکے مکر و فریب شیطانی سے بچے رہین اللہ تعالی فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تتبعوا الشیطان انہ لکم عدو مبین یعنی ای آدمیو جو ایمان لائے ہو مت تابعداری کرو تم شیطان کی تحقیق کہ وہ واسطے تمہارے دشمن زبردست ہے اور سوا اسکے فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہہ ای محمد اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے اور فرماتا ہے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی قسم ہے تیرے رب کی انکو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف نجانین جو جھگڑا اٹھے آپسمین پھر نہ پاویں اپنے جی مین خفگی تیرے فیصلہ سے اور قبول رکھیں مانکر انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ جو شخص کہ حضرت کے حکم سے راضی نہین ایمان اسکا منظور نہین اور فرماتا ہے فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم یعنی ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہین اسکے حکم کا کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے انکو دکھ کی مار حاصل کلام یہ کہ بدعت کرنیوالا فتنہ اور عذاب سخت مین گرفتار ہونیسے ڈرتا رہے اور سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ تو اندر رہ کوشش و صدق و صفا ولیکن میفزای بر مصطفی اور یہ حدیث شریف مشہور ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید یعنی جو شخص زندہ کریگا میری چال کو فساد کے ایام مین میری امت کے سو اسکے لئے ثواب سو شہید کا ہے انتہی اور یہ حدیث شریف بھی مشہور ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنی اصحاب میرے ستارونکے مانند ہین کسی صحابی کی پیروی کرو گے تو سیدھی راہ پاوگے انتہی پس اللہ تعالی کی خوشنودی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت منظور ہو تو پہلے توحید ٹھیک کر لین یعنی شرک کے کامون سے بچین پھر بعد اسکے جسقدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کی چال پر چلین تو اسقدر اللہ تعالی کی خوشنودی زیادہ جانین اور شادی و غمی اور فاتحہ وغیرہ اس کی رسمون مین بدعتیون کا خوف نکرکے سنت رسول کے موافق بجا لاوین سو شہید کا درجہ پاوین الہی ہمکو اور سب مسلمانون کو ہمیشہ اپنی رضا و تسلیم مین اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عشق و محبت مین رہنیکی توفیق دے یعنی اتباع سنت پر قایم رکھ اور سنی پاک بنا آمین یا رب العالمین بحرمت سید المرسلین و آلہ الطاہرین و صحبہ الطیبین و اولیائہ الصدیقین ط

یہ نقل ہے نوابی اشتہار نامہ مذکور کی جسپر مہران ہوکے مدراس کی مسجدون مین لگا گیا تھا اور اسکی اطراف کی بستیونکو بھی بھجوایا گیا تھا حامداً مصلیاً و مسلماً بر متتبعان شریعت نبوی و پیروان دین مصطفوی مخفی و محتجب نماند کہ چون کتاب تقویۃ الایمان مولوی اسمعیل دہلوی و رسایل ولایت علی عظیم آبادی و خرم علی وغیرہ

نوابی اشتہار نامہ مذکورہ کی نقل مع عبارت لاحقہ ھ

ھ تحقیق حق کا ہے یہی صحیح

خلفای سید احمد بزبان هندی مشتمل بر تنقیص شان سرور عالم و انکار توسل و شفاعت وی صلی الله علیه وسلم و انکار بودن عزتی که آنجناب را بعطای رسالت و امانت و دیگر انبیا و اولیا از جناب عزت در این ملک رواج یافته و خلفا و مریدان و مددگاران مولوی محمد علی رامپوری خلیفه سید مذکور که بظاهر حال ایشان ضلالت مینمود بجهت اینکه معتقد مطروده عروة الوثقی و استعد ایشان اشتغال ورزیدند و کلمات شنیعه آنرا نقل هر مجلس ساختند و با هر کس و ناکس مباحثه در کردند لهذا علمای مدراس بر بطلان عقائد این کتب اتفاق کرده به تکفیر معتقدین آن فتوی دادند و بحضور فیض معمور جناب مستطاب معلی متین رسالت مآب نواب سراج الامرا اعظم جاه بهادر دام اقباله و نواله و زاد عمره و جلاله حاضر شده از خلیفه مسطور مستدعی شدند که یک وثیقه در تقبیح تقویة الایمان و امثال آن نوشته مهر خود و خلفای خود بر آن ثبت کرده در جماعت مسلمین علانیه خوانند تا زبان خاص و عام از تفوه بامثال این کلمات ناشایسته و مضامین ناشایسته بسته گردد و بهمت تعلیم و ترغیب از شمامه نعم شود الیشان باجابت آن رضا و رغبت پرداخته بتاریخ هفتم شهر ذیقعده ۱۲۵۰ هجری روز پنجشنبه بحضور نواب معلی القاب و جماعت علما وثیقه متضمن باینکه هر کس بر مضامین کتاب تقویة الایمان و امثال آن که متضمن تنقیص انبیا و اولیا و مخالف عقاید اهل سنت و جماعت است معتقد شود بیشک کافر گردد و از دائره اسلام بیرون رود و کسیکه توقع رستگاری از عذاب الهی دارد او را لازم است که کتاب مذکور و امثال آنرا از خود دور اندازد و از متابعت ائمه اربعه در عقاید و فقه بیرون نرود نوشته مهر خود ثبت کرده و مواهیر خلفای خود و مواهیر گواهی علما بر آن ثبت کنانیدند و چون بحسب معهود فردای آن بعد نماز جمعه در مسجد جامع والاجاهی بر منبر قرطاس مذکور را در دست گرفته بحضور عامه مسلمین کلماتی گفتند که بمضمون وثیقه مطابقت نداشتند بلکه بسبب استماع کلمات موحشه که منجمله آن تعریف و توصیف مولوی اسمعیل دهلوی و تمثیل خود با امام حسن رضی الله عنه که با والی شام صلح برای امن ضلالت کردند و اعتراض بر علما که چرا تاویل در افراط و تفریط تقویة الایمان نکرده حکم بتکفیر معتقدش نمودند بود رسوخ عقیده شان بر مضامین این کتب دانسته شد لهذا بکافه مومنین اعلام داده میشود که ایمان خود را از دست برد این فرقه نگاهدارند و باز در دام ارادت ایشان در نیایند و عاقبت خود را تباه نسازند و ما علینا الا البلاغ فقط

بعد از اس فتوی مزید کے یعنی اشتہار نامہ مذکورہ کے ساتھ وہ نو وثیقہ مہری سید اعظ کتین جنکی نقل اس کے موقع پر آگے مرقوم ہو چکے ہیں الحق کر کے پھر تحریر بار کی عبارت بطور وقائع اپنی خاطر خواہ لکھکے بنا بر اعتبار ایک سرخ کاغذ پر چھپوا کے دور دست ملکوں کو بھجوا دیا گیا تھا سو وہ عبارت وقائع یہہ ہے معلوم باد که چون بیشتر از هشت سال محمد علی رامپوری خلیفه سید احمد بریلوی در مدراس رسیده عقیده فاسده خویش مضمر داشته بچرب زبانی و طلاقت لسانی طریقه وعظ آغاز نمود اکثر عوام و بعضی خواص که از عقاید فاسده طریقه ایشان ناواقف بودند نظر بمواعظ و لطایف ملمعه در دام ارادتش واقع گشتند و بعد از آن چند اعتقادات باطله این فرقه و تشییع رسید علمای مدراس در استفسار بناب بر آمده جوابی آن ارقام نمودند تا از رامپوری مسطور مهر و دستخط بگیرند در این اثنا روانگی نامبرده از اینجا صورت بست چونکه دائره کلام وسیع بود در اجوبه مرقومه مناقشات لفظیه بین العلما واقع گشته و رد و قدح بجانبین تحریر یافت الغرض بعد چندی کتب عقاید فاسده این فرقه که در تنقیص شان سرور عالم صلی الله علیه وآله وسلم و دیگر انبیاء کرام و اولیاء عظام دلالت میدارد مطبوع شده در رسید همه علمای نامدار و فضلای عالی مقدار آن کتب را ملاحظه کرده حکم بطلان این عقیده و فساد چنین طریقه می نمودند هرگاه باز ثانی رامپوری مسطور در اواخر ماه رمضان ۱۲۵۱ هجری بمقدسه بمدراس رسید بعض اهل ارادت و تصور تائیدش این عقیده باطله را آشکار کردند و با هر کس و ناکس گفتگو آغاز نمودند و زبان بتوصیف و حقیقت آن کتب دراز ساختند آخر شب هشتم ماه شوال از سنه الیه مولوی جمال الدین احمد صاحب که یکی از علمای نامدار مدراس اند اتفاق مباحثه رامپوری مسطور بخانه اش افتاد که از آن میل و بر آن کتب باطله رفته شدید بعض علمای مدراس رامپوری مذکور را برای مباحثه و مناظره طلبیدند تا فساد کتب مرقومه بر مریدانش واضح و لایح گردد مومی الیه طاقت مباحثه در خود نیافته لیت و لعل میکرد آخر الامر مولوی صاحب موصوف بغره ذیقعده از سال صد بعد نماز جمعه در مسجد جامع والاجاهی قرآن شریف بدست گرفته بر سر منبر علی رؤس الاشهاد حقیقت بطلان مطالب کتب مذکوره و صورت مباحثه مذکور اعلان فرمودند بعض مریدان رامپوری که از عقیده باطله اش ناواقف بودند باستماع این ماجرای به معتقد

انحراف ورزیدند و سر انقیاد از متابعتش درکشیدند و رامپوری بخوف انحراف دیگر مریدان خود برات نامه موکد بحلف نوشته بحضور علما عرض کرد چون اکثری از
ایشان آن را مکتفی ندانسته وثیقه دیگر طلبیدند حسب خواهش آنها وثیقه داد آخر بران قیام ننمود بلکه در ان بود بلی اختیار بر انش رسید چنانچه تفصیلش ذیل
این قرطاس مرسن میشود دیگر باید دانست که رامپوری مسطور در وقت ترقیم وثیقه اقرار کرده بود که برات نامه را بخدمت علما عرض خواهم ساخت لیکن آنرا نساخته مهر
خود بر دو ران برات نامه ها مهر و دستخطهای خلفا و بعض مریدان او ثبت نمود مهر و دستخط مدار الدوله مفتی و شرف الملک بخشی سرکار نواب صاحب بطور شهادت
بران ثبت چنانچه از ملاحظه نقل انتقل برات نامه که در ذیل ملحق است تفصیل اسامی آنها واضح میشود لیکن مهر و دستخطهای دیگران در ان مثبت باشد آنرا ان
علما هم راسن باید شناخت و نیز این برات نامه اگر حضری ساخته نزد خود داشته باشد آنرا قابل اعتبار نباید انگاشت ظاہر ہے کہ یہ وہی شخص ہے کہ سید اعظم کے
حقیقی طلاقت لسانی اور چرب زبانی رکھنے کے سبب سے اوسکا کوئی قول و فعل خلاف شرع نہو نسبت لگے ما او جاہلین رامپور و اطراف ہزار ہا خاص و عام انکی بیعت
کلامیاب ہو رہے ہیں ہوا و بدعتیان ہدایت پا گئے اور کفار بھی اسلام سے مشرف ہو چنانچہ نواب اشتہار نامہ مذکور میں بھی مرقوم ہی کہ ظاہر حال انسان صلاح می نمود پھر لکھے ہیں کہ
عقیدہ فاسدہ خود رشتہ منضم ساختہ سوے بد نقصان عوام خدائی میں فرعون سے بھی بڑھ گئے ہیں کیونکہ اسنے تو فقط اپنی ظاہری سلطنت عظیم کے فخر سے انا ربکم
الاعلی کہا تھا اور یہ تو دلون کے بھید جاننے اور غیب دانی کا دعوی کرتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہی واللہ علیم بذات الصدور یعنے اور اللہ کو معلوم ہی جی کی بات
اور فرماتا ہی وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمها الا ہو یعنے اسی پاس ہین کنجیان غیب کی نہیں جانتا انکو مگر وہی تنہا اور مرقوم ہی کہ علما مدراس استفتا
دینا کہے کہ جو کوئی تمام نمود نہ انہوں نے ظاہر ہے کہ فتوی چاہیے ولا او فتوی دینے والا دو سید اعظم کے مدعی تھے سلمنے کہی بے اصل باتو نکا استفتا کیا تو جواب ترا دقاضی
نازبل نے اسکی عبارت جوا چلا نے قبلہ اکابر سلف فتوی یعنی کہ شیخ البلد مولانا محمد العلی قدس سرہ حسب بات کتابین موافق قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے ائمہ ظاہر و باطن
کے جائز لکھتے تھے سو اسکو بھی جائز لکھا مصرح یکی دیباشد یکی برده دار اسی سبب سے کسی علما اسپر مہر نہیں لگئے تھے و مفتی محکمہ بدالروزی علت ان ارد و فی زری
تمام بیت کرایا پھر دکھے دیتے لگا اور دھر کلکتہ سے مولوی صاحب عظیم صاحب نے ایسا کلام لکھا نہیں کچے قول سے انہون کو سگ بت بنائے چنانچہ دو نون ذات ہر کہیں مشہور
میں پھیلے ہیں پس منافقات لفظیہ کا دعوا صرف جھوٹھا و جعلی ہی او مذکور ہی کہ بعد چند کتب عقاید فاسدہ این فرقہ کہ بہ تنقیص شان سرور عالم الخ سوان کتابون
کی حقیقت تو آگے خوب معلوم ہو گئی یہان تک انہیں کی بعض کتاب کی صحت پر بد نقصان بھی مہر کر دئیے تھے اللہ جل جلالہ ایسے جھوٹھون کا منہہ کالا کرے و در قوم
ہی کہ تشیکی ہشتم ماہ شوال مولوی جمال الدین احمد آکہ یکی از علمای نامدار مدراس اند اتفاق مباحثہ افتاد الخ اس مسئلہ شفاعت کے باہمین جمال فرنگی محلی جو جاہل تھا سو آگے
مفصل مذکور ہو چکا پھر بیان سکا امید ہی اب تو بعد فریب دو عمل کے قاضی ما زبل و غیرہ بھی شفاعت بالاذن کے قایل ہو چکے او فرنگی محلی اذن شفاعت ہو چکنے کا جھوٹھا
دعوی اتنک کرے کی سبب منکر ہوئے آیات و احادیث شفاعت بالاذن کے کفر میں جا پھنسا ہی لیسی تو علما ہما ہمہ نہیں بلکہ جہلا ہمارا نکار میں اور لکھا ہی کہ برای مباحثہ
و مناظرہ طلبیدند مو الیہ طاقت مباحثہ درخود ندیدہ لیت و لعل میکردانتہی بارو سعدی علیہ الرحمہ فرماتا ہین سے دروغ آدمی را کند سرمسار کہ کاذب دعوا
بے اعتبار بخصوص عالمون سے یہ بات بہت نازیبا ہی بھلا اگر جاہلون کی سنت پر چلے ہین تو ایسا کہیں کہ آتے ہیں لوگ پوچھتا کون کہ سراسر شوخی دیکھیے کہ اگلے بار ایک روز
بعد نماز جمعہ کے سید اعظم جب منبر پر بیٹھے و ریپے عالمان سب جمع تھے تب کسی نے پکار دیا کہ صاحب جو شیر بیٹھا ہی اگر کسی کو کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لیوے تب تو عالمان گیدڑ و فتنہ سر کا
دم دبا بھاگ گئے اور اب کے بار ایک سید اعظم جواب مختار و غیرہ کے روبرو فرنگی محلی کا ناطقہ بند کئے تھے او علما سے مباحثہ کروا انکا سوال بھی نا مختار بہ سبب کر چکے تھے
او جو قاضی ما زبل نے مباحثہ مصلحت نہیں کرنا مختار سے کہا تھا اور جو نا مختار مجمعہ علما میں سید اعظم کی رسائی اسلمی نہ دیکھ کے مصلحتا روک دئیے تھے سو
حقیقت اکثرون ظاہر ہی اور ہوے اسکے عالم پر مشہور ہی کہ فساد ہی صلح کے روز بعد نماز جمعہ فرنگی محلی کے ذکر تو بہ پر دین سید اعظم جب ہزار ہا مسلمانون کے
جنگل کے درمیان حامی بھلا ہی ہدایت کے روبرو شیر ببر سر کا منبر پر کھڑا ہو غراتے تھے جب تو ان عالمون کو مقابلہ او مباحثہ کرنیکا کچھ منہہ نہ تھا بلکہ بکریوں کے

سے جو اپنی ہوش کھو کر گال پھول گئے تھے یعنی لب ہلا سکتے تھے چنانچہ ان باتوں کا بیان آگے مفصل ہو چکا ہے اور جو اسکے بعد مباحثہ کے لئے لیت و لعل کرتا تھا کہا
کہ جیسے جوانمردوں کا کام اور بے حیا اون کا شیوہ ہے اور لکھا ہے بغرہ ذیقعدہ قرآن شریف بدست گرفتہ بر سر منبر علی رؤس الاشہاد حقیقت بطلان مطالب
کتب مزبور و صورت مباحثہ مذکورہ اعلان فرمودند انتہی اور یوہیں یہ ہی بیان ہے فرنگی محلی مہر پر تقویۃ الایمان و نصیحت المسلمین وغیرہ کے بابمیں اور رکت شفاعت
کی صحبت خاطر خواہ بکا تھا چنانچہ آگے اسکو بخوبی سن چکے ہو اور قرآن کا خوف کھینو الا اس شخص کو سمجھا جاتا ہے جو قرآن کی تعظیم و توقیر ظاہری و باطنی کیا کرتا ہے
وہ تو شفاعت بالاذن کی تصریح جو ہر پا کا انکار کرتا ہے اور آیات و احادیث کی کتابوں کو پھاڑ پھوڑ پانی میں لو الکھند لوایا جیسے نصاری نے انجیل کے مصحف کو
برفت انکار کرنا اور بیل کو ہتھ بیچ لے تھیں بھی پھینک دیتے بھلا ایسے سفاک بیباک کو قرآن کا کیا خاک پاک معاذ اللہ اسنے تو منبر کیس کو تختہ
ٹھہرا جھوٹ ٹھہرا کر کے جھوٹی قسم کہا سولوں کے کان کاٹا اور جیسا ناصبی والی شام کی خوشنودی کے لئے قرآن مجید کو درمیان اسکو نیزے پر چڑھا کے یوں جناب علی
مرتضی کرم اللہ وجہہ کے حقانی لشکر کی فتح میں خلل ڈالا تھا ویسا ہی فرنگی محلی بھی کر گذرا اور لکھا ہے کہ بعضے مریدان نبعتش انحراف ورزیدند انتہی یہ وہ ہی بدنیت
ناجز اند کو رہی جو پہلے بار بہتان الاوائے سمہم بیکر اپنے وجاہت فنکاروں سے بجبر توبہ کروایا تھا لیکن اب اس بات کو وسیلۃ العابدین بنایا گیا ہے اور لکھا ہے کہ برات
نامہ بہو کد بحلف نوشتہ بحضور علماء حضر کرانیم یعنی کاغذ جو پہلے قاضی ز بل کی طرف سے حکیم احسن الدین خان کا سالا سید واعظ کے پاس لایا تھا اور سید واعظ نے
مہر کر کے بھیجو انیکے بعد پھر قاضی ز بل نے ناپسند تھا اور الیس بھیجا تھا چنانچہ اسکا بیان آگے آچکا ہے اور لکھا ہے تحریر دراب بے اختیار نالش رسید الخ اس بات
مے کنایہ وہی ہے جو سید واعظ منبر پر کہہ اٹھے یعنی رو یا تے تھے چنانچہ آگے مفصل سن چکے ہو پھر بیٹ بدتمیز کریجئے اور لکھا ہے برات نامہ را بخدمت علماء خواہم
سپرد لیکن از رسانیدہ ہمراہ خود برد الخ سبحان اللہ باوجود دوسرا کاغذ لکھوا لینے کے ناپسند تھا اور الیس دیے ہوا گلے نکمے کاغذ کو پھر وہ لوگ مانگنا اور سید
واعظ اسکے دینے کا اقرار کرنا صریح خلاف عقل اور لغو پایا جاتا ہے رو یہاں بھی اسکا قلم اقرار تم چلگیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر ہوا پیر دستخطہا دیگران دران ثبت
باشد از اعلماء بدر اس بسیار شناخت الخ سچ ہے کہ علماء مدارس جو عبارات باطلہ اعتقادات فاسدہ اور صفات مذکورہ رکھنے والوں سے بچے ہو تو اتنے ہی ہیں مگر عالم حقانی
اور علوم دین میں لاثانی صاحب شریعت و طریقت قامع شرک و بدعت کئی بزرگان میں کہ ایسے فساد عظیم و شورش عصیان لئیم میں اپنی ایسی نہیں چاہتے اور
اس عاصی ہیچ مدبر کو جو بفضلہ تعالی استقدر معلوم ہے کہتا ہے سو ان بزرگوں کی نسبت کرتا ایک ذرہ کے برابر بھی نہ لیجئے افسوس صد افسوس مکفران اہل بیت امیر
فتوی ہندیہ کو برے طنطنہ و رعونت سے کالے کوسوں پر بھیجو کہ حق و باطل سمجھنے والے اور کفو یا گھر اکنے والے اعلماء متبحرہ و عقلاء بے نظیر کے اخ ولف سے سیاہ کردے اور اپنا نامہ اعمال
بھی سیاہ کیئے تھے شاید اس مصرع پر عمل فرما رہے ہیں س منہہ ہو کالا اسکے تمام تو روشن ہوا اللہ توبہ نصیب ہے اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ
والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین شفیع المذنبین سید الاولین والآخرین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلبا لمرضات اللہ جل شانہ کے حول و قوت سے
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ذیقعدہ کی پندرھویں سنہ ایک ہزار دو سو باون ہجری بقدس کے درمیان جب یہہ کتاب تنبیہ منکران اتباع
کتاب و سنت کی لکھی گئی تو نام اسکا تنبیہ الضالین وہدایت طریق سید المرسلین رکھا گیا اور تقویۃ الایمان کی عبارت صفحوں کی جو آگے ساتھ لکھی گئی ہے سو سنہ
بارہ سو بیالیس ہجری مقدس میں چھاپے گئی ہوئی کتاب سے ہے اور رسالہ خیر الزاد یوسف شاہ کے اقوال اس رسالہ سے لکھا ہوں جو باب تحفاب کی مد گذرانا گیا تھا
و اسکے آخر میں بید المولف یعنی مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا مرقوم تھا پھر جانا چاہئے کہ دشمنان طریقہ محمدیہ یعنی فرقہ نوابیہ نے رسالوں میں طریقہ محمدیہ والوں
کو ناحق بالبتہ و انشر الناس اور دجالین و بطالین و مردودان و زفرقہ وہابیہ اور بے ایمان از دست دادہ وغیرہ کرکے لکھے ہیں اگر چہ ہم انکے حق میں ثقیل کلمے لکھنا
باوجود حقیقت کے ہمارے حال کے مناسب شایان نہیں تھا لیکن بحکم سے ہر آنکہ گندہ باران گندہ بانسیت :: بعضے بعضے مقام میں الفاظ ثقیل انکے حق میں لکھے گئے
اب شاہ خادم آل نبی عبد الحق ہر ستی سب مسلمان بھائیوں سے یہہ امید رکھتا ہے کہ تقاضائے بشری سے عربی عبارت کے ترجمہ میں یا ربط عبارت میں کہیں خطا ہو گئی ہو

اور بعضے سندان جو چھاپے کی غلطیان بو صفحہ کے حوالے کے ساتھ مرقوم ہوئی ہین سو اس ہوا مین کچھ غلطی پائی گئی ہو تو معاف کرینگے اور اس کتاب کے فایدون سے دوسرے
اپنے بھائیون کو محروم نہ رکھینگے یعنے مقدور بھر اسکے پڑھانے اور سمجھانے اور سنانے مین قصور و کاہلی روا نجانینگے اور عاصی کو اور عاصی کے سارے خویش و
اقارب کو بھی دعائے خیر سے یاد فرماوینگے اب ختم کلام اس دعا پر ہے کہ ای پروردگار ہمارے اپنے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے خاتمہ راقم
کا اور سارے محمدی بھائیون کا بخیر کر اور ہم گنہگارون کو عفو مطلق نصیب فرما آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین شفیع المذنبین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم





اندنوں میں دراسی علماؤں اسمی سے ایک عالم کا قصہ عبرت پذیر سنا گیا سو اسکو ہمنے اس کتاب کے آخر میں چھاپ دیا

جمال فرنگی محلی بن مولوی علاء الدین نے سید احمد صاحب ابن سید قریش صاحب مغفور اور سید غزادی صاحب ابن سید منصور صاحب مرحوم اور بہبر علی صاحب اور محمد بیگ صاحب اور محمد حبیب الله صاحب اور رستم علی صاحب وغیرہم کے سامنے بات تو ان بات انبیا علیہم السلام کو ملتبان اور اہلبیت کو بے اعتبار کہا تفصیل قصے کی یہ ہی کہ جمال نے غزادی صاحب سے کہا کہ اسمعیل سکھلاوے کہ میں مین غزادی صاحب نے جواب دیا اگر وہ اسمعیل مجھے معلوم ہوتا تو میں دوسرے کا محتاج نہوتا جمال نے کہا تمکو معلوم ہی پر میرے سے چھپاتے ہو تب غزادی صاحب نے کہا اگر تم گلے برابر پانی میں کئی رات صبح تک کھڑے ہو تو سکھلاتا ہوں جمال نے کہا تمنے میرے مار ڈالنے کی تجویز کی ہی تمہارا اعتبار نکرنا اور اسیطرح پانچ فریق کا اعتبار نکیا چاہیے ایک تو مرشد کا کہ وہ جھوٹا ہی کیونکہ وہ نیکی کے کام کرتا اور بولتا کہیں بدکار ہوں اور ملتبان بھی ہی کیونکہ طالب کو صلے سے ملاتا ہی دوسرے مشایخ کا تیسرے علما کا چوتھے اہلبیت کا کہ انکے سردار امام حسین نے اپنا دوست ہو سو سکا مزید انکے کے ہاتھ سے کٹوایا اور جو دشمن ہوا اسوسے دوزخ میں بھیجا پانچویں انبیا کا کہ وے ملتبان ہیں تب غزادی صاحب اور دوسرے لوگوں نے ناخوش ہوکر جمال کو جو ساتھ جعفر کا تو پھر کہا کہ ہاں بڑے ملتبان ہیں نعوذ بالله من قول الجمال الغرض کسی دیندار نے یہ قصہ لکھ بھیجا علمائے شہر لکھنؤ و بانس(?) بریلی کو اطلاع کیا یا نجانے لوگ ان سے دریافت کیا تو کواہوں نے سنا تھا سو بیان کردیا اور جمال نے ذات کو نالش کی علام غوث خان بہادر کے حضور میں اور بخشی شرف الملک و غلام محی الدین خان منسامان(?) و چند لوگ کے روبرو اقرار کیا کہ ہاں میں نے یہ کہا تھا لیکن توہین کا ارادہ نکیا تھا جب بیب(?) خان نے جمال سے پوچھا تو اسنے مرشد پیادت(?) کی تقریر کی پر اسکی تقریر سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اسنے انبیا علیہم السلام کو حق میں یہ لفظ کہا ہی لیکن انصاف نا تھا بیب نے جمال کو کچھ سزا نہ دیا بلکہ جمعہ کے دن جمال کو منبر پر چڑھا اسکی بانی لوگوں کو سنا دیا کہ گو اہان محمد علی کی دوست میں نشتیا یا سو اسلئے سے تیر بیتان کئے ہوں خطاب ہم ان حضرات علما سے انصاف چاہتے ہیں کہ تمنے مولوی اسمعیل شہید کی کتاب میں کوئی لفظ ایسا کلمہ جمال کے سے ہرگز لکھا دیکھا تھا جو سکی اور مومنین برار و سادات لاحول ہی تو بہین تکفیر بلکہ مولوی سید محمد علی صاحب اور انکے دوستوں کے قتل کا فتوی دیا تھا اور یہ مسئلہ بھی جانو ہمیں روشن ہی کہ کوئی شخص ایسی غلط گالی انبیا کے جناب میں لاکر اگتے تو میں کا ارادہ رکھے تو بھی وہ بیشک کافر ہی اور قتل اسکا واجب پس لازم دیندار پر یہ تھا کہ مولوی اسمعیل شہید کی کتاب پر جو فتوی دیا گیا تھا سو جمال پر جاری کریں آگے علمائے انصاف اور جز غفار کے دعا سے مومنوں کو بچا رکھے آمین یا رب العالمین بحرمت سید المرسلین صلی الله علیه و آله وسلم

فہرست

